

طیپ افغانی

ماہنامہ جاسوسی ڈائجسٹ برقی

نومبر 2012

کیمیائی

معراج رسول



www.paksociety.com



## پیش کشی کی کتاب

11

مدیر اعلیٰ  
قاری سید سہیل احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی  
مدرسہ اسلامیہ، مکتبہ اسلامیہ، مکتبہ اسلامیہ



## آخری منزل

18

الحق تعالیٰ  
پاکستان کے لیے ایک نیا دور کا آغاز  
پاکستان کے لیے ایک نیا دور کا آغاز

## سزا

65

یادِ زہد  
مشق... حور اور اہل حق کی کہانیاں  
سزا کے حقوق کی مدد پر ایک کہانی

## قرض

75

جمال دستی  
اس قرض کی قسطوں سے  
کے پیسے کی مشق دراز سے

## قربانی کا پکار

87

کاشفِ زہر  
عقرباغ آپ کے پسندیدہ کوارٹر کا  
قریبی کوارٹر کے لیے ایک نیا دور

## لکار

102

طہر جلیل  
محکمہ تعلیم کے لیے ایک نیا دور  
اس کے پیسے کی مشق دراز سے

## بونی کار

145

انور بیاض  
پاکستان کے لیے ایک نیا دور  
کے پیسے کی مشق دراز سے

## گرداب

150

اسماء فاروق  
تھوڑی سی بات کی قسطوں سے  
کچھ سی بات چھوڑنے کی بات

## چھینٹا

195

عبد القدیر  
ایک ہی بات سے... جہان بھر  
تھوڑی سی بات چھوڑنے کی بات

## ہرگز شیریں

199

مختار اقبال  
پاکستان کے لیے ایک نیا دور  
پاکستان کے لیے ایک نیا دور

## فاتح

217

سلیم انور  
اس فاتح کی قسطوں سے  
کچھ سی بات چھوڑنے کی بات

## ایک نیا سفر

221

احمد اقبال  
ایک نیا سفر کی قسطوں سے  
کچھ سی بات چھوڑنے کی بات

## سورج کی چٹائی

254

امجد جاوید  
پاکستان کے لیے ایک نیا دور  
پاکستان کے لیے ایک نیا دور



## خود روئے

155

شاہ جمال  
پاکستان کے لیے ایک نیا دور  
پاکستان کے لیے ایک نیا دور

## مدیر اعلیٰ

مدیر اعلیٰ







[illegible][illegible]

[illegible][illegible]

# آخری منزل

ایچ اقبال

جن کلیوں کو خونِ جگر سے سینچا جاتا ہے، ان کی جڑوں میں اگر پرکی  
آبیاری شروع کر دی جائے تو پھول کی خوشبو مسحور کن رہتی ہے، نہ  
پہل میں حیات بخش تازگی برقرار رہتی ہے... نہو کا یہ خطوناک کھیل کلی  
کلی اور گل، در گل پھیلتا چلا جاتا ہے... پوری فصل کو برباد کر ڈالتا ہے...  
فصلوں اور فصلوں کی تباہی کی بساط پھیلاتے والے یہ پھول جاتے ہیں کہ  
ان کی پالی پوسی ہوئی سنبھیاں سب کچھ جات لہنے کے بعد خود ان کو بھی  
جات جاتیں گی... خورو شمر کی کلیمکش ازل سے جاری ہے، چلتی ہی رہے  
گی... پھیلا خون پتھر سے مہا تھا... اب ہمہ جیت توفی کا دور ہے... افس و  
آہن کی ہو چھاڑ سے کوئی تحفی و نذرانہ بھی دسمیوں کو ان کے لبو کا  
غسل نہ سکتا ہے... وہ بھی اس خوشی گرداب میں آن پھنسا تھا، پوئی آیا تو  
کچھ بھی اس کے اختیار میں نہیں رہا تھا۔

چاندن راجا دور چش کا اصل پھول جائے والوں کی جڑ و سٹیوں کی ایک پورنگ داستان

وہ تھا تو چراما لیکن چچی سوک کی چڑائی اتنی کم نمی کہ دو کاروں  
کے ساتھ تیسری کار اس میں داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس سوک کو چڑا  
کرنے کے لئے ضروری تھا کہ وہ تیسری کار لائی جائے جو اس کے دائیں  
بائیں بھی ہوئی تھی۔ ان قدیم طرزی گاڑیوں میں فیت تھے۔ عمارتیں  
قدیم ہونے کے باوجود انکی مضبوطی میں کہ نہیں گرانے کا کوئی جواز نہیں  
تھا اور اس سوک کو چڑا کرنے کی ضرورت اس لیے بھی نہیں تھی کہ ٹریک  
کا سارا دباؤ اس چرامے کی تینوں ہی سوکوں پر تھا جو نہایت چوڑی  
تھیں۔ ان سوکوں کی چڑائی کے باعث اس چچی سوک کوگی ہی کہا جا  
سکتا تھا۔

دن کے کیوارہ بیگ کے قریب اس چرامے کی مرکزی سوک پر  
ٹرینک کا ازدحام رہتا تھا اس لیے اسے "ون وے" کر دیا جاتا تھا۔  
تیسری سوک ون وے نہیں تھی۔ اس طرف گاڑیاں سڑتی تھیں اور  
اس طرف سے شاہراہ کی طرف آتی تھیں۔  
چچی سوک جسے گلی کہا جا سکتا تھا، وہ بھی ون وے نہیں تھی لیکن  
اس طرف گاڑیوں کی آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔  
شاہراہ پر سٹل بہر حال تھا کہ تیسری سوک سے کسی گاڑی نکل





نہ چھوڑے گا۔۔۔ نہیں، گرفتاری صرف اس صورت میں کی جاسکتی ہے جب کار سے کوئی مشتبہ چیز مل جائے یا ان صاحب سے پوچھ گچھ میں کہیں غلطی ظاہر ہو۔۔۔ ہاں وجہ یہ ہے کہ۔۔۔ وہ میں بعد میں آپ کے ڈیوٹی ایس میں صاحب کو بتا دوں گی۔۔۔ "تو دل رابلہ قطع کر کے واپس کیلئے میں داخل ہوئی۔"

مریزہ اور عادل جانے لے چکے تھے۔ کنول کی بیانی جوں کی توں رہ گئی تھی۔ مریزہ نے اس کی طرف ایسا نگاہوں سے دیکھا جسے پوچھ رہی ہو تو کنول ذرا سی دیر کے لیے کیلئے سے باہر کیوں نہ گئی۔

"مٹی ادا کرو۔۔۔" کنول نے مریزہ کی نگاہوں کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور کمری پر بیٹھی۔

"وہ تو ادا کر دیا ہے۔" مریزہ بولی۔

"تو پھر آؤ۔۔۔" کنول ہماری ہوئی۔ "تو ٹیک شاہد اب جا رہا ہے۔"

"میں۔۔۔ عادل سے کچھ کہنا تھا۔۔۔"

اس وقت کنول آگے بڑھی۔ "آپ کو کھانا سے تھوڑا دل چاہیے۔ اس نے عادل سے کہا۔ "روک پوچھ گچھ ہی تو کر رہے ہیں، کسی کو گرفتار کر کے تو نہیں لے جا رہے۔"

عادل نے مریزہ کی طرف دیکھا۔ مریزہ نے نظریں چلائیں۔ عادل نے ایک غریب سانس لی اور بیٹھی سے پانی نکال کر اسٹیکری کی طرف بڑھا دی۔ اسٹیکر نے چاہے اس اسٹیکر کو دیتے ہوئے کہا۔ "گازی کی تلاش تو۔۔۔" پھر وہ عادل سے بولا۔ "آپ یہاں کس ہنگام میں رہتے ہیں؟"

"میں یہاں نہیں رہتا۔" عادل کا کچھ غور واپس رہا۔

"اگر سے ضرور ہے؟"

"یہ بھی کیا جانے گا۔"

"کیا محض؟"

پھر عادل کی طرف متوجہ ہو گیا۔

عادل نے جب سے اپنا کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ "آپ کے اس کارڈ کا بھروسہ اس پر ہونا ہے۔"

"بازار کار۔۔۔" اسٹیکر کارڈ پر نظر ڈالتے ہوئے بڑبڑایا۔

"شاہین انکسپورٹ۔"

عادل ہل پڑا۔ "بیراٹھو، میرے بیکس نمبر کھر کھانا پتا، دفتر کا پتہ کچھ مرنو سے کارڈ پر۔" اس کی اپنی رائی میں۔۔۔

"انکسپورٹ کے کارڈ میں جب میں داخل کیا اور عادل سے بولا۔ "مگر کرنے آپ اس کی گئی ہیں آئے تھے؟"

صرف ایک دکان ہے یہاں۔۔۔ صدر میں ابھی خاصی بارکٹ ہے۔"

"مجھے معلوم ہوا تھا کہ یہاں بہت اچھی کوٹائی کے تھیلے جاتے ہیں۔"

"بڑھ کر دیکھ لیا تھا آپ نے جب وہ موٹر سائیکل اصر سے گزری تھی؟"

"میں نہیں۔" عادل نے جواب دیا۔ "میں وہاں کار روک کر ڈیوٹی پر ڈو میں کچھ تلاش کرنے لگا تھا۔ اس میں شاہد کوئی خفیہ نگہ سمجھے تھے جب وہ موٹر سائیکل یہاں سے گزری۔" عادل نے پلیدی سے ہماری ہی چیز لی اور بڑبڑایا۔

"میں نہیں اور پھر اس موٹر سائیکل کے تعاقب میں جانے کے لیے کار کا ان اسٹارٹ کرنے لگا۔"

"اس دوران میں عادل کی کار کی تلاش ہی ہو چکی تھی۔"

سب اسٹیکر نے اسٹیکر کو اپنا کر کے ہوتے کہا۔ "کوئی ملوث کر رہی ہے؟"

کے بعد عادل نے اپنا ایک خوب صورت بگڑا ہوا جھانچا ہوا ساپے والدہ اور چھوٹے دو بھائیوں اور ایک چھوٹی بہن کے ساتھ جاتا تھا۔ اس کے ساتھ چھوٹی بڈل قرعہ خیز کا طرابلعم تھا۔ اس سے چھوٹی بہن تھیں۔ فرسٹ ایئر میں بیٹھی تھیں۔ اس سے چھوٹا بھائی چھوٹا سا تھا اور کنول جاتا تھا۔ والدہ چار سال قبل طبعی انتقال کر گئی تھیں۔ والدہ کی کاروباری دفتر میں ملازم تھیں۔ لیکن اب پرناڑ ہو چکے تھے۔ مگر کی تمام ڈسے دار ہیں اب عادل علی نے تنہا رہ گئی تھیں۔

مریزہ نے دوسرا پینل کھینچ لیا تھا۔ اس کے بعد اس کی اور عادل کی شادی ہو سکتی تھی لیکن اچانک مریزہ کے والدہ کا ایک غم میں ہو گیا۔ ہاں اور چھوٹی بہن، مریزہ کی ڈسے داری نہیں تھیں۔ عادل ان سب کے اخراجات برداشت کر سکا تھا لیکن مریزہ نے بے گوارا نہیں کیا۔ اس نے یہ نہیں میں غلامت کر لی۔ عادل نے اس سے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ اس وقت شادی کرے گی جب اپنی چھوٹی بہن کی شادی کر دے گی۔ اس کی چھوٹی بہن فرزند اس سال میٹرک میں چھٹی تھی۔

کنول کا خیال درست ثابت ہوا۔ فرینک اب جام نہیں تھا لیکن کچھ کھل رہا تھا۔ آٹا ٹھنکر اور موٹر سائیکل کے حادثے کی جگہ پر نہیں سے اس طرح اپنے صدر میں سے رکھی گئی کر آجی موٹر سائیکل کے لیے کھلی تھی۔

☆☆☆

عادل، مریزہ اور کنول کا دوسرے کے قریب پہنچے۔ ایک اسٹیکر، ایک سب اسٹیکر اور دو کاشیمل عادل کی کار کے قریب کھڑے اس میں جھگڑ رہے تھے۔

"کیا کر رہے ہیں آپ لوگ؟ کیا بات ہے؟" عادل تیزی سے اب اسٹیکر کی طرف بڑھا جو ڈرائیونگ سیٹ کے دروازے سے ونڈل پر اس طرح ہاتھ رکھتے ہوئے تھا جیسے اسے ٹھکانا پتا ہو۔

"یہ آپ کی کار ہے؟" اسٹیکر نے عادل سے پوچھا۔

"ہاں، کیا یاد رکھ رہے ہیں آپ اس میں؟"

اسی وقت مریزہ نے عادل اور پچیس والوں کی طرف بڑھا جانا چاہا لیکن کنول نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔

"دوسرے علاقے کی پچیس کے معاملے میں دخل اندازی نہیں کرنا چاہیے۔" کنول نے نہایت دھمکی آواز میں لیکن تیزی سے کہا۔

اسٹیکر اس وقت عادل سے کہہ رہا تھا۔ "ہم اس کی میں کھڑی ہوئی گاڑیوں کو چیک کر رہے ہیں۔ گاڑیوں کو بھی اور ان کے انکوائری۔۔۔ بلکہ یہاں کی تمام ہنگاموں میں رہے والوں کو بھی۔"

"بھٹوں کی ایک دکان ہے۔ میں پتھر خریدنے آ رہا تھا۔ پری کار اس وقت وہیں کھڑی تھی جب وہ ٹھنکر افراد ایک موٹر سائیکل پر یہاں سے گزر رہے تھے۔ میں کنولوں کے تعاقب میں جانے کے لیے کار اسٹارٹ کر رہا تھا کہ اس کی کار تیزی سے آئی نظر آئی۔" عادل نے کنول اور مریزہ کی طرف اشارہ کیا۔ "میں نے انہیں بتایا تھا کہ وہ موٹر سائیکل اس طرف گزری ہے۔"

اسٹیکر نے کنول کی طرف دیکھا۔

"یہاں۔۔۔" کنول بولی۔ "انہوں نے بتایا تھا۔ پھر ان کی کار بھی ہمارے پیچھے یہاں تک آئی تھی۔ اس طرف کوئی انکوائری ہو گیا ہے۔ اسی کی وجہ سے فرینک رک گیا تھا۔ اس لیے میں اپنی گاڑی روکنا پڑی۔"

"اس کے بعد ہم تینوں ہی ایک کیلئے میں جاتے تھے۔" عادل کا ہر گھراں سے مریزہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میری دوست ہیں۔"

اسٹیکر نے مریزہ کی طرف دیکھا۔ مریزہ نے انہماک میں سر ہلایا۔ "اسٹیکر بولا۔ "آپ ان صاحب کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں؟"

"کچھ کچھ بتا سکتے ہیں ضرورت نہیں۔" کنول بول پڑی۔ "آپ کو جو پوچھ کر رہے ہیں، عادل صاحب سے پچھیں۔ اگر میں بھی ان کی دوست ہوئی تو آپ کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرنا اعلیٰ صاحب نہیں سمجھتی۔"

مریزہ اس وقت بڑی سے بکی محسوس کر رہی تھی۔ اسٹیکر

عادل نے عادل کو چاہی دیتے ہوئے کہا۔ "آپ کے تعاون کا شکریہ ادا ہے آپ جانتے ہیں۔"

"میں بھی سمجھا مریزہ۔" کنول بولی۔ "بیس آف پیچھے میں دیر تو ہوئی ہوگی ہے۔"

"میں چلیے۔" مریزہ نے کہا پھر عادل سے بولی۔ "شام کو گھر آ رہے ہوں؟"

"ہوں۔" عادل نے اثبات میں سر ہلایا۔

کنول اپنی کار کی طرف بڑھی۔ مریزہ اس کے ساتھ زور سے دروازہ بند کیا۔ وہ بھجپٹا ہوا کار کمرے کے ہوتے ہوئے بھی نہیں لے اس سے پوچھ چوکی۔

وہ اور مریزہ ایک دوسرے کو بہت عرصے سے پسند کرتے تھے۔ دونوں کا تعلق جیسے کھانا سے تھا۔ اس زمانے میں مگر بھی آپس آپ ہی تھے۔ حالات ایسے ہوتے

عادل نے عادل کو چاہی دیتے ہوئے کہا۔ "آپ کے تعاون کا شکریہ ادا ہے آپ جانتے ہیں۔"

"میں بھی سمجھا مریزہ۔" کنول بولی۔ "بیس آف پیچھے میں دیر تو ہوئی ہوگی ہے۔"

"میں چلیے۔" مریزہ نے کہا پھر عادل سے بولی۔ "شام کو گھر آ رہے ہوں؟"

"ہوں۔" عادل نے اثبات میں سر ہلایا۔

کنول اپنی کار کی طرف بڑھی۔ مریزہ اس کے ساتھ زور سے دروازہ بند کیا۔ وہ بھجپٹا ہوا کار کمرے کے ہوتے ہوئے بھی نہیں لے اس سے پوچھ چوکی۔

وہ اور مریزہ ایک دوسرے کو بہت عرصے سے پسند کرتے تھے۔ دونوں کا تعلق جیسے کھانا سے تھا۔ اس زمانے میں مگر بھی آپس آپ ہی تھے۔ حالات ایسے ہوتے





جبت باہر چارہا۔  
 عادل کا چھوٹا بھائی باؤل وہاں ٹھہر کر آ رہا تھا۔  
 "باؤل...!" سر پر بھٹی پل پل کر۔  
 عادل نے اس کی طرف سے سر ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔  
 "وہ... معلوم کرنے گیا ہے... اٹھیں... یہاں نہیں کب  
 تک دے گی۔"  
 بڑا ہونے کے باوجود عادل کو اس کام کے لیے خود جانا  
 پڑا تھا۔  
 "میں اندر سے بہت ڈرتا ہوں اور میرا "عادل نے  
 خود ہی وضاحت کی۔ "باؤل کے اعصاب مجھ سے زیادہ  
 مضبوط ثابت ہوئے ہیں۔"  
 سر پر بھٹی بھٹی ادا عزت میں دانت پیچے۔ "اگر وہ  
 دہشت گرد میرے ہاتھوں گرفتار ہو تو میں اس کا جانے کیا  
 حق کروں... شاید میں اس وقت بھول ہی جاؤں گی کہ  
 پولیس اس کی حیثیت سے میرا فرض کیا ہے۔ سب کچھ بھول  
 کر میں اس پر اپنے بار اور کی ساری گولیاں اس کے سینے میں اتار  
 دوں گی۔"  
 عادل نے نظریں جھکا لیں۔

☆☆☆☆  
 وہ اس سال کے دوسرے انچسٹر کول میں آجکل رہتا  
 کر ڈی ایس ای کے درجے کے کمرے میں داخل ہوئی۔  
 "آؤ کول! ڈی ایس ای میں فیض کا اعزاز میں مسکرایا۔  
 پولیس ڈپارٹمنٹ کے کئی پرانے لوگ کول سے  
 محبت، شفقت اور عزت سے پیش آتے تھے۔ اس کی وجہ  
 کول کا ڈی ایس ای اور ذات پور ذات پور کی تھی۔ دوسرا سبب یہ  
 تھا کہ وہ سابقین اور سرکاری آئی سی تھے۔  
 کول ڈی ایس ای کی میز کے قریب بیٹھی۔ ڈی ایس  
 ای نے اپنے سامنے کھلی ہوئی قلم پر دستخط کیے اور اسے بند  
 کرتے ہوئے ہونے۔ "مفخر ہے مجھ کو کہ آؤ کی بلکہ  
 کچھ تاخیر سے آئی ہو۔ میں تو کئی شام ہی مجھ سے ملنا چاہے  
 تھا۔ بہت جیس ہو تم۔"  
 "مجس کو یقین ہے۔" کول خفیف سی  
 مسکراہٹ کے ساتھ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہوئی۔ "آپ کو  
 میرے لئے کچھ نہیں ہے کہ اس سال کے سالانہ کی ختم  
 دیو گیا ہوں۔"  
 "صرف وہ بلکہ تم نے ان دہشت گردوں کا  
 تعاقب بھی کیا تھا، انہیں پکڑا بھی چکا تھا۔ انچسٹر میں نے  
 مجھے بتایا ہے کہ اس سال کی انچسٹر سب سے پہلے تم ہی

دلی تھی۔ یہ تو عجیب ہے کہ اتفاق ہی ہو گا کہ تم اس وقت وہاں  
 سے زور دے رہی تھیں۔"  
 "اور یہ بھی اتفاق ہی میری خوش قسمتی ہے کہ میں  
 گولیوں سے محفوظ رہی۔"  
 "ڈی ایس ای کو تعاقب میں ضرورت ہے جو جیت ہے۔ ڈی ای  
 ایس ای نے ہنس کر اسے ہنس دیا۔ "میں جیت آئے والی  
 خواہ مخواہ میں تم بہت جلد گرفتار کیا گیا ہے۔ میرے ہم  
 کے ساتھ نہیں جیتے ہو، میں نے ان میں سے کسی میں کی  
 قلم نہیں لگائی۔ سب ہی مجرم ہونے کا نام لے چکے ہیں۔"  
 "سزا؟" کول نے موضوع کو ٹھکرا دیا۔ "میں جانا  
 چاہتی ہوں کہ کس کی قلم لگائی جائے؟ میں نے سب  
 تک کسی سے پوچھا نہیں کرتے ہیں آقا تھا کہ آپ اس  
 معاملے میں کوئی تعلق قائم کر رہے ہیں؟"  
 "میں بھی یادوں کے غور سے اسے سنبھالنے کے لیے  
 اس قسم کا بیان دوں تا ہی پڑتا ہے پوری طور پر... یہی میں  
 انچسٹر میں اس نے ابتدائی تحقیقات کی رپورٹ کی ہے۔ مجھے  
 معلوم ہوا ہے کہ تم نے عادل کی قلم پر شہید کیا تھا  
 لیکن تیرے اس کی کار سے کوئی مشتبہ چیز نہیں مل سکی تھی  
 میں کوئی ایسا جواب دیا کہ اسے مشتبہ سمجھا جاتا۔ میرے اس  
 قصص کو جانتی تھی ہے۔ اسے سب... آج میں میری حد  
 کے بغیر بے رحم ہوں۔"  
 "وہ بھی میرے سر؟" کول نے مختصر جواب دیا۔  
 وہ اس کی وضاحت بھل چکی تھی۔ اسے پہلے معلومات  
 حاصل کرنا تھیں۔ "انچسٹر میں قلم کی رپورٹ کیا ہے؟"  
 اس نے پوچھا۔  
 "میرے دن وہاں کے ٹیلیفون کی تلاش کی گئی۔  
 معاملہ کیلک کیا ایک بڑی دہشت گردی کا تھا اس لیے ٹیلیفون  
 اس پر زیادہ اوجہ تھی۔ میں قلم ایسے ہیں جن کی تلاش  
 نہیں کی جا سکتی۔ ان کے سینے میں کچھ تو ہے۔ قلم  
 تھمتے تھے۔ اس تلاش سے کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔  
 کا سبائی... اگر اس کا سبائی کہا جائے تو وہ بڑی دہشت  
 گردوں میں سے ہے۔ صرف ایسا ہی وہاں ملاقات میں  
 چھوڑا تھا، وہ شاید ہی کسی ہوش کی موزا بن سکی۔ ایک آگ  
 منظر سے گرائی تھی۔ اس کی لاش سرد خانے میں رکھوا دی گئی  
 ہے۔ اس کا چہرہ بڑی طرح سوجھ بھوکھا ہے۔  
 رہی ہے۔"  
 ڈی ایس ای نے کچھ اور بھی بھتا کر کول بول دی اس کی  
 جھپکی وچ۔

"میں شاید میں سے کسی نے بتایا ہے کہ گلاب پھول  
 کے جس پر سسٹنٹی شپ اور سلیڈ جٹان کی اور اس کی شکر سے  
 کھانے والے کھانے لپاس بھی جیتی تھا۔"  
 "اور جیت ہے؟"  
 "ڈی ایس ای شاید میں نے اس سے دہشت گرد کے  
 چہرے کی طرف دیکھا ان دنوں، البتہ آج شکر سے کھانے  
 والے کے جوتے کالے تھے۔" ڈی ایس ای نے بتایا۔  
 "میری اہم بات یہ ہے کہ اس کی جیب سے پرنس ٹولیاں  
 اس کا خفیہ کارڈ اس کے پاس تھا، اس کی اس اور  
 جیب میں... وہ اس کی شکر سے کھانے لپاس میں دہشت گرد کے  
 ساتھ تھا۔ اس کی شکر سے کھانے لپاس میں دہشت گرد کے  
 کٹا پھونڈی شکر دہشت گرد۔"  
 "اس کا تعلق تھا؟"  
 "ماتے کے وقت وہ اس کے پیرے پر نہیں تھا۔  
 کہیں چھپک دیا ہو گا اس نے، اگر ہم اس کی ہو دہشت گرد  
 تسلیم کریں۔"  
 "وہ تھوڑے بڑے آگیا؟"  
 "بھینچا... گردو نہیں ملا نہیں۔"  
 "عادل کی کچھ کوئی ایسا سر نہیں ملا۔"  
 "عادل کی بات تو دلی تھی۔" ڈی ایس ای نے کو یاد کیا۔  
 "جیس اس کی گولیوں میں ہوا ہوں۔"  
 "میرے دھیرے ساتھ جی جی میں نے اپنی کار اس  
 موزا سائیکل کے تعاقب میں دوڑائی تھی۔ اس وقت موزا  
 سائیکل ٹھہر کر اسے اوپل ہو چکی تھی۔ عادل اپنی کار اسٹارٹ  
 کر کے گاڑی تھا موزا سائیکل کی دکان کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ بھی  
 اسے بیان کے مطابق ان دہشت گردوں کے تعاقب میں  
 جانے کے لیے کار اسٹارٹ کر رہا تھا۔ اس نے سچ کر کہیں  
 بتایا کہ وہ موزا سائیکل دایم جاہزی جیتے پھر اس کی کار کی  
 میرے پیچھے آئی لیکن آگلی شکر اور موزا سائیکل کے ایک ہیڈ لائٹ  
 کے باغ ٹریفک کھینکے لگا تھا۔ مجھے اپنی کار روکنا پڑی  
 ۔۔۔ دایم جاہزی میں جی جی میں تھا۔ عادل نے اپنی  
 کار میری کار کے قریب روک دی تھی۔ ہم کمرے سے اتر کر ایک  
 کچے میں جا بیٹھے تھے۔ اس دوران میں ایک ایک میرے  
 دماغ میں برادر چھڑا رہا۔ شکر اور موزا سائیکل کا دایم  
 جانب تھوڑے قوی دھماکا ہوتا ہے۔ اگر وہاں سکل نہ  
 ہو۔ دہشت گردوں کی قوی دھماکا ہوتا ہے۔ اس صورت میں  
 دہشت گردوں کا دایم جانب میں مڑنا چاہیے تھا۔ پھر مجھے یہ  
 معلوم ہوا کہ اس جانب ایک موزا سائیکل آگلی شکر

سے گرائی تھی۔ یہاں اس موزا سائیکل کی رفتار بہت تیز ہو گئی  
 کہ وہ اس طرف جانے والے ٹریفک کو اس کے آگے  
 والے ٹریفک کی سلاخ پر چکی کی اور اسے آگے بٹھکر سے  
 گھرا گئی۔"  
 ڈی ایس ای نے جو بڑی توجہ سے کول کی بات میں  
 رہا تھا کچھ کچھ دوا دیا۔  
 کول نے اپنی بات جاری رکھی۔ "میں نے سوائس  
 پر کچھ لوگوں سے رابطہ کر کے صورت حال جان لی تھی۔ اگر  
 آگلی شکر سے گھرائے ہوئی دہشت گرد تھا تو اس کا سامنا کسی  
 بکڑ موزا سائیکل سے ہونا چاہیے۔"  
 "تو جیس عادل کا بیان تھا محسوس ہوا تھا؟"  
 "جی ہاں۔" کول نے کہا۔ "شکر اور موزا سائیکل کا  
 دایم جانب مڑنا یا دایم جانب مڑنے سے نہیں زیادہ  
 خطرناک تھا۔"  
 "عادل نے غلط بیان کیا تو کسے گا؟"  
 "دہشت گردوں کو کھانے کے لیے۔"  
 "گو کیا بھی بھری ہو کہ دہشت گردوں سے اس کا بھی  
 کچھ تعلق ہے۔"  
 "مجھ میں دلی ہوں۔ ابھی صرف یہ ہے مجھے...  
 ممکن ہے کہ وہ موزا سائیکل دایم جانب میں شری ہو اور اس  
 وقت اس طرف سے زیادہ ٹریفک نہ آ رہا ہو جس کے باعث  
 وہ کسی حادثے سے بچ گیا ہو یا کچھ ہوں۔ وہ دودھ ہے۔ اس  
 "اگر وہ یہ سمجھ لیا جائے۔ میرا مطلب ہے، اس  
 شے پر کاغذ پر جانے کے آگلی شکر سے گھرائے والی دہشت  
 گرد تھا؟"  
 "اس صورت میں تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ دوسرا  
 دہشت گرد عادل ہو گا جس کی کار وہاں پہلے سے موجود تھی۔ وہ  
 موزا سائیکل سے اتر کر اپنی کار میں بیٹھ گیا اور موزا سائیکل  
 چلانے والا کے قلم کی کار وہ دہشت گرد اس اور اترتا تو  
 عادل کی نظر میں بات بھی آ جاتی۔"  
 "ہو سکتا ہے کہ دوسرا دہشت گرد عادل کی کار سے  
 پہلی کسی جگہ اتر کر کسی بلڈنگ میں میں گیا ہو۔ اس شے کی  
 وجہ سے وہاں کے ٹیلیفون کی تلاش کی گئی تھی۔"  
 وہ آواز میں عادل تک نہ بیٹھی ہوں۔ آجیٹے میں اس نے اپنے  
 جھپکی کی طرف دیکھ کر بولی۔ اگر اس کی کار سے پہلے ہی  
 کوئی دہشت گرد اس موزا سائیکل سے اترتا ہوتا تو اسے بھی  
 عادل کی نظر میں آ جاتا چاہیے تھا، لہذا اگر اس کی کوئی بات تھی تو

عادل نے بتائی یہاں نہیں؟

”تمہاری باتوں سے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ عادل پر جیسے صرف وہی نہیں بلکہ جتنا...“  
”جیسے سراسر؟“ کنول نے ڈی ایس لی کی بات کاٹ دی۔ ”یقیناً نہیں ہے کیونکہ میں خود ہی ضرور ہے۔“  
ڈی ایس لی ہنسا۔ ”تم نے کسی سے عادل کی عمر بتائی تو نہیں شروع کرادی؟“

”آپ جانتے ہیں کہ اصل اصول پندہ ہوں۔ بے گنہے معلوم ہو گیا تھا کہ حقیقت کا فرض آپ نے اسٹیکر ریش کو سونپا ہے اور میں کسی دوسرے کے کسی میں اس وقت تک دخل اندازی نہیں کرتی جب تک وہ خود مجھ سے بات نہ کرے، اب مجھے یہ ضرور نہ کرے۔“  
”کیا کنشیل چاہتے ہیں کہ اسے لے آجیاد؟“  
”کنشیل چاہنے کی کڑے رکھ کر چلا گیا۔ کنول نے فرسے اپنے قریب کر لی اور چاہتے ہوتے ہوئے بولی۔“ میں جس کے باعث ہی آپ کے پاس آئی کیونکہ ایک سبب اور بھی ہے۔ مجھے خود ہی دیکھنے معلوم ہوا تھا کہ یہ کیسی مثال آج ہی میرے ذہن پر ادرت کھڑ کر رہا ہے۔“  
”جیسے گھٹن پر پیر پلٹ کر ہو چکا ہے۔“ ڈی ایس لی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”یہ خیال نہیں آیا تھا کہ میری جی جان بگلی ہوگی۔ میرا خیال ہے ہم خوش ہو کر وہی کیسے نہیں مل جائے۔“

”میرا خیال ہے کہ یہ کیسے نہ ہو گا ہی مجھے۔“ کنول نے کہا۔ ”کیونکہ ایک تو میں اس سامنے کی چیز دیکھ رہا ہوں، دوسرے میں نے ان دوستی کروں گا قاتل بھی کر رہا تھا۔ تیسرے یہ کہ میں ایک شخص پر شہید کا انتہا رکھی کر چکی ہوں۔ اس لیے یہ بات ہوئی جانتی ہے کہ میں سامنے میں لگا ہوا لگاتار کیسے میرے ذہن تک نہ ہو سکے۔“  
”تو کچھ بھی؟“ ڈی ایس لی نے مسکرا کر کہا۔  
کنول نے ہنس کر چائے کی پیالی اس کی طرف دیکھا۔  
”دی۔“ چائے پینے آئی آپ... اور ہاں، ایک بہت اہم بات تو میں نے کو بتائی ہی تھی۔“

”کئی بہت اہم بات ہیں؟“  
”جی ہاں۔“ کنول نے جواب دیا۔ ”ہلاک شکار میں عادل کا چھوڑنا میرا ہی اور اس کے والد کی مثال ہیں۔“  
ڈی ایس لی اس وقت چائے کی پیالی اٹھانے والا تھا کہ اس کا ہاتھ ایک دم گر گیا۔ اس نے چمک کر کنول کی طرف دیکھا۔

”کیسے ہو سکتا ہے؟“ اس کے منہ سے نکلا۔  
”میں سراسر؟“ کنول ہنس ہو سکتا۔  
”ہاں، وہ ہو سکتا ہے۔ میں مجھے فلاپوں لگا گیا ہے۔“  
”جیسے؟“ عادل پر شہرہ رکھی ہو اور اس سامنے میں اس کا ہاں اور بھائی ہلاک ہوتے ہیں۔ اگر تمہارا اچھڑا دست جیت ہو تو تو کیا یہ غور طلب نہیں ہو گا کہ عادل نے اپنے باپ اور بھائی کو ہلاک کیا۔... کیا اس کے باپ نے بہت دولت چھوڑی ہے؟“

”معاف کیجیے کہ سراسر آپ کا ذہن کچھ بھگ گیا۔ یہ فکری طور پر معروف دست گرد لی کی واردات ہے۔ اسے میں وہاں نہیں سمجھتی کہ اس وقت اس کے والد اور چھوڑا بھائی کی بات سنیں گی میں سمجھتا تھا۔“  
”اگر کوئی ایسا برساتے والا عادل ہی ہے تو اسے اس کا کم نہیں ہوگا۔ یہی دلیل ہے کہ تو نا تھا ایسا نہیں ہے۔ ایک مرتبہ نہ چاہے کیا ذکر چھڑا تھا کہ مرینہ نے مجھے اس مختصر خاندان کے بارے میں بتایا تھا۔“  
عادل کے والد ایک سرکاری ملازم کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے تھے اور وہ کسی بڑے منصب پر فائز نہیں تھے۔  
پہلے ان کے اس ملازمے میں تھا جہاں میں پندرہاتی ہے اور وہاں حواسِ حسیہ کے لوگ رہتے ہیں۔ کوئی تین سال پہلے عادل نے کوئی کاروبار شروع کیا تھا جس سے ان کو کوئی بے کاری حالت چھوٹا آئی ہو گئی تھی اور عادل نے پانچ سو زرو روپے ایک بنگلا ناما مکان خریدا تھا۔

”میں سب مجھ نہیں مرینہ سے یہ معلوم ہوا؟“  
”ان دونوں گھر والوں کے تعلقات بہت قریبی ہو گئے ہیں۔ مزید برآں میرے تاروں میں کسی بات مجھ میں۔ مرینہ اس کی والدہ اور کنول کی والدہ اس کی گھر پر ہیں۔ اس لیے مرینہ نے اپنی ہی گھر۔“  
ڈی ایس لی نے ہنس سوتے ہوئے چائے کی پیالی اٹھائی اور ایک چھوٹا سا گھونٹ لے کر بولا۔ ”اگر عادل کے معاملے میں تمہارا پروردگار دست جیت ہوا تو اسے کھل کر مرینہ کی کردار اور اس کے... کیا کیا کرتی ہے؟“

”میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ وہ ایک اچھی لپیر اور تجربہ جیت ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا اصل ہی طور یہ تو خود ہی کیسے کرور ہے۔ اگر میرا ورید دست جیت ہوتا تو عادل کا معاملہ اس کے لیے اتنا مشکل تو بن جائے کہ اس لیے میں نکل بھی اس سے ڈر کر نہیں کیا تھا کہ میں عادل پر شہرہ کر رہی ہوں۔“ آج کنول کیا تھا اس نے مجھے... اس کی آواز سے اس نے اظہار کیا تھا کہ وہ بہت دل شکست

”جیسے میں اس سے کہہ دیا ہے کہ وہ ایک ہفتہ آرام کرے۔“ خڑکی معائنات میں دیکھوں گی۔“ دھمال وہ عادل سے بہت بھی کرتی ہے بلکہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ ان کی شادی بھی ہو چکی ہوئی کہ...“  
کنول کے موبائل کی گھنٹی بج گئی۔ وہ اپنا ہتھکڑی ہرا ٹیجس کرکسی۔ اس نے موبائل کی اسکرین پر کال کرنے والے کا نام دیکھا اور جلد ہی موبائل کان سے لگا لیا۔  
”جیسے سراسر؟“  
”کہاں ہو کنول؟“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز آئی۔

”ایک کام سے لگی ہوئی ہوں سراسر لیکن کوئی بہت اہم کام نہیں ہے۔ آپ لہجے۔“  
”تو راز آؤ۔“  
”میں میں منٹ میں پہنچ جاؤں گی۔“ کنول کہتی ہوئی کھڑی ہوئی۔

دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا۔  
”خود ہی ملتی ہوئی ہے سراسر؟“ کنول نے ڈی ایس لی سے کہا۔  
”مگر بالکل ہو گیا ہو کہ یہ یہیں نہیں ہی رہا ہے۔“  
”یہ تو میں نے ابھی سمجھا تھا یا قیاس کر کے ہی لاس ایک کھٹے کھٹے چہرے سے اس کی بارگشت میں تھا ہے۔“  
کنول چند اداوی کی کلمات کہ کر تیزی سے چلتی ہوئی ڈی ایس لی کے کمرے سے نکل آئی۔

☆☆☆

عادل کے والد اور چھوٹے بھائی کی تین گھنٹہ اور سات ہو چکی تھی۔ مرینہ اس کی والدہ اور عادل اس کے بچہ کی عادل کے گھر میں رہ رہی۔ مرینہ کی والدہ کو کھانا کھانے کا بہت خیال تھا جس کی انھیں شک نہیں ہو رہی تھی۔ اس کی وجہ سے مرینہ کی اداسی بھی ختم نہیں ہو گئی۔ عادل نے خوش روز سے ہی خود کو بہت سنجیدہ ہوا تھا لیکن عادل کی حالت عجیب کی۔ وہ درود پڑھتا تھا، نہ جانتا کہ اس کی طرح کس قدر نافرمان آتا ہو جیسے بچہ تھا کہ۔ خوش روز سے اب جب کہ معاملے میں مرینہ کی بولی لا حاصل رہی۔ وہ جب تک کہ باہر کچھ نہ بھگتی ہوئی تو وہ ضرور سراسر کا آدمہ بھلے بولی دیتا۔  
مرینہ نے عادل کی اس کتنی بھی کہ عادل کے دل میں تھا کہ چڑچڑاہٹ جو طرز پر چھٹ پڑتی تھی عادل مول پڑا تھا۔  
کنول مرینہ کے انتہائی درد کا بھٹکے میں ہی پڑا تھا اور اس سے کہہ رہی تھی کہ اس کی آنکھوں کی سرخی میں بھی غماہ کر رہی کی کہ وہ

سات کو سو گئی نہیں سکا تھا۔  
”اب دن کے دو بج رہے ہیں لیکن وہ اپنی خواب گاہ میں بہتر پر چٹ لٹا جاگ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں مجھ پر بھی ہوئی تھیں۔“ چہرہ اس وقت کسی سہاگن تھیں جس طرح انسان کے چھوٹے سے دماغ کی وسعت لاکھروں پر بھی ہے، اسی عالم میں عادل کا دماغ بھی تھا۔ برسوں پر چلی ہوئی ایک کہانی اس کے دماغ میں کسی علم کی طرح مسلسل چل رہی تھی۔ اس علم کا آغاز اس وقت ہوا تھا جب اس کی عمر تین سال کے قریب تھی۔ اس وقت باڈل دوڑھاتی سال کا تھا۔ چھ ماہ کی قدیم اس کی گود میں راتی تھی۔ عادل کے والد اس وقت ایک فلرک تھے جسے جو بعد میں بیٹے فلرک کی حیثیت سے پانچ سوڑے تھے۔ ان کی آمد ہی محدود لیکن گھر ان کا اپنا اس لیے تھا کہ وہ انہیں اپنے والد کی وفات کے بعد وراثت میں ملا تھا۔

گھر کے قریب ایک میدان تھا جہاں بچوں کی دو تین چھوٹی چھوٹی ٹولیاں کرکٹ کھلتی تھیں۔ اس کی بھی دو ٹولیاں ایک دوسرے سے کچھ بھی کھیل کر تھیں جبکہ کسی ہم میں چھ سات سے زائد لڑکے نہیں ہوتے تھے۔

آپ اس بچے والے بڑی عمر کے لوگ بھی کسی وقت خود ہی دیر کے لیے وہاں دیک کر ان بچوں کا کھیل دیکھا کرتے۔ اس کی سہاگن چہرے سے ان بچوں کے کھیل جانے کی کٹھنوں کا کیا تھا۔ اس کی عریض تھیں سال سے لگ بھگ کسی تین تھلے کے بڑی عمر کے لوگ بھی اسے فٹو ماما ہی کہا کرتے تھے۔

”ایک شام بچوں کو کھلتا ہوا دیکھنے والوں میں فٹو ماما کے والدوں میں عادل بھی تھا جو میدان کے کنارے ایک بچہ پر بیٹھا بڑی حیرت سے اپنے ساتھیوں کو کرکٹ کھیلنے ہوئے دیکھ رہا تھا۔“

”کیا بات ہے عادل؟“ فٹو ماما نے اس کے قریب آ کر کہا۔ ”آج تو نہیں کھیل رہے ہو؟“  
”میرا بیٹوٹ کیا ہے فٹو ماما؟“ عادل نے افسردہ کی سے جواب دیا۔

”تو اپنے کسی دوست کے بیٹے سے کھیل لیتے۔“  
”جیسے میں سکا، میں اتنا فاقان بنا دیا ہے؟“ کھیل نے۔  
عادل نے بڑی توجہ سے اس کے لڑکے کی طرف دیکھا جو اس وقت ایک لڑکے تھا۔  
”فانون؟“ فٹو ماما ہنسا۔ ”کیا فانون؟“  
”اب اپنے اپنے بیٹے سے کھیل گئے۔“ جی کے

پاس بیٹھ نہیں ہوگا... وہ نہیں کھیلے گا، میں فیلڈنگ کر سکتا ہوں۔  
 وہ بوجھا میں کیوں کروں فیلڈنگ جب چیلنگ نہیں کر سکتا۔  
 "اے میرے، یہ تو عجیب قانون ہے۔"  
 "کرکٹ ہڈے ہے چوتھو۔" عادل نے ایک باہر بڑی فزٹ سے ٹھٹکی کی طرف دیکھا۔ "بڑے باپ کا بیٹا ہے؟"  
 "اے میرا باپ کا... کاش میں مورتا ہے۔"  
 "یہ شاہجادیک دہیے ہے تمہاری بی بی؟"  
 "ہاں بیٹو... میرے سب ساتھی اس کی ہر بات مانتے گئے ہیں۔ کیتھن کی دیا ہے اے... مجھ سے اچھا تو دیکھنا بھی نہیں جانتا۔" عادل نے گھٹے میں فزٹ ابھی کی۔  
 "ہاں بیٹا امیروں کی تو سب مانتے ہیں۔" بیٹو لما نے فطرتی سانس لے کر کہا۔ "میرے ساتھ میں بڑا ہم ہوا ہے ان لوگوں کی وجہ سے مجھ کو وہ بھی مانتے چکے ہیں تو کہ میری ماں بھی تمہاری بھگھ نہیں آگئی کی۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہارا بیٹا کتنا کھیتو دوسرا کھیتو نہیں کر سکتا ہے؟"  
 "اے کیا تو کھوانے کی بھی دلاؤ گے میرے؟"  
 "کھیل تو کھوانے کے لیے تمہارے باپ کا۔"  
 "پانچ چار تو کھیتی ہے۔"  
 "اور آج شاد ہوا تاریخ ہے۔" آدھا بیٹو بڑا ہے۔ اسے دن کی کھیت کرکٹ نہیں کھیلنے کے لیے ہے۔  
 "کے کھیلوں؟ بیٹے جھگڑے ہیں میرے پاس۔"  
 "میں کھیل نہیں بیٹو دلاؤ گا۔"  
 "نہیں میں بیٹو لما مار ڈھارتے کی جگہ گھر پر۔" اماں کہتی ہیں، کسی سے بگھ لینا بڑی بات ہے۔  
 "تم تو کھیتے گھر پر کھیتے میرا دل تو ڈوبا عادل امیں تمہارا بیٹو بیٹو؟" اماں نے ہنسنے ہوئے کہا۔  
 "وہ تو نہیں کھیتے ہیں۔" عادل ہنس پڑا۔  
 "لیکن میں اپنی کسی کو نہیں کہتا صرف تمہاری اماں کو کہتا ہوں۔"  
 "حقیقت حق کر گئے میں بیٹو لما میں خود بخود کی عزت کرتا تھا۔ کیا جوان، کیا عمر دراز، کبھی عمر اسے ایک اچھا آدمی سمجھتی تھی لیکن وہ "اپنی" صرف عادل کی ماں کو کہتا تھا۔  
 اس بات پر عادل کچھ کیا کر اس کے باوجود بیٹے نے اسے اس شرط پر دیا کہ وہ اس کے باپ کی کھوانے کی تو بیٹو لما کے پاس سے واپس کر دے گا۔

دوسرے دن وہ چھٹی ہونے پر اسکول سے نکلتا تو فیلڈنگ کر رہا تھا۔ وہ عادل کو بازار سے گیا اور اسے ایک اچھا سا بیٹو دلا دیا۔  
 لیکن جب چار تاریخ کو عادل نے پیسے واپس کرنا چاہے تو فیلڈنگ ماں نے جواب دیا۔ "فیلڈنگ ہے۔" اس نے کہا۔ "پیسے دے دو تو میں اس کے بدلے میں بیٹو لما کو دے دیتا۔" میں بھی تمہاری اماں کو اپنی کھیت چھوڑ دوں گا۔"  
 تم عمر عادل نے بے بسی محسوس کی۔ وہ بیٹو لما کو ہمارا جس کرنا چاہتا تھا میری اس نے کہا۔ "میرا عمر میں کیا کہوں بیٹو لما؟"  
 "فیلڈنگ میں کھیلنے کے لیے ہے۔" اماں نے کہا۔ "تم یہ پیسے اس وقت خرچ کرنا جب تم اسکول جاتے ہو۔"  
 عادل کو یہ بیان "محلہ خیر" کی اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے دل میں لاف آ گیا تھا۔ جب وہ اسکول جاتا تو اس کے پاس بہت کم پیسے ہوتے تھے۔ وہ دوسرے بچوں کے ساتھ مل کر کھیتو دھارتا تھا۔ اسے جب خبر ہوئی کہ اس کے لیے زیادہ پیسے مل سکتے تھے۔ اس کا باپ معمولی ملازم اور کچھ بچوں کا چاچا تھا۔ ماں کو زور ہونے کے باعث اس نے دن بھر جادری رہتی تھی۔ اس کے علاقے پر کبھی بھی خیرات ہوتا رہا تھا۔  
 بیٹو لما کے معاملے میں بات صرف یہ ہے کہ ہم نہیں ہوتی اور عمر وہاں بھی عادل کی زندگی کا حصہ نہیں بن سکتا۔ اس کے معاملے میں اس کی بھگھ نہیں ہوئی تو فیلڈنگ ماں کے ذریعے اس کی دیگر عمر وہاں بھی کم ہوئی جاتی تھی۔ چھ ماہ گزر گئے ایک روز وہ بھی اسکول سے نکلتا تو فیلڈنگ ماں کو دیکھ کر کہ جراتوں تھی۔  
 "ابھی ادھر سے گزر رہا تھا۔" بیٹو لما نے کہا۔ "خیر! آیا کہ تمہاری بھگھ ہوئے والی ہوگی اس لیے کہ گیا۔" عمری جادہ ہوں۔ کہیں بھی بیٹو لما عمری جادہ گئے؟"  
 "بیٹو لما۔"  
 "تو آؤ بیٹو۔"  
 پھر جب عادل موٹر سائیکل کی بھگھ سیٹ پر بیٹو لما تو فیلڈنگ ماں نے کہا۔ "میرا ایک کام کر دے عادل؟"  
 "ہاں بیٹو لما! کیا میں کروں گا؟"  
 لیکن جب بیٹو لما نے کام بتا تو عادل نے کہا کہ کام یہ کہ تمہارے کھیتو کے علاقے میں کھڑی ہوئی ایک کٹی کار پر سکر

تے کھیر کھینچتی تھی۔  
 "کیا کام ہے بیٹو لما؟ اس سے کیا ہوگا؟"  
 "فزٹ ہے مجھے اس کار کے مالک سے... اے۔" ادھر ایک نقصان پہنچا تو کھیتو کو غصہ ہو گیا۔ رنگ کرنا پڑے گا اسے ایک کار پر۔ کئی ہزار خرچ ہو جائیگا کہ اس کے... جس طرح میں نہیں کھیلے سے فزٹ ہے ۱۰۰ اسی طرح مجھے اس کار کے مالک سے ہے۔ اور اس کار کے مالک سے مجھے کئی امیر لوگوں سے فزٹ ہے جنہوں نے میری زندگی پر ہاڑی ہے۔ خیر، اگر تم میرا کام نہیں کرنا چاہتے تو چھوڑ دو۔"  
 لیکن اب عادل کے لیے مشکل ہو گیا تھا کہ بیٹو لما کی بات نہ مانے اور اسے ہمارا حق کرے۔ بیٹو لما کے باعث حاصل ہونے والی "مراعات" کا اب وہ مادی ہو چکا تھا۔  
 ڈرے ڈرے اس نے بیٹو لما کو یہ "کام" کرنی ڈالا۔  
 "مگر یہ صرف ابتدائی تھی۔" بیٹو لما نے "مراعات" میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس سے اس قسم کے کام کروا ڈالے۔ عادل کی بھگھ نہ ہوئی جاتی تھی۔ بیٹو لما اس سے بگھ زیادہ خطرناک کام بھی کروانے لگا۔ جب عادل میٹرک کا امتحان دے چکا تھا، تب تو اس نے ایک بہت ہی خطرناک کام کیا بیٹو لما نے اس سے ایک ٹنگے کے سامنے میں بیٹو لما کی گریڈ بھگھوایا۔ بیٹو گریڈ کا استعمال بھی اسے بیٹو لما ہی نے کیا تھا۔  
 اس قسم کے کاموں کا سبب وہ ہمیشہ اپنی فزٹ بتاتا کرتا تھا جسے امیروں نے بھی اس سے کرلو۔ اس نے جس کی فزٹ عادل کی جب میں ڈال دی وہ امیروں موٹر سائیکل پر عادل کو اس کے گھر چھوڑ آیا۔ وہاں وہ ہارنے جاتے والوں سے بھی مل کر اس نے اپنا کچھ بھی کرنا تھا۔  
 عادل اس کے بعد بھی امیروں سے ملتا، اس کی فزٹیں بیٹو لما کو ضرور دیتا اور کام کروا دیتا تھا۔ وہ عادل کو بیٹو لما کو اسکول کے باہر ملا تو عادل نے فکارت کی۔ "اسے دن بھر لے بیٹو لما!"  
 "بہت بھروسہ ہے، بیٹو لما عادل۔"  
 "اپنا گھر تو بتاؤ۔" اماں بھی اس کی آواز سے گم ہو گئے تھے۔  
 "چلو! آج میں اپنا گھر دکھا رہا ہوں۔"  
 بیٹو لما نے اپنی موٹر سائیکل پر بٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔ اس گھر کو کئی شمار بیٹو لما کو نہیں تھی لیکن مردوں کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

ان کانوں سے بہت زیادہ خوب صورت تھا جس علاقے میں تھے جہاں عادل اب بھی رہتا تھا۔ گھر کے کمرے میں فریج بھی خاصا عمدہ تھا۔ عادل اس کی صفائی کرتا تھا۔ لے فلیوڈ ماما نے ایک طاز مٹی رکھ لیا تھا۔

عادل کو ماما نے پانچ گھنٹہ صبح تک ایک قیاس کی جیب میں بچھو دے ڈال دیے۔ اس دن عادل مٹی کی سرجہ آؤ رکھا میں بیٹھ کر وہاں سے کیا کہیں اپنے گھر سے بچھو فاسے پر اتر گیا۔ وہ کہیں جاتا تھا کوئی جانے والا ہے آؤ رکھا اسے اترتے دیکھتے اور بات اس کے گھر تک پہنچ جاتے۔ وہ فلیوڈ ماما سے والے پیسے اٹھا کر وہاں سے چھپ کر فریج کیا تھا۔

اس کے بعد فلیوڈ ماما بھی اس کے اسکول نہیں آئے۔ عادل ہی کسی بھی اسکول کے گھر چلا کر آتا اور وہاں پر اس کی جیب میں وہ چاروٹ ضرور ہوتے تھے۔ مٹی فلیوڈ ماما گھر پر تھیں تو عادل دوسرے دن اس کے گھر چلا جایا کرتا۔

وقت کرتا رہا۔ جب دنوں عادل نے بیڑک کر لیا تھا، انہی دنوں اس کے والد پر خورد برد کا الزام لگا۔ بیعت ہونے کے باعث اسے گرفتار تو نہیں کیا گیا لیکن کچھ عمل ہونے تک کے لیے سچے کر دیا گیا۔

وہ دن عادل کے گھر والوں کے لیے مالی اعتبار سے پریشان کن بن گئے۔ اس موقع پر فلیوڈ ماما بچے سے زیادہ کام آئے۔ عادل نے عادل کے گھر میں قاتل تو نہیں ہونے دیے لیکن عادل کے چھوٹے بھائی پاؤں کا نام اسکول سے کٹ گیا۔ کیونکہ وہ کہیں عادل میں ادا نہیں کر سکا تھا۔ اس کے علاوہ قادیان بھی زہری میں داخل نہیں ہوئی۔ عادل کے لیے بھی کافی چاہا نہیں رہا۔

”میں تمہارے لیے اس سے زیادہ نہیں کر سکتا عادل!“ فلیوڈ ماما نے اسے کہا۔

”یہ بھی تمہارا مجھ پر کونسا احسان تو نہیں ہے فلیوڈ ماما!“ جواب دے ہوئے عادل کی آواز بھری تھی۔

گھر پر عادل نے یہ بہانہ لیا تھا کہ اس نے چرساٹ لیون کر لیے ہیں جس سے اس کی آمد نہ ہو جاتی ہے گھر کا چھپا دیکھ گئے۔

چند ماہ بعد لیون عمل ہونے پر عادل کے والد کو بے سکہ یا گیا۔ اصل مجرم کی گرفتاری عمل میں آئی۔ عادل کے والد کو طاز مٹ پر بھال کر دیا گیا۔ کریشیٹھوں کی نگاہ میں لگتی تھی۔

ایک سال ضائع تو ہو لیکن عادل کا دل کچھ سا اور پاؤں کا سکول میں داخل نہیں کیا۔ قادیان بھی زہری میں داخل کر دی گئی۔ اس کے دو سال بعد اس گھر کو ایک ٹوٹی اور ایک کیم ساتھ ساتھ ہونے لگا۔ عادل کے والد کو چھ مہینے قادیان کی ایک بڑی بڑک ہو گئے۔ چھ مہینے چھوڑ کر ان کی کاس کی نالی تار پر مٹی مرش بھی ایسا موڑی کہ جس کے علاج کے لیے بے پناہ اخراجات کی ضرورت تھی۔

”اب کیا ہوگا فلیوڈ ماما؟“ عادل کا ایک ہی بعد تھا جس کے سامنے وہ رو پڑا۔

”کیا صورت ہو سکتی ہے؟“ فلیوڈ ماما نے سوچتے ہوئے کہا۔ ”میں کنگی پاؤں کا کہیں۔ بات کر لوں پہلے۔ میرا ایک دوست ہے۔ اسے ایک کیم ہے۔ اس کے گول وہ جیسے ایک عاصی رقم بے سکہ ہے۔“

عادل کو قیاس نہیں تھی کہ اسے مطلوب رقم مل سکے لیکن دوسرے دن فلیوڈ ماما نے طے۔

”کیا کام ہیں میرے دوست؟“ فلیوڈ ماما نے اس سے کہا۔ ”مگر تم ایسا مال دو ایک کام سے نہیں بزارا دے دے سکتا ہے۔“

”بزارا؟“ ساتھ ”میں“ کا لفظ سن کر عادل کا دل بڑی زور سے اٹھل پڑا۔ ”میں تیار ہوں فلیوڈ ماما!“ وہ جلدی سے بولا۔

”کام بہت عمدہ ہے۔ عادل امیرا خیال ہے کہ تم کریں سکوے۔“

”میں کیا بنانے کے لیے بچو بھی کر سکتا ہوں فلیوڈ ماما۔“

”شمارا!“ فلیوڈ ماما نے سوچتے ہوئے کہا۔ ”کٹ تو تم اب بھی کچھتے ہو۔ کچھ کرنے کے بعد خوشی کا اخبار کرنے کے لیے کچھ بدلتا تو اچھا لک بیک بیٹے جیتے ہو۔ تم کام چیتا کر سکتے ہو۔ کہیں ایک کنگے کے احاطے میں دینی ہم بیٹھنا ہے۔“

”کیا؟“ عادل اس کا سینکڑوں دیا۔

”ہاں۔“ فلیوڈ ماما نے سلیڈ کی ہے۔ ”مجھے تم پر اداسے رو دینا ہے۔ دوست کا یہ کام کہیں ہرگز نہ تھا۔“

”یہ تو مجھ کا کام ہوگا فلیوڈ ماما۔“ عادل پریشان ہو گیا۔

”آج کل کن بزم نہیں ہے۔“ فلیوڈ ماما نے مٹی سے کہا۔ ”اداسے سے کچھ آوے گا کہ آؤ بھلا ہوا ہے۔ سانس لینے کے لیے ایمان داری اب ایک بیکار ہے۔“

”کیون...“

”مجھے کی روشنی کرو عادل!“ فلیوڈ ماما نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ”آج جو بے مکان دیکھ رہے ہو، یہ کرنے کا نہیں، میرا اپنا ہے۔ اور زہری کی آسائشیں حاصل کرنے کے لیے یہ سب بچو کرنا چاہتا ہے۔ یہ مکان میں نے ایمان داری کی زہری سے حاصل کیا تھا اور تم نے اب تک میرے جو بچھوٹے موٹے کام کے لیے وہی عمر باندی ہے۔“

”کیسے؟“ عادل نے حیرت سے کہا۔

”ان کے لڑے پہلے میں نے بہت کچھ حاصل کیا۔ تم سے ایک کار پر کچھ کھائی تھی۔ جب اس نے کار پر رنگ و روغن کر لیا تھا تو میں نے اس کی کار پر ایک پتھر سے ادا تھا اور اس میں سے لٹیلاؤں پر بکھریا تھا کہ اس نے میری مطلوبہ رقم نہیں دی تو میں اس کی طرح اس کا نقصان کرتا رہوں گا۔ اور وہ رقم دینے کے لیے تیار ہو گیا۔“

”اس نے نہیں کوئی بتا؟“ عادل حیرت زدہ تھا۔

”میں اس کے سامنے بھی کسی کی بھڑکانے پر بات کی ہے۔ اس نے نہیں کوئی پتھر تو کی تھی لیکن یہ نہیں میرا ”بزم“ لینے کے لیے تو تم اس کے سامنے گئے ہو گے۔“

”کیون...“ میں نے ایسا طریقہ اختیار کیا تھا کہ مجھے اس کے سامنے نہ جانا پڑے لیکن اس میں نہیں نہ تو دیکھ کر نے کیا کیا تھا۔ میں نے جان لو کہ زہری دے کے لیے یہ بیکار کرنا زیادہ اچھی طرح زہری گزارنے کے لیے یہ سب بچو کرنا ہی چاہتا ہے۔ یہ بڑے بڑے لوگ ایسا عادی کے سامنے پر عمل کرنا دیکھ کر اسے کھوں میں نہیں پھپھے لیتا۔ تو پھر میں تیار زہری کیلن گزار دیا۔ انہی دنوں عادل کے بھیر کیوں مرے؟“

عادل کو دینی ہم کے نام سے ہر اوصافیں بھینکا تھا، اس کے اثرات اب فہم ہو گئے۔ اس نے اپنے بہتر سے کہا۔

”فلیوڈ ماما کی کنگے میں دینی ہم بیٹھنے سے تمہارے دوست کو کیا لگا ہوگا؟“

”اس کنگے میں جو جھٹھ رہتا ہے وہ اس سے ایک سترہل رقم ماگتی تھی ہے اور اسے دینی دینی ہے کہ مجرم طالب علم کی صورت میں اس کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ وہ شخص میں بھینکنا ہے۔ دینی ہم اس کے کنگے کے احاطے میں بھینکنا ہے۔ بعد اسے فلیوڈ ماما نے کہا کہ ایسا ہی دینی ہم اس کی کار پر بھی بھینکا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد وہ ڈاکر مطالبہ مان سکتا ہے۔“

”اسی رقم میں سے مجھے بزارا دے جائیں گے۔“

”کیوں، رقم تو میں فوراً مل جائے گی۔ اب اگر تم یہ کام کرنے کے لیے تیار ہو تو دینی ہم سے استقبال کرنے کا طریقہ نہیں چھین چھینے میں ابھی طرح بیکار یا جائے گا۔۔۔“

”مجھ کو چھینے میں نہیں لیں گے۔ تم ذہین ہو۔ ذرا سی رہ میں بکھو گے۔“

عادل چند لمبے خاموش رہا پھر بولا۔ ”میں تیار ہوں فلیوڈ ماما۔“

فلیوڈ ماما نے اس کی چٹو بھینکی۔ ”مجھے بھی تھا کہ ایک پتا اپنی ماں کی زہری کے لیے بچو کی کرنے کے لیے تیار ہو سکتا ہے۔ اب میں نہیں ہے۔ یہ بھی بتاؤ کہ بات صرف میں بزارا پر کچھ نہیں ہوئی۔ اگر میرے دوست کا مطالبہ مان لیا گیا تو پھر تمہاری ماں کے علاج پر جو بچو کی خرچ ہوگا، میں دیا جاتا رہا گا۔“

”فلیک ہے فلیوڈ ماما لیکن ایک بات بتاؤ۔ اب مجھے شہر ہونا ہے۔ یہ سب کام تم مجھ سے اپنے دوست سے نہیں خود اپنے لیے کروانا چاہتے ہو۔“

فلیوڈ ماما نے پڑا۔ ”مجھے خیال تھا عادل کی رقم یہ بات سمجھو گے۔“

عادل بچکے سے اعزاز میں مسکرایا۔

دوسرے دن رات کا اندھیرا چھینے ہی ایک موٹر سائیکل ایک کنگے کے قریب سے گزری اور دینی ہم اس کنگے کے سامنے سے بھینک کر دیا۔ دھماکا ہوا موٹر سائیکل آگے کل بجلی کی اور اسے چالنے والا فلیوڈ ماما تھا۔

پھر دینی ہوا جو فلیوڈ ماما نے کہا تھا۔ عادل کو اس کے علاج کے لیے ایک ہاکری سے مٹی کیلن اس کے بعد فلیوڈ ماما سے اس کی ملاقات نہ ہوئی۔ فلیوڈ ماما نے اپنا دو گھر بھی اپنی زندگی بھر لیا۔ وہیں جتنے روپی کی ضرورت ہو، مجھے فون پر بتا دیا کرو۔ رقم تمہارے اکاؤنٹ میں جمع ہو جایا کرے گی۔“

اور رقم تو مل رہی تھی، مٹی رہیں مرن ایسا موڑی تھا کہ عادل کی ماں کی جان کے گریہ کرنا فون پر فلیوڈ ماما بعد دینی کے چھوڑ دیا کنگے کے سوا کچھ نہیں کر سکا۔ عادل بعد عادل کو رقم کا تار باند ہو گئے۔ فلیوڈ ماما بھی دوسرے تھا کہ اسے اپنی ماں کے علاج کے لیے رقم مل رہی تھی۔ سو روپی رہی تھی۔



فون اٹھا کر ان پکڑ صولت کا نمبر فرمیں کیا۔ وہ نمبر اس کے پاس پکچے ہی سے تھا۔ وہ اس نمبر پر کال کرنے ہی والی تھی کہ دروازے پر ہنگامی دھک ہوئی۔

”ہو جاؤ گی۔ فی الحال ایک کام کرو۔ جس گلی سے دہشت گرد آئے تھے اور فرار ہوئے تھے، اس گلی کی تمام ہڈیگوں کے ٹھیس کی تلاش فی لی گلی تھی لیکن ایک قبیٹ چھوڑ دو“

”تمہیں اس گلی میں جانا ہے۔“ کنول نے کہا۔ ”اس گلی کا تحریری نقشہ درکار ہے مجھے! مطلب یہ کہ صرف گھم لینا کہ کس طرف سے کس طرف جاتے ہوئے دامیں جانب اور

کنول نے پوچھا۔ ”اس گلی کی کسی بلڈنگ میں کوئی ایسا فلیٹ بھی ہے جہاں لوگوں کے خیال کے مطابق جہات کا سیرا ہے؟“

”ہاں۔“ انہیں صولت چلا۔ ”میں کہتا ہوں کہ اس ہلڈگ کے لوگ حقیقتاً الاعتقاد دینے یا نہ کرنے میں گڑبگڑ یافتہ اپنے ہیں۔“ جہاں کبھی قیبت سے آواز دیا کہ انہوں کا تعلق ہے، اس بارے میں لوگوں کا بیان ایک اعتبار سے درست بھی ہو سکتا ہے۔ جو حقیقت بالکل غلط ہے، میرا مطلب ہے جہاں کسی کم کامدان تک نہ ہو۔“

”کتول جلدی سے ہوئی۔“ یہ کیسے معلوم کہ اس میں سامان تک نہیں؟“

”وہاں کے لوگوں کا بھی بیان ہے۔ قیبت کے کئیوں نے جانے سے پہلے مارا سامان ڈھنڈ آف کر دیا تھا کہ جب وہاں آئیں گے تو جب تک اس وقت کے فیکٹس کے اعتبار سے غریب نہیں گئے۔ وہ لوگ کئی برس کے امریکا گئے ہیں۔ قیبت فرودست کرنا وہ چاہتے ہیں۔ اسے اور کرائے پر اس لیے نہیں اٹھایا کہ ان کے خیال کے مطابق کرائے دارہ کرائے کے گھر کو اپنا گھر سمجھ کر نہیں رہے۔ بہت کچھ مستحکم ناس کرتے ہیں۔“

”کتول ہوئی۔“ آپ ان آوازوں کے بارے میں شہتا رہے تھے؟“

”جی ہاں، قیبت خالی پڑا تو وہاں اس قسم کی آوازیں سنائی دے سکتی تھیں جو دراصل اس قیبت کی تھیں۔ ہوش مند خالی قیبت میں کوئی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس پاس کے کسی قیبت میں ہونے والی آوازیں خالی قیبت سے آتی تھیں۔ ہوش مند اور میں نے کہا کہ یہاں رہنے والے اسی زبازوہر حقیقتاً الاعتقاد دینے والے ہیں اور میں انہیں اور جین ہو گیا ہو گا جس نے بتایا ہے کہ اس نے قیبت سے جن نکلے دیکھے۔ یہ عمل جو میں خود کو یگانا کرنے کے لیے اس قسم کی باتیں اڑاتی دیکھتا تھا۔“

”جین ہونے والا ہلڈگ اس کئی میں سے کب جاتا؟“

”جس چوراہے پر گولیاں چلائی گئیں، اس طرف سے کئی میں داخل ہوا جائے تو وہ دائیں جانب یا بائیں طرف صولت ہے۔ اس کی شناخت بہت آسان ہے۔ اس کئی میں دو کام نہیں ہیں۔ نہ جانے کس کے داغ میں کیا سالی کہ وہاں جنہوں کی دکان کھلی ہو چلا۔“

”اس بات پر کتول چھٹی کیونکہ اس نے عادل کی کار ایسی دکان کے سامنے کھڑی دیکھی۔ اس نے سرسری لہجے میں پوچھا۔“

”وہ قیبت اس ہلڈگ کی کس منزل پر ہے؟“

”مکملی میں منزل پر ہے۔“ انہیں صولت سے جواب دیا۔

”چھوٹی دکان کے سامنے آکر۔“

”کتول کے لیے یہ کئی ایک اہم بات تھی لیکن اس نے اپنے احساسات انہیں صولت پر ظاہر نہیں کیے۔ اس نے کھنگھوٹا خراہم کی تکرار دوازے پر دھک ہوئی تھی۔“

”مفلور اجازت سے گرا انداز تھی۔“

”سورلی۔“ وہ آئی سی ہوئی۔ ”میں خود ہی سی لیت ہوئی۔“

”کوئی بات نہیں... اور ہاں سب سے کمرے میں آنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں۔ جب میں ڈسٹرپ نہیں ہونا چاہتی تو کسی سکیل سے کھدوتی ہوں کہ دروازے پر کھڑا رہے۔ خیر، کیا رپورٹ لائی ہو؟ کچھ معلوم ہوا؟“

”مفلور شروع ہو گئی۔ کتول بڑے جلدی سے سختی ری کیونکہ اسے انہیں صولت سے پیشہ میں معلوم ہو چکی تھی۔ کئی بات اس کے علم میں یہ آئی کہ جس گھر سے اپنے بیان کے مطابق جات دیکھے، وہ دواڑے کی مال کرل اور اوپر دسے ہی کیونکہ وہ بھی تھی۔ ایک بار سے ہوں کہ رات کو دو تین گھنٹوں کا گزری تھی۔ اس کا کل نام کچھ بھی ہو، لوگ، اسے چاندنی کے نام سے جانتے تھے۔ قیبت میں تھیں اس تھی۔ ہلڈگ کے توسط درے کے طرف لوگوں کو اس کے رہنے پر کوئی اعتراض اس لیے نہیں ہوا تھا کہ انہوں نے کسی مرد کو اس کے قیبت میں آتے جاتے بھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ دودھ بچہ ملتا رہی تھی۔ اس کا سبب جلد ہلڈگ کے کسی لوگوں سے تھا۔“

”پڑی نہیں بھی ہے؟“ کتول نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

”انگریزی تو آدمی بول لیتے ہے۔ ڈگری یا توتہ ہے یا نہیں، یہ سوال میں اس سے نہیں سنی تھی۔“

”مگر کیا ہے؟“

”میں سال کی تو ہوئی۔“

”ایک لکھ نہیں دیتی ہے؟“

”ایک پڑوسی کے بیان کے مطابق اس کے گھر والے لاہور میں رہتے ہیں۔“ مفلور نے جواب دیا کہ

”یہ۔“ آپ اس کے بارے میں خاصی تجسس معلوم ہو رہی تھی۔“

”مجھے خیال میں اس قسم کی عمر جس حقیقت الاعتقاد نہیں ہو تھی مگر وہ کہتی ہے کہ اس نے جانت دیکھے۔“

”جواب میں صولت سے اس قسم کی باتیں میں جو انہیں

”صولت نے کی تھی۔“

”کتول کچھ نہیں بولی۔ وہ کسی سوچ میں ڈوب گئی تھی۔ مفلور خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہی۔ کتول نے کوئی فیصلہ کرنے کے بعد اصرار کام پر اپنی سے رہا لیا۔“

☆☆☆☆

”سرا۔“ وہ بولی۔ ”میں اس قیبت کی تلاش لیتا تھا جی ہوں جہاں لوگوں کے خیال کے مطابق جنت کا ایسا ہے۔“

”اچھا اس کو کئی غائب بات ہے؟“

”جنت کی کہانی مجھے بالکل نامعلوم ہوتی ہے۔ اس قسم کا پوچھنا کر کے خالی گھروں کو کلاہم کے لوگ فلاہ کاموں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔“

”میں کیا شہر ہوا ہے؟“

”ابھی میرے ذہن میں کوئی بات واضح نہیں ہے۔“

آپ کو میں نے اس لیے اطلاع دی کہ آپ بھلے سے جنت کا نام دوا دیں۔ واردات کے دن تو چھٹی کی طور پر نہیں سے کئی فیڈوں کی تلاش لی کی کہ انہیں کچھ ایک ایسے قیبت کا دروازہ توڑنا چھوٹا ہے جس کے کئیوں کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ امریکا میں کہاں قیام پذیر ہیں۔“

”ہاں، اس قیبت کے لیے تو بھلے جنت کا اجازت نامہ ضروری ہے۔ میں بددوست کرتا ہوں۔ تم یہ کام کب کرنا چاہتی ہو؟“

”دن میں کوئی نہیں۔ رات کو کسی وقت۔“

”کچھ ہے۔ اجازت نامہ مل جائے گا۔“

”جھجک پھر۔“ کتول نے رابطہ قطع کر دیا۔

”جنت کی کڑی۔“ مفلور کسرا۔ ”بڑی سستی خیر سستی ہو گئی کی خیار کی۔“

”پھر بات کا فیصلہ کرنا بند کر دے گا۔“ کتول نے مفلور کا مواں نظر انداز کر دیا۔

”آپ نے اپنی بی بی صاحب کو تو ہم جواب دیا ہے میٹم۔“ مفلور بولی۔ ”لیکن میرا خیال ہے کہ آپ کے داغ میں کوئی خاص بات ضرور ہے۔ آپ کے پیرے پر سوچ بچار کا جواب دے۔“ وہ میرے خیال میں کھنکھاتا تھا۔ مفلور نے لکھنؤ میں کہا تھا۔ کتول کو یہ بات خاص لگتی تھی۔

”اسی کی کہ قیبت جنہوں کی اس دکان کے اوپر قیاس دکان کے سامنے عادل کی کار کھڑی تھی۔“

☆☆☆☆

عادل، اس معاملے میں کسی وجہ سے چاہتا تھا کہ فیضو ماہ کے پاس جائے لیکن بہت عرصے سے ان دونوں کی

حالات نہیں ہوئی تھی۔ خود فیضو لما جب چاہتا تھا، فون کرنے لیتا تھا اور ہر طرح کی سب سے فیر سے کرتا تھا۔ عادل نے کچھ مہرے تو ان کہوں سے رابطہ کرنا چاہتا تھا اسے کا کی ہوئی۔ وہ فیر بہت ملتا تھا۔

”میرے لیے اہم علاقہ ضروری ہو گئی ہے۔ عادل۔“

”میرے ایک صاحب عادل کے اعتبار سے لکھو لما نے کہا۔“ تم کوئی نہیں، میں کسی کو بھی فون کروں، فون کرنے کے بعد وہ دم ضائع کر دیتا ہوں۔ فون بھی غلط مقامات سے کرتا ہوں۔ ورنہ نہیں سمجھے میرے لیے۔“

عادل کی نظر میں بھی یہی حال تھا کہ اس صاحب اس پر دھن سوار ہو چکی تھی کہ وہ کسی طرح بھی فیضو لما کے فیصلے کا سراغ لگائے۔ اس کے خیال کے مطابق اسے اس فیصلے سے اس بارے میں معلوم ہو سکتا تھا۔ اس کے اس اندازے کی بنیاد کس وجہ تھی۔

انہی جیسے کے بعد عادل نے دو آگ کی تجارتی کی۔ وہ اسے کمرے سے نکلے کے بعد جب بیرونی دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا تو میرے سامنے اسے ٹوکا۔

”کہاں جا رہے ہو؟“

”دل گھبرا رہا ہے۔ ایک آدھ گھنٹہ گھر کے درمیان آج آؤں گا۔“ عادل نے جواب دیا۔ ”تمہیں اپنی ملازمت کو دیکھنے سے میرا اب تم کو لگے گھر چلاؤ۔ ہمارے ہم کب تک بیٹھوں گے۔“

”ساری زندگی۔“ میرے بیٹھنا ہی ہو گئی۔

”مگر خود دینے کے لیے اس کے کچھ تھے میرے کرنے پڑتے ہیں۔ تمہیں اپنی ماں اور بہن کے میرے زندگی کے مرنے سے کھڑی سانس لی۔“

”کلی کسی وقت چلے جائیں گے ہم لوگ۔“

عادل سر ہلا کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ باہر نکلا ہی تھا کہ اس کا سامنا اپنے بھائی بادل سے ہو گیا۔ وہ اس کے گھر لے گیا کہ اس کے دادا جی اب اپنے بھائی عادل کے اعتبار سے اسے کی دعا دیں اور وہ میرے گھر سے کھڑے ہو گیا۔ پھر اس نے کہا۔ ”اچھا ہوا تم جہاں میں مل گئے۔ قدیم کا بہت خیال کھو پڑا، دل میں تو اس کا سامنا ہی نہیں کر رہا ہوں۔“ وہ میرا سامنا ہوتے ہی سے قابو ہو جاتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرے بعد کسی کا پورا پورا خیال رکھوں گے۔

”لیکن جہاں دکان پر لائے ہیں آپ بھائی ماں؟“

عادل جلدی سے ہلا۔ ”خدا نہ کرے کہ آپ کے بعد کی









گیا۔ اس نے جیب سے تاریخ نکال کر دیکھ کر روتی ہوئی تھی وہ نہ  
میں کھینکھا تھا کہ اندھیرے میں وہ نہ سہنے پر ٹوٹ چکا تھا۔  
وہ چار دکانوں میں وہ چلے تھا۔ تاریخ کی روٹھی میں  
اس نے دیکھا کہ وہ گئے ہوئے سوچے کو آن کیا، مگر آف، مگر  
آن، مگر آف، اور اس مرتبہ وہ دروازہ تیزی سے کھلا جس  
سے وہ اندر آیا تھا۔

چشموں کی دکان میں اس وقت دو گاہک بھی تھے۔  
گولیاں پلٹنے کی آواز میں انہوں نے بھی سنی تھیں۔ وہ  
پریشان نظر آ رہے تھے اور فائننگ کے بارے میں۔ وہ  
چند گولیاں بھی کر رہے تھے۔ اسٹول پر بیٹھا ہوا لڑکا اب  
پوچھا یا ہوا سا کھڑا تھا۔ دکاندار کے چہرے سے تشویش اور  
گھبراہٹ ظاہر ہو رہی تھی۔

گاہکوں نے فیشے کے دروازے سے عادل کو باہر  
آتے دیکھا تو حیرت زدہ رہ گئے۔ ان کے سامنے گمان میں بھی  
نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ قدامت پسینہ کوئی دروازہ ہوگا۔  
باہر آنے سے پہلے عادل نے اپنا رخ ہموار اور تاریخ  
دونوں چیزیں جیبوں میں ڈال لی تھیں۔ وہ دکاندار کو ان کے  
پچھا چھا کر گتا ہوا رہتی سرمت سے دکان کے باہر نکل گیا۔

کچھ فاصلے پر جہاں اس بلڈنگ کا بڑا دروازہ تھا،  
ایک پولیس موہاں کے چپے کنول کی کار بھی ٹھہر آئی۔ وہ  
کاٹھنیل بھی تھے۔

عادل کو وہ سب کچھ دیکھ کر قہقہہ نہیں ہوا۔ وہ پولیس کی  
آواز سننے ہی اس نے کچھ لپکا تھا کہ پولیس نے اس قہقہے پر  
پچھا پوچھا ہے۔

کچھ افراد ایک طرف کھڑے پولیس والوں کی طرف  
دیکھ رہے تھے۔

عادل اس طرف دوڑا جہاں اس نے اپنی کار چھوڑی  
تھی۔

"رک جاؤ عادل!" کنول کی چیلنج ہوئی آواز سنائی  
دی۔

عادل نے بھاگتے ہی میں پلٹ کر دیکھا۔ کنول اس  
ہالکوی میں ٹھہر آئی جو چشموں کی دکان کے اوپر تھی۔ اس کے  
ہاتھ میں مائل تھا۔ وہ اسے عادل کی طرف تانے ہوئے تھی۔  
اپنی قسمت سے عادل اس وقت موڑ پر پہنچ چکا تھا۔ وہ  
جست و کجی کے سے انداز میں اس طرف مڑ گیا۔ اس نے  
گولی پلٹنے کی آواز سنی۔ وہ گولی اس کی ہاتھوں پر ہی چلائی گئی  
تو کی لیکن وہ اس سے بچ گیا اور اس طرف دوڑ پڑا جہاں اس  
نے اپنی کار چھوڑی تھی۔

عام حالات میں لوگ اس آدمی کی طرف ضرور متوجہ  
ہوتے ہیں جو دوڑ رہا ہو لیکن اس وقت ایسا نہیں ہوا۔ گولی کی  
آواز سن کر وہاں کبھی دھڑکنا نہ ہوا۔  
اپنی کار کے قریب پہنچ کر عادل نے ڈرائیونگ سیٹ  
کی مخالف سمت کا دروازہ کھولا۔ ڈرائیونر سے اس نے  
ساری ضروری چیزیں نکال کر اپنے کوٹ کی جیبوں میں ڈالیں  
اور پھر کار کا دروازہ بند کر کے تیزی سے ایک طرف چلتا ہوا  
ایک اور گلی میں مڑ گیا۔

اس ہنگامی صورت حال میں بھی اس کا دماغ تیزی  
سے کام کر رہا تھا اور وہ اپنی کار چھوڑ کر نہ بھاگتا۔ کنول نے  
کیونکہ اسے پہچان لیا تھا اس لیے وہ فوری طور پر اس کی کار کا  
نمبر پڑھ لکھ کر نے دلی پولیس موہاں کو بھجوا دی اور کوئی بھی  
پولیس موہاں کسی جگہ اس کی کار روک سکتی تھی۔ عادل کے  
لیے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ اپنی کار وہیں چھوڑ دے۔

سڑک پر اس نے ایک خالی پولیس روکی اور تیزی سے  
اس کی چھچکی نشست کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ اس نے  
ڈرائیونر کو اس علاقے کا نام بتایا جہاں کا کاٹھنیل کے بیان  
کے مطابق فیض آباد تھا۔

ڈرائیونر نے کچھ کر عادل کی طرف سر موڑتے ہوئے  
تیزی سے کہا۔ "کیا آپ نے خبریں نہیں سنی صاحب؟"  
"کیوں؟ کیا ہوا؟"

"وہاں تو ڈرائیونر پہلے پولیس نے آپ پریشن شروع کر  
رہا ہے۔ بڑی دھواں دار ہو رہی ہے۔"  
"کمرے۔" عادل کے منہ سے نکلا۔

"جی ہاں صاحب!" ڈرائیونر نے مزید بتایا۔ "ایک  
ڈیزل صاحب کا بیان آیا تھا تو وہی پر۔۔۔ وہ کہہ رہے تھے کہ  
جرانم پیشہ افراد کے خلاف آپ پہنچنا کیا جا رہا ہے۔ دوسری  
طرف سے بھی پولیس پر گولیاں چلائی جا رہی ہیں، دہشتی بم  
چھینکے جا رہے ہیں لیکن وہ لوگ اپنے آپ کو جرانم پیشہ ماننے کو  
تیار نہیں ہیں۔ میں اس وقت دھڑکنا جاسکتا صاحب! پولیس  
والے مجھے جاسنے بھی نہیں دیں گے۔"

عادل کے لیے یہ ایک غیر متوقع اور پریشان کن  
صورت حال تھی۔ کنول نے کیونکہ اسے پہچان لیا تھا، اس لیے  
اب وہاں نہ مگر بھی نہیں جاسکتا تھا۔ پولیس وہاں ضرور پہنچتی۔  
شش ساڑھ یا دوستوں پر بھی عادل ان حالات میں  
بھروسہ نہیں کر سکتا تھا۔

ڈرائیونر بولا۔ "آپ کہیں اور جانا چاہتے تو بتا دیں۔"  
"اچھا تو کھینچ چلو۔۔۔ سی دیج۔"

عادل ایک طویل راستے پر اس لیے نکل جاتا جانتا تھا کہ اسے سوچنے کے لیے کچھ وقت مل سکے اور اپنا سرخ سا جوتہ، اس لیے سوچاں آکا اس کی کارل جانے کے بعد کنول سارے شہر کی پولیس کو رستہ کرکشی بھی۔ کیوں دھیر دھیر چیکنگ میں شروع ہو جاتا۔

"ہمہائیں روک دو۔" عادل نے ڈرامہ سے کہا۔

پلیس روک دوئی کی۔

پلیس سے اترتے وقت عادل نے اپنا کنوٹ اتار کر ٹانے پر ڈال لیا۔ وہ اس وقت ایک ایسے بازار کے قریب تھا جہاں ریڈی ٹی سینٹر کے اداریہ قسم کی بہت سی اشیاں نکلی تھیں۔ عادل نے ایک دکان سے شلوار سوٹ اور اسٹیک ٹریڈی، فٹ پاتھ پر ایک سوٹ لینے کے لیے ایک سرائی کو ٹولی گئی۔ پھر اس نے فوراً اسٹیک مارش کیا۔ وہ جلد از جلد اس وقت تک چل کر لیتا جاتا تھا کہ کینٹ کے ایک حمام میں اس نے برائے نام سکرل کر کے ٹیوٹر لٹا دیا۔

یہ کنلی۔ سر پر ٹولی کیا کہ وہ حمام سے نکلا۔ سوٹ اس نے نہیں لیا اور لپٹا تھا۔

تھیں کی تیرہ ملی اس کی ضروری قسم کی کار کی تلاش کے ساتھ اس کا ملے جی پولیس والوں کو بتایا جانا چاہیوگا۔ شہر سے باہر جانے والے تمام سڑکوں کی کارندگی میں کی گئی ہوگی۔ اگرچہ اس دوران میں بھی اس کا مدافع براہر کام کرتا رہا تھا لیکن اس کی نتیجہ کچھ کچھ کے لیے اسے اور سوچنے کی ضرورت کی۔ وہ آؤر ٹور کار کے ایک ایسے علاقے میں گیا جہاں کنوٹ سے پانی کا ایک ٹھکانا ہوا تھا۔ وہاں اس نے آؤر کشا چھوڑا اور تالے کی طرف پیدل چل پڑا۔ تالے کے قریب سے گزرتے ہوئے اس نے اپنے اتار سے ہوئے کپڑوں کی پانی تالے میں چھینک دی۔ اس نے کوشش کی تھی کہ راہ کیروں میں سے بھی کوئی اس کی یہ حرکت نہ دیکھ سکے۔

کچھ اور نہ دیکھ سکے۔

خانے میں جا بیٹھا۔ وہاں اس نے "پینک" ڈزبر کیا وہ اسے سخت پائندگی۔ سہر حال سوچنے کے لیے اسے کوئی بگ بگ دوڑی۔ کسلی ایڈر آؤر آؤر جو تھے رہا اس کے لیے مناسب نہیں تھا۔

عادل دو دن گزرے تک کہیں دور پڑ رہا تھا لیکن اس کی بچھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کہاں جانے۔ کسی چھوٹے بڑے ہوٹل کا رستہ نہ تھا۔ شہر میں بھی اندیشہ تھا کہ وہاں چیکنگ ہوگی۔ اسے سرخ کا خیال بھی آ جیسا اس سے صحت تو کر گئی تھی

لیکن ایک پولیس افسر بھی تھی۔ اس کے گھر میں پتاہ لیے ہوئے بھی عادل کی چھاپا پڑھیں گے کہ رہا تھا۔

اپنا لباس بدل کر کے بھی اسے اطمینان نہیں ہوا تھا۔ کنول پر بندوست بھی کرکشی تھی کس کی تصویر حاصل کر کے ٹولی کی دیکھتو کوسے دیکھتی۔ ٹولی پر وہ تصویر دیکھنے کے بعد کھلی گئی اس کی فٹ کر سکتا تھا۔

ایک جاگڑا خیال آکا اس کے موہاں میں پڑی ہوئی قسم بھی اس کی گرفتاری کا سبب بن سکتی ہے۔ اس قسم کی وجہ سے کنول کو سلوم ہو سکتا تھا کہ وہ ملے قتل سے ہے۔

عادل پڑی سے بچنے کے عالم میں جانے خانے سے نکلا۔ پیدل چلتے ہوئے اس نے سکرل لٹا دی چاہی تھی کہ موہاں کو ٹولی ملنے لگی۔ عادل نے سکرل پھینک پڑا پتہ بھی پاؤں کا تازہ ہیکل چھو کہ کراس نے کال پر بیٹھی۔

"ہاں پاؤں"

"یاب" کیا کر بیٹھے بھائی جان؟" پاؤں کی آواز کچھ دھیمی ہوئی تھی۔ "کیا پولیس آفیسر کی باتیں لکلا ہو سکتی تھیں؟"

"میں نے کچھ نہیں کیا پاؤں؟" عادل نے فی الحال اس کی حواس بندھا دی مناسب سمجھا۔ "پولیس نے جو کچھ دیکھا ہے، اس سے مللاتا ہی افقہ ہے۔"

"پولیس آفیسر آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔" پاؤں نے کہا۔

عادل سمجھ گیا کہ وہ کنول ہوگی۔ وہ کچھ روک کر بولا۔

"بات کرؤ۔"

جلدی عادل نے کنول کی آواز سن۔ "تم تک بات اور کہاں تک بھاگو گئے؟" ایڈر کشی سے کہہ کر وہ کنول کے حواس کر دے۔

"میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا کہ خود کو قاتل کے حوالے کر دوں۔"

"جہاں ایک شخص کا قتل ہوا، تم وہاں سے بھاگے کیوں... اگر اس معاملے میں تمہارا دلچسپ تھا؟"

"اس لیے کہ وہاں جو کچھ ہوا، اس کی وجہ سے پولیس مجھے ٹوٹ سے روک رہی تھی جبکہ میں گرفتار کرکشی کی اور میں گرفتار نہیں ہونا چاہتا۔ مجھے ایک ضروری کام ہے۔"

"کیا تم پر پتا چلتا ہے کہ وہاں کون سے آدمی رہا؟"

جو آدمی پولیس نہیں پتہ ہو گا وہاں پولیس ہوا ہے اور وہاں یہ سب کام تمہیں پتہ ہے۔"

"ہاں، میں یہی کیا جاتا ہوں۔"

"بہتر ہوگا کہ تم کچھ باتادو کہ اگر وہ قتل کیے نہیں کیا تو وہاں کیا تھے؟"

"میں اس طور پر اس وقت دھن گروں کا سرخ لکھا جاتا تھا۔ کسی وجہ سے وہ وقت میری نظر میں ٹھوکر ہو گیا تھا۔ میں کی طرف زاپاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا لیکن اس سے پہلے کہ میں گا گا میں نے کچھ سلوم کرنے میں کامیاب ہوا۔ کیا بات ہے مجھ پر کوئی پتہ۔ مجھے وہاں سے بھاگنا پڑا۔ مجھے کچھ سلوم، اس کے بعد وہاں کیا ہوا۔"

"میں کیا جان تم پولیس ہیڈ کوارٹر کے..."

عادل نے اس کی بات کا سنے ہوئے کہا۔ "میں اب فون بند کر رہا ہوں۔ برائی فرما کے میرے بھائی سے کہہ دیجئے کہ اس میں سے مگر کسی وقت بات کروں گا۔"

ٹھنک ٹھنک دوسری طرف سے ٹول نے اسے لاکھ پر رکھا جانا ہو لیکن عادل نے ایک ملے بھی خانے کے لیمبر ہاؤس منتقل کیا اور پھر بڑی پھرتی کے ساتھ "سم" اپنے موہاں سے نکال کر کوڑے کے ایک ڈھیر پر پھینک دی جس کے قریب سے وہ اس وقت گزر رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

اس نئی صورت حال کے باعث قدیم اور پاؤں کو کسکتا سا ہو گیا تھا۔ فزائنہ شکل پر قدیم کے قریب بھی صحت سے اس کا ایک ہاتھ تھپتھپا رہی تھی۔ مریدی کی والدہ بھی اس کے بڑے نہیں تھیں۔

وہ گھر پہنچے تو افراڈی موت کے غم سے ابھی سنبھل نہیں سکا تھا کہ ان پر اطلاع قیامت کی طرح ٹولی کی تھی پولیس اس گھر کے ایک فرد کو قتل کا قتل بھی ہوئی۔

کنول نے پاؤں سے پوچھ کر کہہ دیا۔ "نہیں"

میں آپ سے بھائی کی ایک بڑی خوب صورت تصویر دیکھ رہی ہوں۔ خاصا بڑی تصویر ہے۔ کیا اس کا ایک چھوٹا پرنٹ مل سکتا ہے۔"

پاؤں نے کھنٹی کھنٹی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔ "قل تو جانا چاہیے لیکن ڈھونڈنا پڑے گی۔"

"تو میں اس تصویر کی تصویر لیے لیتے ہوں۔" کنول نے اپنا موہاں سنبھلے اس فریم کی طرف بڑی تیزی میں عادل کی تصویر کی۔

مریدی اگر پولیس میں نہ ہوتی تو بھی کچھ لیتی کہ کنول کے لیے اس تصویر کا مصروف کیا ہوگا۔ وہ بھی چپ چاپ ایک طرف کھنٹی ہوئی تھی۔ کوئی اندازہ نہیں کہ کتنے قاتل اس

آؤر اس کے دل پر کیا کر رہی ہوگی۔ اس کے دماغ میں پابک اور خیال بکرا ہوا تھا کہ وہ کھانسی سے پہلے ہی ہوئی تھی۔ اسے کچھ کھانا چاہتا کہ گرفتار ہوگا۔ کنول اس کی قسمی تھی جو بھی نہیں چھوڑتی۔ وہ ان پولیس افسروں میں سے نہیں تھی جو سنہری جھکار کے لٹاں بڑے بڑے کھانوں اور جرموں کے لیے تک سے بھاگ جانے کا راستہ بنا دیتے ہیں۔

موہاں خون پر عادل سے کنول کی جگہ بھی ہوئی تھیں۔ وہ اس نے وہاں موجود بھی کوئی کو بتا دی تھیں لیکن اس کے لیے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ عادل کو بھونٹا بھونٹ رہی ہے۔

موہاں سے عادل کی تصویر بنانے کے بعد کنول نے کہا۔ "اچھا میں اب نکلتی ہوں۔" پھر اس نے مریدی کی ماں کے پاس گیا۔ "امید ہے، ان حالات میں آپ ان بچوں کا خاص خیال رکھیں گی۔" اس کا اشارہ پاؤں اور قدیم کی طرف تھا جو باپ اور چھوٹے بھائی کی موت کے بعد اب بڑے بھائی کے سامنے سے بھی دور ہو گئے تھے۔

مریدی کی ماں نے جواب میں کچھ کہنے کے بجائے گھڑی سانس لے کر سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

کنول مریدی کا شانہ چھک کر جانے لگا تو مریدی بھی اٹھ کر اس کے ساتھ چلی۔ کنول نے سوائے نظروں سے اس کی طرف دیکھا کہ کچھ بولی نہیں۔

گھر کے باپ کنول کی ڈائی کار کے ساتھ ایک پولیس موہاں بھی لپٹا تھی۔

"میں اس کا قاعدہ آپ کے ہاتھ میں آ گیا ہے؟" گھر سے نکلے ہی مریدی نے دیکھی آواز میں پوچھا۔

"ہاں مریدی،" کنول نے اپنی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "اور اب یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ عادل کی کار چٹھوں کی اس دکان کے پاس کیوں ٹولی گئی۔ یہیں چھپنا یہ سن کر دکان کو کچھ سے خیال کے مطابق..."

مریدی پہلے پہل بیٹھتے نہیں تھی۔ اس نے کنول کی بات کا سنے ہوئے کہا۔ "آپ کو عادل کی اس بات پر یقین کیوں نہیں کہ کار کا قتل کس نے کیا تھا؟"

"موہاں خون کوئی اور قاتل تھا۔ میں نے صرف عادل کی کار دیکھا تھا۔ عادل اس وقت میں جانے کے لیے چٹھوں کی اس دکان میں گیا تھا۔ وہیں سے اسے بھاگنے دیکھا گیا۔"

کنول اپنی کار کے قریب پکڑ کر رک گئی تھی۔ اس نے ونڈل پر اٹھ کر رکتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔ "عادل

نے ہوشیاری ہی کی تھی کہ وہاں کچھتے سے پہلے اپنی کار بیک فائل پر ہی چھوڑ دی۔ اگر کسی کاروبار دہانہ چھوڑ دینا چاہتا تھا تو وہاں داخل ہونے سے پہلے چھوٹی دکان کی کاروائی کرتی۔ جب مال کچے دکان میں نظر نہیں آتا تو خبر دکان کی آگے لے کر دیکھ کر کاروبار دہانہ چھوڑ دیتا۔ مال کو آسانی سے صوف میں مٹا جھانکے گا۔ وہ تو قیامت سے داخل ہونے کے بعد نہیں لے کرے گا۔ کمرے میں کال ٹیلی فون کے علاوہ کسی شخص کو وہاں نہیں جاتا تو اس قیامت کی ہانگنی سے بچنے دیکھا۔ جب میری نظر عادل پر پڑی۔ میں نے اسے مارا دیکھ دینے کے بعد اس کی تانگ پر گولی چلائی تو لیکن وہ ٹٹا نکلا۔ مجھے سمجھ سے بھری ہوئی ہے میری کہ میں نے تمہارے محبوب پر گولی چلائی اور اسے گرفتار کرنے کی کوشش بھی کی مگر میرا غرض تھا۔

"میں جانتی ہوں۔" مرید نے آہستہ سے کہا۔

"آپ بات اپنی مصروف ہوئی لیکن شو میں سے ڈیوٹی پر آتی ہوں۔" نکول نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "میں آرام کی ضرورت ہے۔ یہاں کے لوگوں کا خیال بھی رکھنا ہے۔ ایک ہفتے کی چھٹی کرلو۔"

نکول کے سامنے سے طور کا نام مرید پر چکی۔

"میں اپنی جلدی میں ہوں۔" نکول نے میٹ پر بیٹھ کر دروازہ دھکے مارے ہوئے کہا۔ "تمہارے نام اس وقت بہت سے سوال کیا جا رہے ہوں گے۔ بعد میں اس وقت فون پر بات کروں گی تم سے۔"

مرید خاموش رہ گئی۔ نکول نے انجین اسٹارٹ کیا۔ اس کی کار حرکت میں آئی اور اس کے پیچھے سبھی گلی چلی پڑی۔

مرید صوف میں ڈوٹی بھی کر رہی ہوئی۔

"ابھی آپ کے باہر جاتے ہی بھائی جان کا فون آیا تھا ابھی! ڈالنے سے دیکھی آواز میں اسے کہا۔" اپنا فون نمبر انہوں نے تھپڑ کر لیا ہے۔"

"اس نے ہوشیاری ہی کی ہے۔" مرید نے سوچتے ہوئے باؤں سے بچھا۔ "کیا پھر ہوا؟"

"قد سے بچا ہوتی کی انہوں نے اور آگئی سے بھی لیکن اسجیٹا ٹھیک۔" باؤل نے جواب دیا۔ "قد میری عمارت بند نہ جاتی تھی۔ تب وہ فون ہی سے انہوں نے کہا تھا کہ عمارت بند نہ جاتی تھی۔ یہ میری جتنی آواز دینے کے آگئی ہے انہوں نے کہا تھا کہ وہ چور نہ تھے۔ وہ جاگے۔ اپنا ضروری سامان

اپنے گھر سے منگوا لیں۔" مرید نے کہا۔ "یہاں وہ چاہتے ہیں تو کوئی کچھ نہیں ٹھیک کرنا۔ اگر ایسا بھی نہیں چھوڑا جاسکے۔" نکول نے کہا۔ "میں کمرش میں کوئی نہ ہے۔ وہ تو چوری چھوڑی چلائی گا اور پھر جاتا ہے۔"

"میں اس کو وہاں دھو دیا کروں گی۔" مرید نے جھک کر دیکھا۔

"اٹھنا تو میری ہے؟" ماں نے تعجب سے کہا۔

"کوئی مالوڑی نہیں ہوں ابی۔" مرید نے ہنسنے کی سی مسکراتے کہ ساتھ کہا۔ "پلیس اسر ہوں۔" مل رہا ہے میرے پاس۔ میں جیٹا ہمارا ہاتھی جانتی ہوں۔ میں ابھی کھانا کھا رہی تھی جاؤں گی۔ آج آؤں گی تو ضروری سامان لے آؤں گی۔ آپ مال کی کسٹ بنا دیجیے جو پھر بھی لانا ہو۔"

دراصل مرید کا خیال تھا کہ جب وہ اکیلے ہو گی تو عادل ضرور اس سے رابطہ کرے گا۔ اس کے خیال میں یہ بھی ممکن تھا کہ عادل نے اس کی ماں سے وہاں رہ رہ جانے کے لیے اس سب سے کہا ہو کہ پھر انہیں اپنا ضروری سامان تو گھر سے منگوانا ہی پڑے گا اور یہ کام مرید ہی کر سکتی تھی۔ گو عادل اپنا تھا کہ مرید اپنے گھر کا راج کرے تو وہ اس سے رابطہ کرے۔

مرید فرات اور دان کی مال کا دھن کھانا کھا اس لیے بھی ضروری تھا کہ ان کی وجہ سے باؤل اور قد بھی کچھ کھا لیتے۔ اگر انہیں اچھا چھوڑ دیا جاتا تو وہ بھوکے ہی رہتے۔ یہ جتنی میں قد میری حالت بھی زیادہ غیر رفتی۔ اسے کسی نہ کسی حد تک راز نہ سمجھتا ہے۔

کھانا کھا لیتے کے بعد مرید وہاں سے روانہ ہوئی۔ اس وقت گیارہ بجے تھے۔ کسی کی آسانی سے مل گئی۔

مرید صوف میں ڈوٹی پر ہی اور کسی نے فرانسے بھرتی رہی۔ وہ اس وقت چوٹی جب کسی کی رفتار غیر معمولی پر یک سے رکتے گی۔

"میرے گھر کے راستے کا ایسا حصہ تھا جہاں اس وقت تقریباً نہ ہوا تھا۔"

"کیا بات ہے؟" مرید نے تیزی سے پوچھا۔

"ایک برق پش عورت نے رکتے کا اشارہ کیا ہے۔ اتنی رات کو یہاں اس بے چاری کو کسی ایسی چیز نہیں ملے گی۔"

جیسی برق پش عورت کے پاس رک جاتی تھی۔

ڈرائیو نے مرید سے سوز کر کے پوچھا۔ "اگر آپ اجازت دیں تو چار گھنٹوں کے لیے کہاں جائے گی؟"

ڈرائیو نے کہا۔ "جب میری طرف کی اور مرید برق پش کی طرف سوچتی تھی تو برق پش نے ٹی بلیک سے لے لیا تھا۔"

مرید کا سر دھکا پھیر دیا۔

"اگر سے تو میری جانتے والی ہیں۔" مرید نے کہتے ہوئے خودی پھینکی۔ "اگر وہاں کوئل اور گویا رہتی ہوئی ہے۔" آج وہاں خالہ ام اس وقت یہاں کیے کوئی نہیں۔"

عادل کے پیچھے ہی ڈرائیو نے کسی آگے بڑھا دی۔

"گھر چل کر بات کریں گے۔" عادل نے مرید کی طرف جھک کر اتنی دم گھڑی کی گڑا راجعہ اس کی آواز ڈرا بھی سن سکتے۔

"ماں، میں گھر پر نہیں جی۔" مرید نے عادل کی طرف دیکھتے ہوئے ڈرائیو کو سامنے کے لیے کہا۔ "پلیس، تم قی تو نہیں۔ اب گھر چل کر بات کریں گے۔"

عادل چپ رہا۔

مرید اس وقت بیانی کیفیت میں تھی۔ اس کا یہ خیال درست ہی ثابت ہوا تھا کہ عادل اس سے رابطہ کرنا چاہتا ہے۔ اسے عادل پر فرائض میں دیکھ کر حیرت نہیں ہوتی تھی۔ برق عادل کی دکان سے خریدے جیسے جیسے وہ اپنے گھر روانہ نہ کرے گا۔ وہ جواب دہ ہو کر ان کے گھر میں بھی استعمال کرنے کی تھی۔ وہ طور اس پینے ہوئے تھا جو برق کے لیے نظر آ رہی تھی۔ بس اس کا قد عام ہو کر اسے زیادہ قاریان پر کوئی بہت غیر معمولی نہیں تھی۔ بعض عورتیں بھی غیر معمولی ہالک ہوتی تھیں۔

مرید کے لیجان کا بیانی سبب یہ خیال تھا کہ وہ ایک بہت ہی کڑے امتحان میں پڑ گئی۔ عادل نے اس کی کوشش اپنی جگہ تک ایک پش فکری حیثیت سے اس کے فرائض کا تقاضا کرتے ہوئے اپنی بہت کوشش کی۔ وہ ڈوری طور پر فیصلہ نہیں کر سکتی کہ اس امتحان سے کیسے جیتے گا۔

جہاں عادل ملا تھا وہاں سے مرید کے گھر کا قافلہ پانچ منٹ سے زیادہ کا نہیں تھا۔ پانچ منٹ بعد وہ دونوں ٹیسی سے اتر کر گھر میں داخل ہو گئے تھے۔ عادل نے فوراً فرائض اور گھر کی طرف پھینک دیا۔

"سب کیا ہے عادل؟" اس وقت مرید وہاں ہو

گئی۔ "مجھ سے مل کر تو تم نے مجھ سے بڑے امتحان میں ڈال دیا ہے۔"

"مجھے احساس ہے مرید۔" عادل نے کہا۔ "ایک طرف بہت سے دوسری طرف تمہارا غرض۔ فیصلہ ہی کر سکتی ہو کہ کہیں کیا کرنا چاہیے۔ میرے لیے ضروری ہے کہ میں وہ ایک دن کہیں دوپوش رہوں لیکن اس کی کوئی گنجائش بھی جہاں میں فون کی ٹیبلٹ سے چکا چار بار پڑھے بس تمہارا یہ خیال آتا رہا اور کار میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے تمہارے ہی گھر میں پناہ مل سکتی ہے۔ میں نہیں سب کچھ جانتا ہوں کہ مرید اب پھر خودی فیصلہ کر لیتا کہ کہیں کیا کرنا چاہیے۔"

"ایک لیے کیوں کھڑے ہو؟" مرید نے کہتے ہوئے بھی عادل کے الفاظ میں الجھی ہوئی تھی۔ "مگر وہ نہیں۔۔۔ اور وہاں اتم نے کچھ کھا یا بھی اس کا کچھ لاؤں گا۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔" عادل نے تیزی جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ایک بھارتیہ نے جی جگہ پر کچھ کھا لیا تھا۔ وہ تو بار بار سامان لینے کے لیے اس کی اور جلدی میں ہوئی اس لیے میں فوراً سب کچھ بتا دوں گا تم ابھی وہ فیصلہ کر سکو۔"

"کوئی بھی فیصلہ آسان کہاں چھوڑا ہے تم نے۔" مرید نے رنج سے بولی کی آواز میں کہا۔ "بہر حال، تمہیں جو کچھ کہتا ہے، اسے مان لیں۔ میں جلدی میں نہیں ہوں۔ آج رات مجھے لیجان کڑا رہی ہے۔ کچھ جاؤں گی کچھ سامان لے کر۔۔۔ تم اپنی بات ضرور کرو۔ میں سب کچھ جاننے کے لیے بہت سے کہیں ہوں۔ میڈم سے تم نے فون پر پوچھا کہ اسے انہوں نے سنا۔ فیصلہ جھوٹ بھرا ہے۔ وہ نہیں کا کھیل کا قائل نہیں ہے۔"

"دوست بھری ہیں۔"

اگرچہ مرید کے داغ میں بھی بات تھی لیکن عادل کا اعتراض نہ کرنا اسے اپنی سائنس کی محسوس ہوئی۔

"میرے داغ میں اس وقت کچھ اور مضبوط تھا۔" عادل نے اپنی بات جاری رکھی۔ "اسی لیے بہت جلد تھا۔ میں تمہاری انسٹیکلر صاحبہ کو اجازت دے کر کچھ کرنا چاہتا تھا لیکن پھر میں نے سوچ لیا کہ کیا ہو سکتا ہے۔ میرے اس جھوٹ کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ کن کار باؤل اور قد سبھی سے دلچسپی نہ لے سکتے۔"

"کا کھیل کو۔۔۔" مرید کا کہنا۔ "کیوں کیا نہیں

427

”صرف اس لیے کہ وہ زہرہ کو پیسے کے ساتھ دیکھ سکے۔ وہ وہیں کو میرے بارے میں بتا دیا کیا اس سے کمال ہے میرا! متفقہ حال میں ہو سکا۔ تمہاری آنکھیں صاف نہ تھیں۔ کچھ لکڑیاں۔ ایک بے مفرد و بے زبان واصل میں اس کا کھل گیا۔ اسے آدمی کا پتا معلوم کیا تھا۔ مجھے اسے اپنے کہہ اس آدمی کو میرے بارے میں اطلاع نہ دے دے۔۔۔ جب تک اس شخص تک نہ پہنچ جائوں، ضروری ہے کہ اس سے میرے اس ارادے کا علم نہ ہو۔“

”وہ کون کون ہے؟“

”خیر جو بلا کھاتا ہے۔“  
 مرید نے پہنچا۔ ”یہ مارتو لیں کہ ایک سرت ہے۔“  
 ”یہاں بیٹوگا۔ اسی لیے اس نے خود کو پیشہ کر لیا ہے۔“  
 اس کے استاد کے دو تین فی اہل دیوں کے جراتوں کے شکا کے  
 سے واقف ہوں۔ انہی میں سے ایک کا لکھن تھا۔“  
 ”خیر جو بلا بہت کر ہے۔“  
 ”اور اسی نے مجھے دہشت گرد بنایا ہے۔“  
 مرید کا سرت کھلا کر نکال دیا، جسے اس کی جھجھ میں نہ آیا  
 ہو کہ عادل کے کھلا کر کیا ہے۔

”میں جیسا سب کچھ کر چکا تھا تو گا کر میرے“ عادل  
 فیلنگ کا۔ ”فیو ماں میرے لئے بھی دھت کر دیا۔ میرے  
 علاوہ کبھی بھی کبھی فیو ماں میرے ساتھ رہا۔ میرے  
 میرے لئے اس وقت میں نے اس کے لئے اس کے لئے  
 کی حاجات مجھے فیو ماں کے لئے لائی تھیں۔ پھر اس کی  
 دان میں میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی دھت کر لی  
 تھی۔ یہ بھی میں نے فیو ماں کے اشارے پر کیا تھا اور یہ خیال  
 مجھے اپنی آقا کا سر پر رکھنا تھا۔ اپنے آپ پر بھائی کو بھی  
 اپنے انھوں سے موت کی خبر دے گا۔“

مریٹھ نے اذکھانے کے بعد دوبارہ کارسہارا لے لیا۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ اس کی انگلیں بے جان ہونے لگی تھیں۔ وہ ایک پتھر سے افسر سی لیکن بہر حال، وہ لڑی محی اور لڑی محی وہ کہ جسے دل کی گہرائیوں سے چاہتی تھی وہ اسے قاتل کے روپ میں دیکھ رہی تھی۔

عادل اس نے ظفریں ملانے لگیں مہلتے ہوئے پورا رہا۔  
اس نے ابتدا سے سب کچھ شروع کر دیا۔ وہ کس طرح دہشت  
گرد بنا اور اس کے عوض اس کی مالی حالت بہتر ہو چکی تھی۔  
اب بظاہر اس کے پاس جتنا تھا، اس سے کئی گنا اس کے غیر ملکی  
اکاؤنٹس میں تھا۔

اپنی آخری دہشت گردی کے بارے میں کہتے ہوئے  
 نے کہا۔ ”مجھے اور میرے ساتھی کو کتاب اور لادوہ پتھروں  
 اور دکان سے لے کر بازار اور کھیتوں تک جو بھی اس  
 دہشت گردی میں استعمال کی جائے وہ اس کے لئے اس  
 کی طرح پروردگار میں اپنی کار میں پہنچا تھا۔ واصل اس دکان کا  
 ٹرک میں اور وہ چھانڈا لڑکا بھی لھو مانا کے گروپ کے گرواد  
 ہیں۔ میرے ساتھی نے میری کار میں بیٹھ کر اپنے پیچھے سے  
 پرچہ چرائی تھا۔ میں نے کتاب کے ساتھ ساتھ ہجر اور  
 پرچہ بھی بیٹھا تھا کہ آتے جاتے ہوئے اس کے آگے اٹھا کر اور بھی  
 نہیں تھیں۔ پھر جب وہ اصل سناٹا قاتلوں دونوں کار سے اتر  
 کر موٹر سائیکل پر بار بار ہونے لگے تھے اس بار پر چار گروہ  
 دہشت گردی کی گئی۔ وہ اپنی ساتھی اور بیٹھیں، الجسور اسٹیڈ اور  
 ایک شخص لڑکے کی طرف ہونٹوں کو دھکی کر ان کے چہرے سے وہاں  
 کا کلیم کو پہنچا دی ہوگی۔ میرا ساتھی موٹر سائیکل پر وہاں  
 سے ہمارا کار میں سے اپنی کار کی سیٹ منہائی۔ اسی وقت  
 وہاں ایک اسٹیکر صاحب کی کار تیزی سے آتی نظر آئی۔ میں  
 ہرادی گروہ کیا کہ تم دونوں اس وقت سائیکل کیے آگے۔  
 میں چال چلی۔ اس کے بعد گروہ دونوں اس وقت سائیکل کے عقب  
 میں ہو۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ میرا وہ ساتھی بچڑا جائے اس  
 لیے میں نے غلط یابی کی۔ میرے ساتھی نے موٹر سائیکل  
 پر سے چاب موڑ لی تھی۔ میں نے تو خیر اسے قانون کی  
 طرف سے چھاپا تھا لیکن وہ اپنی غیر نفاذی کے سبب  
 کی گرفت سے نکل گیا۔“

مادل تھکے ہوئے انعام میں ایک صوفے پر اس  
 طرح بیٹھا جیسے گڑا ہو۔ مرنے پر دستور دیا کہ سہارے  
 غرضی تھی۔  
 ”میرے پاس آؤ مرنے والا“ مادل نے اس کی طرف  
 بچھے ہوئے افسردہ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ ”میرے  
 پاس تھو۔“

مریذا ہوتا ہوتا چلتی ہوئی اس کے پہلو میں آٹھنی۔  
مغموم نظر آ رہی تھی اور فکر مند بھی۔  
"عادل!" وہ ہزرائی ہوئی آواز میں یوں۔ "تم نے  
سب کچھ کرنے سے پہلے کچھ سوچا نہیں؟"

”معاشی نامواریاں بعض انسانوں کے اندر کے  
بیوقوفی جڑوں کو پھینکے کا موقع دیتی تھیں۔... پھر  
انسان کو جو بھی راست نظر آتا ہے، وہ اسی پر چل پڑتا تھا۔ میں  
راہ پر چل پڑا جو مجھے فیضو ماننے دکھاتا تھا لیکن اس میں  
نہ... جو جانتے کہ تاجدار اسطرح ہاتھ میں لینے کے بعد کبھی لیتا

چاہیے کہ اس کا نام بھی کسی گولی پر لکھا جا چکا ہے یا اگر کاغذوں کی گرفت میں آ گیا تو پچاسی... ہاں جاز اسٹے کا نتیجہ اور کچھ نہیں۔“

”یہ نتیجہ۔“ مرید بھرتی ہوئی آواز میں بولی۔

”قدیم پر، باڈل پر اور خود مجھ پر کیا نتیجہ مر حب کرے گا“

جادو نے فطری سائنس لی۔ ”ابھی کہا ہے تا میں نے... پھر کوئی سوچا اس بار سے میں۔“

”تم فتنہ بنا کر ایک بچہ بچھا جاتے ہو اور کیوں؟“

”میں تو بچہ بچھتے ہیں اس بچہ بچھا جاتا ہے لیکن مشکل یہ آجاتی ہے کہ وہ مارکیٹ کے اندر نہ ملے میں رہتا ہے جہاں آج تمہارے محلے نے آپریشن شروع کیا ہے۔“

[illegible]

”میں خود کو نہیں، فیوض کو اپنا ہے باپ اور بھائی کا  
 قاتل سمجھتا ہوں۔“ عادل نے سمجیر لہجے میں کہا۔ ”اے سہیل  
 کرنے کے بعد میں خود کو قاتلوں کے حوالے کر دوں گا۔ میرا  
 مطلب ہے کہ میں نے سزا چاہی ہے۔ اب یہ فیصلہ تمہیں کرنا  
 ہے کہ کیسے اپنی مہلت دوں گی یا مجھے جلد از جلد اپنی سزا خوں کے  
 دھبے پہنچاؤ گی۔“

مرید آبادیہ ہو گئی۔ اس کے ہونٹ لڑنے لگے۔  
 ”مجھے محبت کی ہچک دے دینا مرید“ عادل جذبہ باقی  
 اعجاز میں بولا۔ ”مجھے فینو ماما کو قتل کرنے سے پہلے کہہ کر رہ  
 ہوئے دو۔“

مرید نے سیکھے ہوئے اپنا سر عادل کے کھٹے پر رکھا۔  
 دیا۔ اس کے آنسوؤں کی نمی عادل نے محسوس کی اور بے  
 قراری سے اس کا سر اپنے کھٹے سے اٹھایا اور اس کا چہرہ دیکھنے  
 دونوں ہاتھوں میں لے کر اس کی آنکھوں میں دیکھنے ہوئے  
 بولا۔ ”تم محبت اور فدا کے معنی میں مجھ سے بہتر کونسی عورت تھی؟“

ہو۔ میں اعزاز و دلکشا ہوں کہ تم شہداءِ اذیت میں ہو۔ میں  
 نہیں۔ یہ اذیت نہیں پہنچانا چاہتا مرید! شاید میں نے یہاں  
 آئے سے پہلے ایک بار تم کو بھی سوچا کہ میں اس طرح نہیں  
 اذیت میں شامل ہوں گا۔ دماغ شاید اس قاتل ہی نہیں رہا  
 ہے کہ مجھے قتل کر سکوں۔“

”مجھے قتل تو بھی نہیں ہے کہ تم فقیہ! ماگو کو قتل کرنا  
 جوتے ہو۔ اس کے بجائے تم فقیہ! ماگو کو قتل کرانے میں  
 پھنس کر رہ گئے ہو۔“

”اسے قتل کرنا کیوں؟“ عادل نے پوچھا۔ ”اور“

وہ گواہیاں دینے کے باعث آزاد ہو جائے؟ میں چاہتی  
 ہوں۔ اور میری روح بھی تیرے رہے کہ میں اس انتقام نہیں  
 لے سکا۔ کہ میری یہ بات قلم سے مرید کا بے تحاشہ جانے  
 گئے تھے! میری دعا ہے کہ وہ انتقام سے آزادی حاصل کر  
 سکے گا۔“

مرتبہ چھپ رہی۔ اس کے پاس کوئی جواب ہی نہیں تھا۔ عادل نے جوابات ہی نہیں، اسے روکیا ہی نہیں جاسکتا تھا۔ عادل بھر بولا۔ ”تم میری اس بات کا جواب نہیں دے سکتیں۔ بہر حال، تم مجھے سے ایک وعدہ تو کر سکتی ہو۔ اگر اپنی موت چاہ کر مجھے گرفتار کرانے کا فیصلہ کرو تو مجھے دھوکے سے گرفتار نہ کرانا۔“

”نہیں! ایسی کوئی وعدہ نہیں کر سکتی عادل! مجھے سوچنے کا موقع دو۔“

”تم نے وعدہ بھی سوچ رکھا ہے کہ تم مجھے دھوکے سے گرفتار نہیں کرنا۔“ عادل افسردہ رہی ہے۔

”اچھا!“ مریم نے لڑائی لڑائی میں کہیں دھوکا نہیں دے گی لیکن تو مجھے ابھی سوچنا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ آج رات شاید فیصلہ نہ آ سکے گا۔“

عادل نے لڑائی لڑائی میں کہیں دھوکا نہیں دے گا۔

”جو وہ اب تک اپنے ہاتھوں میں لے رہے تھے۔“

”اب تم آرام کرو۔ امی کے کمرے میں سو جاؤ۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتاؤ۔“

”مجھے صرف تمہارے فیصلے کی ضرورت ہے۔“

”وہ تو شاید کل صبح تک کر سکو۔“ جواب دیتے ہوئے سرینے کی نظر عادل کے بیگ پر پڑی۔ ”اس میں کیا ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”پہلے تو میں نے اپنی سم ہی ایک جگہ پیچک دی تھی لیکن اس کے بعد سواہاں بھی پیچک دیا۔ چانچ نے سواہاں کو لے کر لڑکے کے لہجے میں فریاد کی۔ ایک سواہاں کے پاس سے



”جیسا کہ میری کسی چیز کے استعمال کے لیے اجازت لینے کی بھی ضرورت ہے“ ”میرے لئے خطا کیلئے اذیت دہانی اعذار نہیں“

مگر یہ وہ سامان ہے کہ جاری حق، جب کسی اسے عادل سے یہ نہیں چاہا کہ وہ کیچڑ سے کیا کالہ لہا چاہتا ہے لیکن عادل نے اس سے کہا۔ ”میری خاطر چہرہ منٹ لیت ہو جاؤ تو میرا خیال ہے کوئی حرج نہیں ہوگا اور جانے سے پہلے تم مجھے دیکھ کر بیان چھوڑ کر چلی جانا۔“

”میری میں بھی اپنے ساتھ لے چلو۔“ عادل نے کہا۔ ”میرے مگر کی طرف جاتے ہوئے راستے میں سے کی ایسی سی کا دفتر پڑے گا۔ تم مجھے وہاں اتار دینا۔ پانچ منٹ کے لیے میری قربانی ایک کیچڑ کا کالہ۔“

”کیوں؟“ ”میری ہم وہاں موجودی میں تم یہاں نہیں رہتا چاہتے؟ ای طرح تو میں چہرہ منٹ لیتی جیسی منٹ لیت ہو جاؤں گی۔“ ”میرے لئے مشکل مسکراتے ساتھ تھا۔“

”اس میں غلطی کونسا کہتا۔“

”تجسب کوئی ضروری کام ہے تو جس تہا سے لے اس سے زیادہ وقت بھی نکال سکتی ہوں مگر تجسب کا کام کیا ہے؟ باہر نکلنے کا قصور کیوں مل لیا جاتا ہے؟“

”کام بہت ضروری ہے۔“ ”عادل نے کہا مگر یہ نہیں بتایا کیا کام ہے۔ میرے اسے یہی کہنے اپنے ساتھ لے کر رہا ہوا ہوئی۔ دو کوئی کوئی ایک گھنٹہ دہائی میں کسی سوچ میں غرق تھا۔ ان دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی اور کسی ایسی بات کا ذکر کیا۔

”میں جاؤں منٹ سے زیادہ نہیں لگاؤں گا۔“ عادل نے زبانی سے اترے ہوئے کہا اور تیزی سے تہرے پک کی گئی مٹھنیا چلا گیا۔ وہ ایک ایسا علاقہ تھا جس کی کسی ایسی ہی کے لوگوں کے علاوہ عام راء کیر برائے نام ہی تھے۔ عادل نے گلی میں چلنے پھرنے اپنی جیب سے موٹا کالہ نکالا جس کے پہلے وہ بھی استعمال نہیں کیا تھا۔ موٹا کالہ پر اس نے اپنی کھانسی دیکھ کر دایک کالہ اس سے آواز سننے ہی کی بجائے ہلکا سا کالہ نے اس کا اشتہار نظر انداز کرتے ہوئے پک چھما۔

”آپ اس وقت کہاں ہیں؟“

”ایک کھس کی اگلی تاریخ کے کر عدالت سے دفتر جا رہا ہوں۔“

”گو چاہرہ منٹ اب اپنے دفتر میں ہوں گے۔ یہ بہت اہم تھا اور اس وقت آپ کو عدالت میں کوئی ضرورت نہیں ہے۔“ ”میں دفتر میں رہا اور انتظار کیجئے گا کیچڑ کھار دے گا۔“

”میں گھر آؤں منٹ کے اندر انداز آپ کو ایک کھس کیجوں گا۔ آؤں منٹ کے ہاتھ لے کر ایک کھس کیجے گا۔“

”کوئی بات نہیں۔“ ”دیکھ کی آواز بھرتی ہوئی تھی۔“ ”میں انتظار کروں گا۔“

عادل نے دایک متفق کیا اور وہاں لوٹے ہوئے موٹا کالہ سے سم نکال کر قربانی ایک کیچڑ کا کالہ لہا بی بی تھا۔ عادل نے سم اس میں پیچھ کر دی۔ کچھ دور کے چل کر ایک طرف کھس کیجڑاں ہیں۔ عادل نے موٹا کالہ ہماڑوں میں بھی پیچھ کر دیا۔ وہاں خاصہ تیزی سے چٹا ہوا سڑک پر کھچا اور کسی سے معلوم نہیں تھا۔

میرے نے وہاں پر بھی عادل نے اس کے مہظوم کام کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا۔

عادل کو اپنے گھر پر چھوڑ کر وہ چلی گئی۔ عادل نے فوراً اس کے کمرے سے کارخ آکر اور کیچڑ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے بہت تیزی سے ایک کھس کیجڑاں کا کالہ لہا کر دیا۔ وہ دیکھ کر کھس کرنے کے بعد اٹھ کر منٹ لے گا۔ اس کا خیال تھا کہ دیکھ لے گا۔ کچھ انتظار ضرور کرے گا۔ وہ حاملہ تھی ایسا۔ عادل اپنی کھانسی اپنے کا کھانسی، انا بپا کچھ ہال کے نام کر دیا چاہتا تھا اور اس کے لیے پرانی تاریخ کے اشتہار کیجڑاں کی ضرورت کی جو کھس کے مارکٹ میں کسی جیتے ہیں اور بعض دیکھوں کے پاس بھی ہوتے ہیں۔

عادل کے دو دیکھ تھے۔ ان میں سے ایک صرف فوج داری تھا۔ اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ عادل نے اپنے اس دوسرے دیکھ سے دایک کالہ تھا۔ اس قسم کے دیکھوں سے وہ گھر کو بھی دایک منٹ لے بیٹھیں۔ ایک خطہ میں سے مہارت ہوتی ہے عادل کے کھانسی کھس کیجڑاں میں تھے۔

”دیکھ لے میں پڑنے کے بعد پڑی دیکھ میں اشتہار کیا۔“ ”یہ آپ کیوں کر چاہتے ہیں عادل صاحب؟“ ”کیا واقعی ہے؟“

”دیکھ لو، وہ کچھ کھس کیجڑاں ہیں پڑی تھی۔“

عادل نے جواب دیا۔ ”میں نے دیکھا، کیا نہیں کیا۔ آپ اس بحث میں نہ آجیے۔ میں ایک غیر کھس کیجڑاں میں موٹا کالہ سے دو جا رہا ہوں اس لیے یہ قدم اٹھا رہا ہوں۔ اس لیے میں ہونے سے بہت انتظار کیا کہ آپ بالکل گھر نہ کیجئے گا۔ سارے کام کے بعد تیزی سے کر ڈا۔“ ”پھر کون کر کے

اپنے دفتر آجیجئے گا۔ وہ بہت حیران ہوگا کہ یہ کھس کیجڑاں اس سے آپ صرف اتنا ہی کہنے کا کہ آپ میری مہارت کے مطابق کر رہے ہیں۔ میں بھی سوچنے ہی اسے خون پر کھما دوں گا۔ دایک ایک کھس میں اس کو بھی کر دوں گا۔ اگر اس نے دیکھ لے گا مگر کھس کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ وہ آپ سے دایک کرے گا تو میں کھسوں گا کہ اس نے میری تیل کر دی ہے۔“

”دیکھ لے اس کے بعد بھی چھوٹے موٹے اشتہارات کے لیے اور عادل ان کے جواب دیتا رہا۔ آخر اس نے اپنی بی بی کی پیچڑ سے نکال کر اور کیچڑ پڑ کر دیا۔ اسے اب اسے از کھس کے پاس بھیجا اور بین کے کھس کیجڑاں بھی دے دی۔ اپنا انعام اسے معلوم نہیں تھا۔

”وہ میرے سے کمرے سے نکل کر اس کی والدہ کے کمرے میں چلا گیا۔ اب سوچنے کے لیے اس کے دماغ میں دوسری باتیں تھیں۔ اسے یہ اطمینان حاصل ہو گیا تھا کہ میرے سے دیکھ نہیں دے گی۔ لیکن وہ ہم ضرور جاتا اگر اس کے علم میں یہ بات آجائی کہ میرے سے کوئی دیکھ نہیں پڑے گا اس کے سامنے کسی کوئی کی۔“

”میں نے تم سے کیا تھا کہ ایک ہفتے کی چٹائی کر لو۔“ ”کون نے زبانی سے کہا۔“ ”ابھی تم اپنی چٹائی کھیت پر جاؤ کہ نہیں پاسکو گی۔“

”میں تو ایک دوسری سی بیچائی کھیت میں ہوں میڈم۔“

”کیا ہوا؟ کوئی اور بات؟“

”جی۔“ ”میرے سے کہا۔“ ”مگر عادل نے فون پر مجھ سے دایک کالہ تھا۔“

”کون کی بیٹھائی پر ایک کھس کیجڑاں پڑی۔“

”میں نے دیکھ لے تو اسے وقت سے بات جاری رکھی۔“

”عادل کی بھی طرح فہمو ما تاکہ بیچتا چاہتا ہے جس کے لیے اس نے میری مدد چاہی ہے۔ فہمو ما تاکہ کے بیان کے مطابق لی مارکٹ میں رہتا ہے جہاں وہ بیچنے کا آپ بھاری ہے۔ پچھلے دنوں اس علاقے میں عام لوگوں کا داخلہ بند کر دیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میں کیچڑ پھسوں کہ بارگشت میں ہوں اس لیے کوئی ایسی تدبیر کر سکتی ہوں کہ وہ فہمو ما کھس کیجڑاں کے پاس نہ آئے۔“

”وہ اس تک کیوں بیچتا چاہتا ہے؟“

”اسے لگتا ہے کہ اس کے لیے۔“

”کیوں؟“ ”کون کی بیٹھائی پر کھس کیجڑاں پڑیں۔“

”وہ تو میرے خیال کے مطابق فہمو ما کی ہے کہ وہ اسے آدھی سے خاصہ حقیقت کر دیا ہوگی۔ جب عادل کا کوئی کھس تھا، اسی وقت فہمو ما اس کی قربت بہت بڑھ گئی۔“

”عادل نے مجھے اپنی ساری کہانی سنائی ہے۔“ ”میرے نے وضاحت کرتے ہوئے وہ بپا کچھ ہوا عادل نے اسے بتا تھا۔“

”کون نے نہایت حق سے وہ ساری کہانی سن پھر میرے سے خاصوں ہونے پر پوچھا۔“ ”پھر تم نے اسے کیا جواب دیا؟“

”میں نے سوچا تھا کہ میں اس معاملے میں اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتی لیکن آپ کی رسائی دہائی دیکھ گیا ہے۔ آپ میرے کو کھس ہیں۔ آپ یہی دہائی دہائی کی اور کام میں کر رہی کی۔“

”میں میں اس معاملے میں اس کی مدد کیوں کروں؟ کسی کوئی کرنے کی اجازت تو ان کی کوئی نہیں دے سکتا۔“

”یہ تو ہے لیکن اس کے ذریعے میں فہمو ما تاکہ بیچ سکتے ہیں۔ اب یہ ہماری منصوبہ بندی پر مصر ہوگا کہ عادل فہمو ما کو کھس نہ کر پائے اور ہم ان دونوں کی گرفتاری کر لیں۔“

”ہوں۔“ ”کون کے چہرے سے سوچ بپا کچھ اٹھارہ ہونے لگا۔“

”میرے کچھ دہائی اس کی طرف دیکھتی رہی پھر پوئی۔“

”مجھے حیرت ہو رہی ہے میڈم! آپ نے مجھے اب تک نہیں ٹوکا کہ میں یہ بات نہیں کہتی ہے کہ عادل نے مجھ سے دایک کالہ تھا۔“

”کون نے فورے اس کی طرف دیکھا اور پھر ٹریف سارنگاری۔“ ”میں کیسے کھس کیجڑاں کھیت ہو رہا ہے۔“

”میڈم۔“ ”میرے لئے تنبیہ کی ہے کہ۔“ ”بہت طریقے سے فہمو ما کھس کیجڑاں کے عرصے کو نہیں سبب میں اسے کام کیا ہے میں نے آپ کے ساتھ۔ اس کی تیزی سے سوچتی ہیں اور بہت جلد سوچتی ہیں اس میں واقف ہوں۔ آپ جلد عادل کے گھر پر چھوڑے گی میں بھی آپ کو کھس ہوگا کہ عادل مجھ سے دایک کر سکتا ہے اور میں فرس کی ان دیکھ میں گزور پڑ سکتی ہوں اس لیے آپ نے میری گھبراہٹ ضرور کر دیا ہو گی۔ طریقے کی ایسا اشتہار کیا ہوگا کہ مجھے گھبراہٹ کر دیا ہوگی۔“

”شیرہ ہو گیا۔ اس معاملے میں مجھ پر ہر سارنگاری کر







میں کچھ کہا۔ سادہ لباس والے نے ڈرائیو کرنے والے کو گاڑی روکنے کی ہدایت کی۔ ڈرائیو نے گاڑی روک کر ہونے والی ٹھیس پر آگے جانے والی سوجاں سے بھی روکنے کے لیے کہا۔ وہ آگے لپکی چلی جاتی۔

گازیاں رک سمیٹیں۔ وزیر داخلہ کے گارڈز و دیگر  
 پولیس سے سب کچھ منٹے اور دیکھتے رہے تھے۔ انہیں یقیناً  
 غلطی نہیں ہوگا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔  
 عادل کا رہنے والا ترکر تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا  
 گیا۔ گازیوں کا قاتل آگے کے دوستانہ ہو گیا۔

اگرچہ آپ یقین اس علاقے سے آئے ہیں مگر ہمارا  
 یکن سرائیکی وہاں بھی دیکھی جاسکتی تھی۔ صرف وہ لوگ اپنے  
 گھروں سے نکل رہے تھے جنہیں ضرورت پات کہ کوئی چیز یا  
 چیز خریدنا ہوں گی۔ وہاں بھی حال ملے ہوئی تھی مگر ان  
 لوگوں کا کھانا کھارے تھے۔

مستحق سپاہیوں کا محنت بھی جاری تھا کیونکہ وہ کسی قانون کے ہوں گے اس لیے ضروری نہیں تھا کہ سب ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔ یہی صورت حال عادل کے حق میں تھی۔

طرف بہ بڑھتا رہا۔ دو درکارے جہاں اترا، وہاں سے اپنی منزل تک پہنچنے میں آدھ گھنٹے سے زائد گواہ کیا۔ اس دوران میں اس نے ہمیں یہاں حاصل کیا تھا کہ اس کے کھانگ میں کوئی جنس سے اور اٹھنا میں پہلی کو پڑ بھی موجود نہیں تھے۔ یہ کہیں کوئی موجودگی اس نے خود ہی مسترد کر دی تھی۔ اس کے باوجود وہ عیش سے دوچار رہا۔ اسے بالکل یقین تھا کہ اسے یہاں پہنچانے کے واسطے اس کی نقل و حرکت سے غور سے اس کو پہلی بخود ہی سمجھ کر دیا گیا۔

مگر کیا؟ .... یہ سوال اس کے دماغ میں مسلسل گونج رہا تھا۔

وہ کن انھوں نے فیضو ماما کے گھر پر نظر ہوا وہاں چلے  
 آدم آگے بڑھ کر پان کی دکان پر رک گیا جو ماما کے کونے  
 پر رکھی گئی تھی۔ یہ عادل نے دور سے ہی دیکھ لیا تھا کہ دکان پر  
 فیضو ماما خریدا ہو چکا تھا۔ کلا کاٹھیل کے عادل کو یہ بات پہلے  
 ہی معلوم ہو گئی تھی کہ دکان کے لیے فیضو ماما نے ایک ملازم رکھ  
 لیا ہے۔

ایک ایک غریب اور بولا۔ "آج ماما نہیں ہے؟ گھر پر بھی نالا  
نہیں ہے۔"

ایک اور صورت یہ ممکن تھی کہ دو تین بیلی کو پٹر فاشیں  
راتے راتے اور بیلی کو پٹر میں پھنسنے والے لوگ دور میں  
اس کی طرف اشارہ کرتے رہتے لیکن اس صورت میں بھی  
دل چکا ہوا جاتا۔ وہ کوئی شخص تھا کہ ان بیلی کو پٹرول کو  
کمران کا مقصد نہ سمجھتا۔

اس کا عادل کو یقین تھا کہ اس کے لیے یہ سارا  
دوبست کرنے والے اس کے ہاتھوں سے فیض ملے گا  
اس کے بجائے اسے گرفتار کرنا چاہتے تھے لیکن یہ عادل  
کے ہاتھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کی عمرانی کے لیے ان لوگوں  
کی کیا کیا ہوگا؟

تین گاؤں کا یہ قلعہ اس مقام سے کراڑا جہاں  
میں کی اچھی خاصی سوچ و خیال کو بھی ملتا  
نہیں داخل نہیں ہونے دے رہی تھی۔ انہیں اس علاقے  
سویا کی وزیر داخلہ کے دورے کی اطلاع دینا دے  
دینی ہوگی۔

گناہیاں اس جگہ سے آگے نہیں تو جگہ جگہ مسلح پولیس  
انٹریل موجود تھیں۔ بعض ادھر سے ادھر آجائیے رہے تھے  
اس لیے اس علاقے میں عادی کی نقل و حرکت کسی کے لیے بھی  
مشکوک نہ ہوتی۔

عادل کو ایک عیال بھی آیا کہ وہ دریا طالع کے  
روے کے تمام راستے طے شدہ ہوں گے۔ قطعاً ضروری  
تھا کہ گزراں یا فلوڈ مار کے کرپ سے گزر رہیں۔  
جہاں آبپاشی ہو رہا تھا، ادھر سے گلوں بیلے کی  
وازیں کھینچ آ رہی تھیں۔ کبھی بڑے دھماکے کی آواز  
بھی سنائی دے جاتی تھی۔ ایئر کرپ بیلنے کی آوازیں کی دوپک  
گزراں اور سائرسز بھائی بھولی اکبر شمس کی جی جاتی تھیں۔  
نہری

ایک جگہ گاڑیوں کا قافلہ رکا۔ وہاں علاقے کا ڈی  
پیس بی موجود تھا۔ وزیر داخلے نے کار کی ٹکڑی سے بی بی  
پیس بی سے آپریشن کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔  
پچھلے صبح بعد قافلہ پھر آگے بڑھنے لگا۔

عادل کا یہ خیال درست ثابت ہوا کہ گاڑیاں نہیں مل سکیں۔  
عادل نے مزید سے کچھ کہنا چاہا تھا کہ خود دی سرسبز کر اس  
کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "تمہیں کس جگہ اتارنا چاہیے؟"

مریثہ نے وزیر داخلہ کی طرف دیکھا۔ وزیر داخلہ نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے سادہ لباس والے سے یہی آواز

عادل چغتیا نے کہہ سکتا تھا کہ وہ کارڈ بٹ رول ہوگی۔  
جب وہ کارڈ وہاں سے روانہ ہوئی تو اس میں سات  
انفراد تھے۔ خفر کے ساتھ مرتے بھی تھے۔ اس کے پیچھے  
فٹنوں کی دوڑ تھیں۔ سب سے پہلی روش وزیر داخلہ  
تھے جن کے گاؤز کے ساتھ کارڈ بھی چلتا تھا۔ اس  
آگے کی روش میں وزیر داخلہ ان کا ایک گاؤز اور سادہ لباس  
میں ایک کھس چلتا تھا۔ عادل کے خیال کے مطابق سب بڑی  
چاب کی کوئی چیز ہو سکتا تھا۔

موساؑ کی آکر کار کے آگے دوڑ گئی۔ جو موساؑ کی پہلے سے موجود تھی، وہ پیچھے رہی۔ جو موساؑ کی آگے آئی تھی، اس نے سائن بھی بھاننا شروع کر دیا۔

اور آتی ہے جہ عاقل کے دماغ کی کارکردگی بھی اسی۔ اسے  
تفہیم نہیں آتا تھا کہ یہ سارا دوست مرہٹے کی کیا ہوگا۔ اس  
کے خیال کے سطح پر یہ سب کچھ اور بھی بڑی سی فضاوار  
سمجھ کے ہوگا۔ اس کے سامنے کھڑی اور صرف انگریز کی  
نہایت باسوخی تھی۔ اس کو یہ امکان نظر آئے گا کہ  
مرہٹے نے تول کو کھاتہ پیش کیا اور اب مضبوط ہندی ہے جو کہ  
عادل کے ذریعہ بیوقوفانہ کام چلایا جائے۔

اسی صورت میں بھی عادل نے بیس سوچ سکا تھا کہ مریت نے اسے دھوکا دیا۔ مریت نے صرف اتنا ہی وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے فیڈو مانا تک پہنچا دیگی۔ یہ اس نے بڑے گھٹیا کہا تھا کہ وہ اسے فیڈو مانا کو قتل کرنے دیگی۔ پولیس کا فرض یہی تھا کہ وہ فیڈو مانا کو قتل نہ ہوئے۔

اب عادل کو بہت کم وقت میں سوچ لینا تھا کہ اسے کون کرنا چاہیے۔ اس کی زندگی اب اپنے انجام کی طرف رواں دواں تھی اور اس کی آخری خواہش یہ تھی کہ اپنے ہاتھوں سے فیصلہ مانا کوئلہ کرے۔

پولیس اپنے منصوبے پر ہی صورت میں مل کر رہی تھی اس کی نگرانی کی جانی اور گھرانی بھی اس طرح کی کہ وہ گھر والوں سے باخبر نہ ہو سکے۔ اس کا ایک طریقہ تو یہ ہو سکتا تھا کہ وہ چاکر جگہ دفتر کمرے کے گارڈ باؤنڈ کرتے رہتے لیکن لی مارکیٹ علاقہ قاتل چھوڑ نہیں تھا کہ ہر جگہ کمرے لگے جاسکتے اور صرف ایک دن میں۔ اور اگر کسی کو اس کے پیچھے لگا۔ رکھا تو گھر کی طرف غصہ نہیں رہتی۔ جلدی بھی تھا لہذا اس امکان نہیں تھا۔

کیا آپ  
لبوب مقوی اعصاب  
کے فوائد سے واقف ہیں؟

کھوئی ہوئی توانائی بحال کرنے۔ اعصابی کمزوری دور کرنے۔ عداوت سے نجات، مردانہ طاقت حاصل کرنے کیلئے۔ کستوری، عنبر، زعفران جیسے قیمتی اجزاء سے تیار ہونے والی بے پناہ اعصابی قوت دینے والی لبوب مقوی اعصاب۔ یعنی ایک انتہائی خاص مرکب خدا را۔۔ ایک بار آزما کر تو یقین کریں۔ اگر آپ کی ابھی شادی نہیں ہوئی تو فوری طور پر لبوب مقوی اعصاب استعمال کریں۔ اور اگر آپ شادی شدہ ہیں تو اپنی زندگی کا لطف دوبالا کرنے یعنی ازدواجی تعلقات میں کامیابی حاصل کرنے اور خاص لمحات کو خوشگوار بنانے کیلئے۔ اعصابی قوت دینے والی لبوب مقوی اعصاب۔ آج ہی صرف ٹیلیفون کر کے مزید وضاحت VP وی پی منگوالیں۔

المسلم دار الحکمت (جسٹریڈ)

(دعوتِ مصلحتی یونانی دواخانہ)

**0300-6526061**  
**0301-6690383**

فون صبح 10 بجے سے رات 8 بجے تک کریں



نے سوچا کہ اب چار فیصدیہ ماما کے گھر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔  
 "ابھی آتا ہوں، ایک منٹ میں۔" عادل نے  
 لڑکے اور اس کے باپ کو گھر سے دور کیا۔ "کمرے کا  
 دروازہ کھلا دے گا۔ بند نہ کرنا۔"  
 حالانکہ عادل کو یہ خوف تھا کہ اگر والدہ کا دروازہ بند کر لیتا  
 اور اپنے باپ کے ساتھ شہر چلا جاتا۔ اس قسم کی صورت  
 حال چرہ زور ڈاکو کے معاملے میں بنتی ہے۔ وہ لوگ ایک پشیم  
 کاٹھن کو بکرا ڈاکو کے لیے خوشنما بنا سکتے تھے۔  
 عادل نے دروازہ کھول دیا۔ اس طرف جھن جھن  
 جہاں عمل تیار ہی نہیں لیکن دروازہ پھوٹ چلا جانے کے  
 باعث کمرے کی روشنی کا روشن ہر جگہ پڑا تھا۔  
 اس نے لٹکا دیے تھا کہ کچھ سے اس کے  
 اوپر کچھ گھبراہٹ ہو تو اس کی جھجک نہیں تھی اس کا کمرہ  
 ہوا۔ وہ دھواں باندھ گیا تھا لیکن جب دوسرے ہی لے  
 اس کے ہاتھ سے داخل نکل گیا تو اسے معلوم ہوا کہ کچھ سے  
 اس کے اوپر بھونکے والے لڑکے آئے تھے۔  
 "اب تم اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاؤ اور کمرے میں  
 چلو۔" وہ لڑکا فیصدیہ ماما کی "اپنے ہاتھوں کو ملے کوئی اور  
 چیزیں تو میں تمہارے اس ہتھیار کو بھڑکاؤں گا۔"  
 عادل کے پاس وہ اور تھا لیکن نکالنے کے لیے اسے  
 قدرے سہل دیا۔ اس کے پاس ایک تیز دوہارہا ہاتھ  
 بھی چڑی تھے جسے تھا لیکن یہ دونوں ہی ہتھیار اس نے اپنی  
 پنڈلیوں پر باندھ رکھے تھے۔  
 جسے بھی اچھا تھا فیصدیہ ماما کے پاس اس کا اپنا کوئی  
 ہتھیار بھی لازمی ہو گا۔ عادل دونوں ہاتھ اوپر کیے ہوئے  
 زمین سے اٹھا۔  
 "کمرے میں چلو۔" فیصدیہ ماما نے اپنی ہاتھ دہرائی۔  
 عادل کمرے کی طرف بڑھا۔ باقی لڑکا دروازے  
 میں کھڑا جرت سے یہ بگڑ بگڑا تھا۔  
 "میں تم سے کچھ بات کرنے کے لیے آیا تھا فیصدیہ  
 ماما۔" عادل نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔  
 لڑکا دروازے سے ہٹ گیا تھا لیکن کمرے ہی  
 میں تھا۔  
 عادل کے پیچھے فیصدیہ ماما داخل ہوا تھا جس میں سنبھالے  
 اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر دونوں میاں میں بھی ہنس پڑے۔  
 "ماما، فیصدیہ ماما کے لیے یہ ہے، اسے اختیار کرو۔"  
 فیصدیہ ماما تو جب عادل پر دہری۔ "بات کرنے آئے تھے مجھ  
 سے" وہ دھڑکنے لگے۔ "اور فیصدیہ ماما کی کیا؟"

"وہ اس کی بغیر میں اس علاقے میں داخل نہیں  
 ہو سکتا تھا۔"  
 "یہ راکھ، یہ دروہی، تم اپنے طور پر نہیں کر سکتے  
 تھے۔" فیصدیہ ماما نے سخت لہجے میں کہا ہیرا ہیرا۔ "جب تم نے  
 دکان پر میرے ملازم سے میرے بارے میں پوچھا تھا اس  
 میں وہاں پر مجھے اطلاع دی گئی۔ حقیقتاً میں نہیں کیا ہوا لیکن  
 قمار گھر میں تھا۔ اسی لیے مجھے یہ آسانی ہوئی کہ میں اپنے  
 گھر کی کچھ سے اس مکان کی کچھ سے آ گیا۔ ہیرا ہیرا  
 نے اسے لگا دیا تھا کہ موجودہ حالات میں یہ نہیں کرے گی  
 ابھی سے سامنا میں ہو سکے لیکن یہ میرے سامنا میں اس کی  
 جی تو تھا کہ تم اس طرح جھجک پھوٹو گے۔ میں میرا پتا کا کا  
 ٹھیلے سے اپنا ہتھیار گم سے اسے خرچ کر اس لیے کیا کہ وہ  
 مجھے اطلاع دے سکے۔ تمہاری اس حرکت کی وجہ سے میں  
 کچھ کیا کہ تمہارے دل میں میرے خلاف غماز پیدا کیا ہے۔"  
 فیصدیہ ماما کی یہ ساری باتیں سنتے ہوئے جس عادل کا  
 دماغ مسلسل کام کر رہا تھا۔ اسے اپنے عیاں کی کوئی تیز  
 سوچ تھی۔ اور کچھ وہ اپنے لیے کوئی نیا ہتھیار بھی نہ  
 تھا۔ وہ ایک دست میں فیصدیہ ماما کے قریب ہتھیار بھی نہ  
 اس کے بعد؟  
 فیصدیہ ماما میں اس سے خاصا بڑا ہونے کے باوجود  
 جیسا ہی طور پر اس سے زیادہ طاقتور تھا۔ اس کو اپنے ہاتھ  
 کر لیتا تھا کہ اسے نہیں ہوتا۔ ہاتھ اور ہاتھوں کے لیے  
 اسے اسے کچھ کچھ دھڑکی لیکن فیصدیہ ماما اس ہاتھ سے  
 جانے کے بعد اپنی جیب سے چمک بھینکے میں دیا اور ٹال  
 لیتا۔ فی، فی، فی اور دھڑکنے میں داخل سنبھالے ہوئے تھا اور اس کے  
 ساتھ ہی ایک ہاتھ بھی۔  
 "ہیرا ہیرا کے کمرے میں گھر کے اندر اس نے قتل کرنے  
 آئے ہو۔" فیصدیہ ماما نے ہیرا ہیرا۔ "زیادہ افسوس اس کے لیے کہ  
 مجھے قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے۔ اگر یہ نہیں کر  
 تھا تو اسے دے دیتے تھے کہ لڑکا کرنا وہ تو نہیں تھا۔  
 کچھ یہاں آتی ہوئی۔"  
 عادل کو خیال آیا کہ یہ نہیں تو کوڑے سے اس کی  
 سے اس کی پاس چار دیوے کی جہاں اس نے وہ دھواں ہی  
 پیچک دی گئی جس میں مقام کی لٹکا دی گئی جہاں وہ آکر  
 وقت تھا۔  
 "عادل! ا! فیصدیہ ماما پھر ہیرا۔" اگرچہ جس میں  
 فوراً ہی غصہ برپا ہو گیا لیکن تم سے میرے ہتھیار بہت زیادہ ہے۔  
 میں جاؤں گا کہ یہ معاملہ ختم ہو سکے۔ مجھے یہ یاد ہے کہ

اس ارادے سے آئے تھے تم کہ مجھے قتل کرو۔"  
 "ہیرا ہیرا... میرا بھائی کی میری گولیوں کا نشانہ  
 بن گئے۔" عادل کی آواز کانپ رہی۔  
 "ایک اتفاق تھا کہ وہ اس وقت اصرار سے کر رہے  
 تھے۔ اس میں نہ تھا کہ کوئی قصور ہے نہ میرا۔"  
 "مجھے دیشٹ کا ہونا ہے تو میری ہی ہو۔" عادل  
 نے جذباتی انداز میں کہا۔ "وہ دارم کو میرے باپ اور  
 بھائی کی موت کے۔"  
 "تم جھجک کر رہے ہو جس میں اس رادہ پر میں ہی لایا  
 لیکن تم نے تو نہیں ہو کر۔"  
 "ابھی وقت ہی تھا۔" عادل نے اس کی بات  
 کاٹی۔ "اس وقت جی ہی تھا جب تم میرے ہاتھ پتہ ذہن  
 کو بکھڑا کیا۔"  
 یہ باتیں عادل صرف اس لیے کر رہا تھا کہ اسے کچھ  
 گزرے گا اور اس موقع پر اسے فیصدیہ ماما سے کچھ  
 ہارنے پر اسے اختلاف کرنے سے فیصلہ کرنا شروع کیا تھا  
 تھا۔ اسے فیصلہ کرنا پڑا کہ جو ہو سو ہو، اس کو اپنے فیصدیہ  
 ٹوٹ پڑتا ہے۔ وہ راکھ اس کے لیے بالکل اہم نہیں تھی  
 جو فیصدیہ ماما کے ہاتھ میں تھی۔  
 ایک لائن چلی لیکن اصرار شاید میرے  
 لیے بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ فیصدیہ ماما نے کچھ فوراً بڑا دیا تھا۔  
 اس کی روشنی میں کمرے کی ہر چیز نظر آتی تھی۔  
 "مارچ میں اسی لیے لایا تھا۔" فیصدیہ ماما ہیرا۔ "خیر  
 پھوڑو۔ میں جانتا ہوں عادل کہ تم میرے ساتھ چلو۔ تم  
 ہڈیاں ہو گئے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کی کوشش کروں گا۔"  
 عادل نے ہیرا ہیرا اور ہیرا ہیرا کے ہاتھ سے۔  
 "میں عادل! فیصدیہ ماما ہیرا۔" ابھی تم جذباتی  
 ہو رہے ہو، اس لیے میں نہیں اپنے قریب آئے کی اجازت  
 نہیں دوں گا۔ زراہی آگے نہ بڑھو۔ اس راکھ کی گولیاں  
 تمہارا جسم چھل کر دیں گی۔"  
 عادل نے ایک لمبی بھی خانہ کے باغ میں سو ہاتھ اور  
 تھوڑی سی فیصدیہ ماما پھر فیصدیہ ماما نے ہیرا راکھ کا ٹھیک  
 لڑا۔ لیکن آواز صرف حرکت کا تھی۔ اس میں  
 گولیاں نہیں تھیں جس پر فیصدیہ ماما کو یقین تھا کہ کیا  
 اس عادل نے ایک لمبی بھی خانہ کے باغ میں سو ہاتھ اور  
 تھوڑی سی فیصدیہ ماما پھر فیصدیہ ماما نے ہیرا راکھ کا ٹھیک  
 لڑا۔ لیکن آواز صرف حرکت کا تھی۔ اس میں  
 گولیاں نہیں تھیں جس پر فیصدیہ ماما کو یقین تھا کہ کیا

دیکھیں عادل کو اس پر زور دیا جسے جرت نہیں ہوئی۔ میرے نے  
 اسے بتا دیا تھا کہ وہ راکھ راکھ راکھ کی "راکھ کی ڈی" سے وہ  
 اپنے ہاتھوں سے عادل کو اپنا کیا تھا جسے اس نے نہیں سہی  
 جس سے فیصدیہ ماما کو لگتا کہ۔  
 عادل جھجکا ہوا کوئی پنڈلی سے بندھا ہوا ہیرا اور  
 نکالنا جانتا تھا لیکن فیصدیہ ماما اس قسم کی صورت حال سے نمٹنا  
 جانتا تھا۔ اس نے عادل کی زور پر آئے بغیر اسے ٹانگ  
 مار کر آواز خود بڑی سرعت سے بگڑا رہا تھا۔  
 "اب میں تجھے ذبح کروں گا۔ عادل۔" فیصدیہ ماما نے  
 دانت چیر کر کہا۔  
 "ہیرا ہیرا! میری آواز کر کے میں کوئی۔"  
 وہ ہیرا ہیرا لیے دروازے میں کھڑی تھی۔ اس کے  
 پیچھے جس کا ٹھیلے میں جس سے وہ کے ہاتھوں میں تھو  
 روٹی کی ہاتھ تھیں۔  
 "چلو چھٹک دو فیصدیہ ماما! میرے نے تیرے لیے جس میں  
 کہا۔" تم جیت رہے ہو۔ مجھے تو نہیں دیکھنا چاہی تھا۔  
 پھر اس نے سپاہیوں سے کہا۔ "گزار کر لو اسے۔"  
 میرے اور اس کے ساتھ نظر آنے والے سپاہی بڑی  
 احتیاط کے ساتھ کچھ سے اترے لیکن اب "خیر دھرم"  
 کی آواز آ رہی تھی۔ یہ سپاہی فورس کے دوسرے لوگ کو  
 گورکھ سے پہنچے آ رہے تھے۔  
 ایک دھواں ڈی راکھ میں بھی جی جی سنکر کے  
 ساتھ وہاں ہوتے تو اب بھی میں ٹرسٹ کر رہی تھی۔ ٹول  
 نے وہ آواز کی کہ نکال کر لو کہ میرے سے موت۔ حال  
 پر قابو پا لیا ہے اس لیے اس نے سپاہیوں سے کہہ دیا ہوگا  
 کہ اب اتنی کچھ سے پہنچے جانے کے لیے احتیاطی  
 ضرورت نہیں۔  
 دو کانٹیل اب فیصدیہ ماما کے دونوں بازوؤں کو بکڑے  
 ہوئے تھے۔ اس وقت تک عادل نے فرش سے اٹھنے اٹھتے  
 اپنی پنڈلی سے بندھا ہوا ہیرا نکال لیا تھا۔  
 "میں عادل! میرے اس کا رادہ اٹھتے ہی جیتی۔  
 اس نے یہ کوشش کی تھی کہ فیصدیہ ماما اور عادل کے  
 بیچ میں آ جائے لیکن رادہ سے نکلنے والی گولی میرے کو اپنی  
 سہل تھی اس کے سہل تھی۔ گولی فیصدیہ ماما کے پیٹے میں اتر گئی  
 اور اس کے پیٹے سے چھٹکا گیا تھا۔  
 اس کمرہ میں رہنے والے میاں ہی کی دم خود تھے  
 لیکن لڑکے اور لڑکی نے چپقلے کے سے انداز میں وہ شروع  
 کر دیا تھا۔



## سزا

بارخصیم

ہر شخص چاہے جان کی خواہش رکھتا ہے... لیکن کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ ہر طرف... ہر جگہ اور ہر شخص صرف اور صرف انہی کی پوسٹل کیے... ایک ایسے ہی خود پرست کا فسانہ... ہر چاہت پست پیسڈی... اس کی فطرت کا حصہ تھی...

**حق... حسدا اور انصاف کی تحوان کے گرد گھومتی ایک دل پیچک کہانی**

مس این مجھے اسے سائل ہوں دیکھ کر حیران رہ گئی۔ وہ اس وقت غلام ہاؤس کے باہر کاٹھن پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ کا لٹان اٹھ رہا تھا اور ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ وہ خاموشی کی تصویر بنی بیٹھی تھی جبکہ نیچے اچھی طرح یاد ہے کہ بڑی زانے میں اسی سے میرا عشق پل رہا تھا تو اسی کی زان میں اسی کی طرح چلتی تھی۔ لیکن تھا کہ وقت کے اسے بہت بدل دیا ہے۔ وہ دیکھ کر ششدر رہی اور اس کی نگاہیں گھبراہٹ سے میرے من میں کوئی جوت ہوں۔

اب کوہر اس مکان میں آنے والے سپاہی بھی کمرے میں آئے تھے۔  
”یہ تم سے کیا کر دیا عادل!“ سر پتھری سے اس کے قریب گئی۔  
”عادل نے راج اور ایک طرف چھپ کر دیا اور سکر کر بولا۔ ”اب تم چاہتا فرض ادا کر سکتی ہو میرا۔“  
”وہ کوئی ہی نہیں ہے گا۔“ سر پتھری کی آواز کانپ گئی۔  
”میڈم مجھے یہ آپریشن سونپا ہی اس لیے ہے کہ میرا احسان ہے۔“ اس نے ہتھوڑی سنبھالی جس کی پلٹ سے لگی ہوئی تھی۔  
اس وقت لیدی ایگنٹر کنول بھی دروازے میں نظر آئی۔ اسی وقت لائٹ بھی آئی۔ کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی اور اسی وقت انکی آواز بھی ہوئی جیسے وہ کچھ مشتعل ہو رہی ہو۔  
مرے مرے بھی فیوہا مانے اپنا رہ اور کال کیا تھا کیونکہ اسے کوئی کار کرتے دیکھ کر سپاہیوں نے اسے چھوڑ دیا تھا قہقہے سے رہا اور کھانے دیکھ کر انہوں نے اسے پھر گرفت میں لے لیں کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ کوششیں اس لیے کر رہے تھے کہ کوئی کھانے والا فیوہا مانا شدت سے غصہ ناک ہو گیا تھا۔  
عادل کو ہتھوڑی لگاتے لگتے مرید نے پلٹ کر اس طرف دیکھا۔ سپاہی فیوہا مانے کا ہنر روز سے تھے لیکن اس نے کسی نہ کسی طرح اسے راج اور کار عادل کی طرف کر دی دیا تھا۔ جب اس نے فریڈر دیا تو مرید عادل کو اپنی آؤ میں لے گئی۔ فیوہا مانے کے رہا اور سے لگے والی کوئی اس کے پیٹے میں گئی اور وہ چھپا کر گئے تھے۔  
”مرید!“ عادل چلا پڑا اور اس نے گرتی ہوئی مرید کو اپنے پاؤں میں سنبھال لیا۔  
کنول تیزی سے ان دونوں کے قریب پہنچا۔  
فیوہا مانا کوئی چلانے کے بعد اب پس منظر حرکت ہو چکا تھا لیکن بھولتا ہے وہ سپاہی اس کی لاش کو بچکڑے ہوئے تھے۔  
”جس میں میرا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی عادل۔“ مرید نے لکت آؤ لکھ لکھ کر کہا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔  
کنول اس وقت ہوا میں فون پر کسی سے ایڈریس کے لیے کہہ رہی تھی۔  
”بہت... بہت شہید... تلف ہیں ہوں میڈم! شہاب... اب...“ وہ ہتھوڑی پٹی۔ ”اب میں کیا سکون

اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پا دیا۔  
 پوئی۔ "میں تمہارے آنے کی خبر کو سن کر کئی عین کی طرح نہیں  
 تھی کہ میرے یہاں ملاقات ہوگی۔۔۔"  
 میں نے بھی اس کی منہ زار انداز میں جواب دیا۔  
 "میری یہاں آؤ۔ ہرچیز کے لیے، میں تمہارے لیے ہوں۔  
 ایک کھانا بھی جہاز پر سوار نہیں ہو سکتے ہیں۔  
 اس نے اپنی خوب صورت پائیں اوپر اٹھا لی اور  
 پوئی۔ "اس جہاز کے سامان کی فہرست مل گئی ہے۔ اس میں  
 مسافروں کے نام بھی درج ہیں۔ تم پتا کرو اور دیکھ سکتے  
 ہو۔"

"صرف سامان کی فہرست ہی نہیں بلکہ وہ برائی  
 میوزک بھی کی ٹھیک طور پر جو میں نے تمہاری کیسیوں میں سنا  
 پر فتنے میں ہی تھی۔" میرا اچھا لگا ہوا کیا بات جاری رکھتے  
 ہوئے بولا۔ "کچھ بھی دیکھ کر لگا رہا تھا جو میں نے پہل  
 سے اس کتاب کے سرورق پر پڑا تھا۔ یہ سننے میں بھی کتنا ہے  
 وقف تھا کہ موت جیسی حالت کہ جیسا کہ تم آتی  
 غیر مشکل حواض بہت ہوئی۔۔۔"

اس نے میرے الزام پر کوئی توجہ نہ دی اور دور  
 غلاؤں میں دیکھنے کی جیسے اس کی توجہ میری طرف اہم پر مرکوز  
 ہو۔ وہ آہستہ سے۔ "میں وہ بہت اچھی لگتی ہوں۔  
 مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں کھانوں ساتھ بیٹھے اس اہم کو  
 کرتے تھے۔ مجھے حیرت ہے کہ سمندر کے پانی میں بیگم  
 جانے کے باوجود وہ خراب نہیں ہوئی۔  
 یہ کہ وہ کدو بھر کے لیے دیکھ کر کہنے لگی۔ "میرا خیال  
 ہے کہ گورنر نے تمہیں جہاز کے جانے کی حقیقت کے لیے  
 بھیجا ہے؟"

"ہاں، ایسا لگا بھلا۔"  
 اس نے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور  
 پوئی۔ "میں میرے شوہر کے بارے میں کچھ پتا چاہتا ہوں؟  
 اس کے لیے بہت سبب ہیں۔"  
 میں نے سرکاری لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے  
 انہوں نے کہ میرے پاس اس بارے میں کوئی اچھی خبر نہیں  
 ہے۔ میں بہت انہوں کے ساتھ یہ اطلاع دے، ہاں کہ  
 تمہارا شوہر اس حادثے میں نہیں گیا۔" میں اس سے  
 اس کی لاش ملی ہے۔ میری دھڑکنے والی آنکھوں کے ساتھ میں  
 دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کی لاش دریافت کی ہے۔  
 اس نے پانی پانی آنکھوں سے مجھے دیکھا اور دونوں  
 ہاتھوں سے چہرہ چھپایا۔ میں نے اسے ڈسٹرکٹ مناسب

دیکھا۔ شوہر کی موت کا سن کر اس کا کچھ دھڑکن ہوا تھا  
 تھا۔ جب اس کی حالت تھوڑی سی بہتر ہوئی تو میں نے اس  
 بارے میں اسے اپنے شوہر اور تعلقات بتانا شروع کر دیں۔  
 "نام اس کے شوہر کی موت دوسرے دن اس کے مسافر  
 خیال میں تھا کہ شوہر کی موت دوسرے دن اس کے مسافر  
 کے مقابلے میں مختلف اعزاز سے واضح ہو گئی ہے۔ لہذا کوئی  
 نے مجھے یہ ذمہ داری بھی سونپی ہے کہ میں جانے کی  
 تحقیقات کے ساتھ ساتھ تمہارے شوہر کی موت کا۔ اصل  
 سبب معلوم کروں۔"

اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ  
 چھوٹی دانی اس سے ہونے لگی ہے۔ اور اس کی نئی  
 آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ قحط اعزاز میں بولی۔  
 "میں یہ سمجھنے سے محروم ہوں کہ میرے شوہر کے ساتھ کون سا  
 لوگ تھا وہ قحط آیا آیا کہ وہ دوسرے مسافروں کی طرح  
 سمندر میں ڈوبا تھا اور سمندر کی موجوں نے اس کی لاش  
 ساحل پر پیچیدگی دی؟"

"نام اس کے چہرے کے اس کی لاش ساحل پر لی گئی  
 پولس اور ڈاکٹر دونوں ہی اس سے پہلے پتہ چلے گئے کہ اس کی  
 موت سمندر میں ڈوبنے سے واضح نہیں ہو سکتی بلکہ وہ جہاز پر  
 سڑے دوران میں ہی مر چکا تھا۔ پوسٹ مارٹم کے دوران  
 اس کے کچھ چیزوں میں سمندر کے پانی کی موجودگی نہیں پائی  
 تھی جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ دوسرے مسافروں کی  
 طرح سمندر میں نہیں ڈوبا۔ اس اعزاز میں اس کی لاش  
 قحط پر ملے ساحل پر پڑی ہوئی تھی۔ اسے دیکھتے  
 ہوئے کوئی کچھ نہیں ہو سکتا کہ اس کی موت پانی سے نہیں بلکہ  
 اور طرح واضح ہو گئی ہے۔"

اس بار اس کی خاموشی نوٹنے میں تھوڑی دیر لگی پھر  
 چمکنے کے اعزاز میں پوئی۔ "میں تمہارا مطلب نہیں  
 میرے شوہر کی لاش ساحل پر کیسے ہوئی؟"  
 میں نے اسے ایک اور انہوں تک حقیقت بتانا  
 ہوئے کہا۔ "نام اس کی لاش ایک صندوق میں تھی۔  
 اس کی آنکھیں ایک بار پھر حیرت سے پھیل گئیں۔  
 وہ جین ڈکرنے کے اعزاز میں بولی۔ "صندوق؟"  
 "اس کی لاش پوسٹ مارٹم کے ڈاکٹرانے والے  
 صندوق میں بھی ہوئی تھی۔ وہ اتنا بڑا کون ہوتا کہ اس  
 کوئی انسانی جسم ہاں۔ لہذا اسے تھوڑا دھارے کے ذریعہ  
 ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ مجھے یہ خبر سناتے ہوئے بہت  
 انہوں بہہ رہے۔"

اس کے چہرے پر جھوٹی بہت سی غمخیزی آ رہی تھی،  
 وہ بھی زبردستی میں نہیں ہو گئی۔ میں اس کی دلی کیفیت سمجھتا  
 تھا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ میری موت کی کاش، مجھے اس  
 قحط کا درد لانے کی تکمیل سنانے کا خوف کوئی اور پھر اعزاز  
 نہ دینا پڑتا لیکن میں بھی اس قحط سے مجبور تھا۔ میں نے  
 اسے اپنا پایا۔ اس کی حالت کتنا کٹھن تھا۔ جب وہ  
 اس صدمہ سے باہر آئی تو میں نے اسے بتایا کہ اسے کچھ  
 سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سے کچھ  
 کے لیے یہ پڑتا ہے کہ اس کی ایک سرکاری اسطر کے طور پر  
 اس حقیقت کو کسی نیچے نیچے پھیلانے کے لیے یہ سوالات  
 ضروری تھے۔

"میں تمہارے یہ سوال کا جواب دینے کے لیے تیار  
 ہوں۔" وہ اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولی۔ "مجھے ڈر  
 تھا کہ وہ پچھلے سے لیکن سوچ میں نہیں ملتی کہ اس کی موت  
 اس سبب کا اعزاز نہیں ہوئی ہوگی۔"

میں نے پانی کا گلاس ایک طرف رکھ دیا اور اس کے  
 چہرے کا انور جان کر۔ لیکن کچھ نہیں آتا تھا کہ میں  
 اس صورت کے سامنے بیٹھا ہوں جس میں کسی نے ٹوٹ کر چلا  
 تھا لیکن اس نے سارے جین میں کی خاطر میرا کھار۔ میں  
 نے ان تمام خیالات کو ذہن سے چھٹکا اور اپنے قصوں  
 افسانہ کی حقیقت میں ڈوبا۔

"کچھ تمہاری بات کو آخری بار ڈاکٹر ایلبرٹ کوکب  
 دیکھا تھا؟"  
 "خوفنا والی رات۔۔۔ وہ اپنے مریضوں کو کچھ دیکھتا  
 تھا۔ ہمارے مریض خاص نوعیت کے ہوتے تھے۔ ان میں  
 سے چاروں کو یہ کہہ کر تھے جو قحط قسم کی ذاتی بیماریوں  
 میں مبتلا تھے۔"

"اور ان میں کوئی مریض بھی تھی؟"  
 اس کی آنکھیں سکون سے اور وہ بولی۔ "میں معلوم  
 ہے کہ اسے پہچان گیا ہے؟"  
 "جانتا ہوں۔ میرے پاسی نے بتایا ہے کہ وہ اسی  
 قحط پر تمہارے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ وہ  
 محفوظ رہی۔"

یہ کہہ کر ہے۔ ڈاکٹر کوکب ایک قحط کا کہانے کے مریض  
 رائل اسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے۔  
 "بیلیم۔" میں نے سنجائی۔  
 "ہاں وہی۔" اس نے پچھتے ہوئے کہا۔ "میرے  
 شوہر کو کئی بار مریض کی دیکھ بھال کے سلسلے میں لیا گیا تھا  
 تھا۔ کھٹکے کے مریض کی پہچان میں تھوڑا سا ہمارے  
 کے مطابق میرے شوہر کی موت تھوڑے وقت ہوئی، اسے کچھ  
 کر میں یہ کہنے پر مجبور ہوئی کہ مریض کا مرض اپنے عروج  
 پر تھا گیا تھا۔ مریض کو ڈاکٹر پر حشر کرنا پڑا اور جواب  
 میں اسے بھی اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھری استعمال کرنا  
 پڑی تھی۔ میں سمجھتا تھا جانتی ہوں کہ سمندر میں طوفان  
 آنے سے پہلے کسی طرح کے قحط کا احساس اور واقعات  
 ہوئے تھے۔ پچھلے دنوں کے دوران میں بارہا وہ کمرے  
 میں بھی لپٹا ڈاکٹر کے لیے پانی لگتی۔ مریض نے مجھے دھکا  
 دیا اور میں جہاز پر گئے ٹکڑی کے سون سے غمخیزی جس کے  
 نتیجے میں میرے سامنے یہ چٹ آئی۔"

میں نے اسے دیکھا اور اس کے نام پائس کے گرد گئی  
 ہوئی بازو کی جانب دیکھا۔ میری نظر بھی اس کی ہلکے کا جڑ  
 لیے لیکن جہاں اس کی طرف توجہ دات کی صورت میں رہی تھی۔  
 مجرورہ آہستہ سے بولی۔ "میں مریض ہوں۔"

اس بار میں نے اسے غور سے دیکھا۔ اس نے ایک  
 لمبی دھاری دار راک بکٹن دھاری۔ اس کی عمر میں  
 چالیس کے درمیان تھی۔ چوڑے شانوں اور مضبوط ہاتھ  
 ہتھوں کے مقابلے میں اس کا سر تھوڑا ہوتا تھا۔ آنکھیں چھوٹی  
 چھوٹی اور سوئی گئی تھیں جس سے مجھے پتہ چل گیا۔  
 "اے بولی۔" میں نے سمجھتا تھا کہ بہت شریف معلوم ہوتی ہے  
 لیکن یہیں واقعات اسے اپنے لیے یہ قحط کا پہلا نشان  
 ہے۔

"میں نے تائید میں سنا دیا اور بولا۔ "وہ دوسرا واقعہ  
 کیا تھا؟"  
 "یہ واقعہ خوفناک آنے سے کچھ دیر پہلے ہی آقا۔  
 ڈاکٹر رائل ریمٹ کے کچھ افسانے کے ساتھ میں مل رہا  
 تھا اور میں اپنے لیکن میں تھی۔ ڈاکٹر نے مجھے پہلے ہی بتا دیا  
 تھا کہ کچھ قسم ہونے کے بعد وہ دوبارہ مریض کو دیکھنے جائے  
 گا۔ میں سمجھتا تھا کہ کوئی لیکن تم نے یہ کہہ دیا تھا ہے،  
 اس کی روشنی میں خیال آتا ہے کہ شاید مریض نے ہی ڈاکٹر کوکب  
 کی ہے۔ اس کی جسامت اتنی ہے کہ وہ بڑا سانی کھادی  
 استعمال کر سکتی ہے۔"

”کیا مولیٰ نے جہیں سمجھتا تھا؟“  
 ”صرف اتنا کہ اس نے دوسری بار ڈاکٹر سے بحث کی تھی۔“  
 ”اس کے سوا کچھ نہیں کیا؟“  
 ”نہیں۔“  
 ”تو تاش کی بازی کا ذکر کریں جس کو تھراپسٹ پر کچھ فوجی افراد کے ساتھ تاش کیلڈ رکھا تھا؟“  
 ”ہاں۔“  
 ”میں نے سنا ہے کہ ان میں سے ایک آفیسر کی کیا ہے۔ اس کا نام ایڈورڈ برگر ہے۔“  
 ”اکن کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی اور وہ بولی۔  
 ”مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ اسے بچایا گیا۔ ریکٹر نے بتایا ہے کہ وہ ڈرائنگ روم میں ہے جہاں اس کی ٹوٹی ہوئی ٹیبلک ملا ہے۔“  
 ”میں پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ میں اپنے کچن میں تھی اور مجھے نہیں معلوم کہ میرے شوہر کے ساتھ تاش کیلڈے والوں میں کون کون لوگ شامل تھے۔“  
 ”جب تھراپسٹ پر مولیٰ کو دوسری بار دیکھنے کیا تو تم نے کسی کمی ڈال دی؟“  
 ”اس نے بھی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”اس وقت تک سسٹرن میری ہی انتہا شور مچا رہی تھی اور تیر ہوئی آواز کے سوا کچھ نہیں دے رہا تھا۔“  
 ”جب تھراپسٹ پر کالی دیگ واپس نہیں آیا تو جہیں پر بیٹھی ہوئی؟“  
 ”میں اس کی تلاش میں تھی اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ تھراپسٹ کی سیڑی پر چڑھ کر باڈن پونڈ پر تھا اور کچان کی کوشش تھی کہ وہ تھراپسٹ کو گھر سے پانی میں لے جائے اور اس کی لے اس نے تھراپسٹ کی طرف کر دیا تھا۔ وہ بھی اپنی کوشش میں مصروف تھے کہ وہ کی رفتار میں آگے بڑھتا ہی آگے۔ جیوڑا کچان کو غصے سے اڑا رہا تھا پڑ گیا۔ اسی دوران میں پہلی ہی ریل جہاں سے نکلنے، وہ زور سے اچلا اور پھر میں نے جہاز کے چلنے سے مصافحہ کرنے کی آواز سنی۔ میں نے دیکھا کہ ایک اور فوجی افسر سارجنٹ ڈوئی، ڈائمنٹ پونڈ پر تھراپسٹ پر تھا۔ مجھے خیال آیا کہ کثا یہ صراحتاً ہر اس کے ساتھ ہوئیں گا۔ وہ اس کی بات کرتی تھی۔“

”اس نے تھراپسٹ کے لیے وقف کیا اور بولی۔  
 ”کاش کہ مجھے سارجنٹ ڈوئی کے بارے میں بتائے ہو؟“ ریکٹر نے گھبرائے اور ڈاکٹر کے بیچنے کی اطلاع کو بے وقوفی سے لکھ ڈوئی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔“  
 ”فی الحال اس کے بارے میں کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی تلاش جاری ہے۔ یہ بتاؤ کہ جب ڈاکٹر کو کوشش کر رہی تھی تو کیا وہ کچھ مرنے پر بھی تیار تھی؟“  
 ”نہیں۔“  
 ”مریضین کے کمرے میں بھی نہیں؟“  
 ”نہیں۔“  
 ”کیا مولیٰ وہاں موجود تھی؟“  
 ”ہاں۔“  
 ”میں نے یہ کچھ ایچ ٹی ٹی ایک میں دیکھ کر کیا اور پھر۔“  
 ”کیا کچھ وہاں کسی جرم کے آثار دکھائی دیے؟“  
 ”اس وقت تک کمرے کا فرش سمندر کے پانی سے بھر چکا تھا۔ اس نے اپنے آئینے پر مجھے دیکھا۔“  
 ”ایک اور صاف دکھاؤ اور میں سمجھوں کہ کئی جاگہ کار بولڈ ایڈورڈ اس وقت تک دوسری کمرے میں تار چلا تھا۔ اس نے مجھے دیکھا اور میری مدد کے لیے چلا آیا۔ اس نے میری کمرے کے گرد پناہ ڈالا اور مجھے دوسری کمرے تک لے گیا۔ میں نے اس سے اس کے اپنے شوہر کے گھونڈنے کے کہا تو وہ بولا کہ تھراپسٹ اس کی تلاش کر رہے تھے۔“  
 ”یہ کہہ کر اس نے اپنے پرک سے دو مال نکالا اور آئینے پر مجھے ہوتے بولی۔ ”بھروسہ نہیں اتنا ہی معلوم ہو سکا کہ ہم میں سے آدھے لوگ ڈوب گئے تھے۔“

”مولیٰ! یہ کھڑا راجہ ہیں اور حاضری کی حقیقتات کرنے یہاں آئے ہیں۔ انہیں جس سے شوہر کے بارے میں بھی کچھ معلومات درکار تھیں۔ پولیس کو میرے شوہر کی موت پر شک ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس نے ڈاکٹر کو قتل کیا ہے۔“  
 ”ابن کی آواز میں کئی آنکھیں جھپکیں اور اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے آئینے پر ہلکا ہلکا کیا تھا۔ اس نے کوشش کی تھی کہ اس کے منہ میں شرم سے کئی وضاحت طلب کی جائے۔“  
 ”اس سید کی ساری لڑکی نے تقریباً اٹھائے بغیر جواب دیا۔ ”ماما! دوسری بار تو میں نے ڈاکٹر پر بھی گئی نہیں تھی۔ میں صرف ان سے کچھ نہیں کہتی۔“  
 ”جیسی تھیں، یہ مولیٰ کو تڑپ کر بول رہی ہو؟“ ڈاکٹر کو جھوٹ سے جھپکیں لگا کر کہہ نہیں سکا۔“  
 ”ماما! اس کی کمری ہوں کہ دوسری بار ان پر کوئی حملہ نہیں ہوا تھا۔ میں نے صرف ان سے ایک ہائی کی ٹیکہ دیا۔ اس کی طرح کچھ دکھایا تھا۔ پہلے انہوں نے مجھے انہیں نہیں دلی تھی کہ دوسری بار جب میں نے اسے اسرار کیا تو وہ مان گئے اور میری طبیعت سنبھل گئی۔“  
 ”میں چند قدم آگے بڑھا اور بولا۔ ”کیا تھراپسٹ ڈاکٹر الہرٹ سے کچھ بھڑکا رہا تھا؟“  
 ””صرف اس وقت جب مجھے خسر آتا۔“  
 ”جب دوسری بار جہیں دیکھنے آئے تو اس وقت بھی تم نے اس سے بھڑک کر کیا تھا؟“  
 ”نہیں۔ البتہ اسی روز جب وہ پہلی بار مجھے دیکھنے آئے تو میں ان سے ٹکری۔ وہ بھی اس لیے کہ انہوں نے مجھے اپنی کوشش کی تھی۔“  
 ”مولیٰ! یہ ایک حلقہ اعداد ہے سوال کیا۔“  
 ”میں نے ایک حلقہ اعداد اپنے تھراپسٹ سے اوزار کہاں رکھا تھا؟“  
 ”اس کے چہرے پر خوف کے آچھر مودا ہو گئے۔ وہ بولی۔ ”پس میں جانتی ہوں لیکن میں ان آات سے بہت ڈرتی تھی۔“  
 ”میں نے دوبارہ اسی کچھ پر زور دیا اور بولا۔ ”کیا کچھ دیکھا ہے کہ کوشاقت والی تیز دھار آتھ تھراپسٹ کے ساتھ تھی؟“  
 ”مولیٰ نے کچھ دیکھا۔ ”جب ڈاکٹر نے مجھے اپنے سید تو اس کے بعد مجھے کچھ دکھایا۔ وہ اس کے ساتھ تھی۔“  
 ”مولیٰ نے کچھ دیکھا اور بولی۔ ”جب ڈاکٹر نے مجھے اپنے سید تو اس کے بعد مجھے کچھ دکھایا۔ وہ اس کے ساتھ تھی۔“

”نہیں! اس کی حالت میں ڈاکٹر کو قتل کر دیا ہو۔ چنانچہ کچھ سال مختلف انداز میں کیا۔“  
 ”کیا جیسا کہ اس نے کرتے تھے؟“  
 ”کے ڈاکٹر والے اس میں شریک تھا؟“  
 ”سرا! میں اس میں سے قریب جانے کی اجازت نہیں تھی۔ ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ اگر ہم اس کے قریب سے گئے تو وہ یہ سے ہماری پتلی کرے گا۔“  
 ”پس تھراپسٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”کیا پست ماسٹر کا کچھ مریضوں والے کمرے میں رکھا ہوا تھا؟“  
 ”اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”ایک ماسٹر چھوڑا تھا اس لیے بہت سی چیزیں مریضوں والے کمرے میں رکھ دی جاتی تھیں۔“  
 ”میں نے مولیٰ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ ”اس علاقے میں ایک بڑا جرم۔۔۔۔۔ ہوا ہے اور سرکاری۔۔۔۔۔ تھراپسٹ کی طبیعت سے یہ میرا فرض ہے کہ اس کی تھک بچوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی یادداشت پر اس کی طرح سے زور دو اور ایک دو دن میں کئی بات یاد آجائے تو مجھے ضرور بتانا۔“





ہی تھے اعزاز وہ بھی کہ وہ ڈاکٹر البرٹ سے بارے میں کچھ زیادہ دیکھ سکتے تھے لیکن میری تربیت کی انتہا دنیا جب آٹھ سالہ ہو گئی تھی تب سے میری طبیعت میں سارا کوسمی نے مجھے ساراجنٹ ڈوبلی کے کردار کے بارے میں بالکل مختلف باتیں بتائیں جو کارپول اے ڈیورڈ کے بیان سے بالکل مختلف تھیں۔ کوسمی کے مطابق ڈوبلی میرا بڑا بھتیجہ کا بے ایمان افسر تھیں جنہیں قادیان جو ڈاکٹر کو سیدھا مارنے کی دھمکی دیا بلکہ اس کا جبران اور بیروڑ میں کرنا تھا۔ یہ دونوں نے اس حادثے کے دوران مسافروں کو بچانے کی کوشش کی۔

"اس نے مجھے اور میری بہن کو کوشش کر کے شہر میں بٹھایا اور پھر پانی کی ایک بوتل سے میرے منہ میں مدھن دھکیل دیا۔ اس کی پہلی پروٹو مسافر جوڑے۔ اس نے میں سات بجے، ایک یورپی گورنر اور خود ساراجنٹ ڈوبلی شامل تھا۔ ساراجنٹ ڈوبلی ساری رات شہر میں چلا رہا اور ڈاکٹر فریمس ایک جگہ پر سے تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا جہاں کچھ باقی گھروں نے ہمیں دیکھا اور اس طرح ہم تمام یکساں تھے۔ اس نے میں کامیاب ہوئے۔"

"دوسرے دن جانے والے لوگ کہاں تھے؟"

"دوسرے قادیان پر۔ ساراجنٹ ڈوبلی نے ہم سب کو بچایا لیا۔"

"اس سے پہلے۔" تم نے اپنے دروازے کو ڈاکٹر کے پیچھے چھوڑ دیا تھا؟

"ہاں اور اس وقت وہ دھننے کی حالت میں تھا۔ میرے اپنے بچانے کے ساتھ ہی فریمس کی اس سے پہلے وہ ڈاکٹر کو گولی لگھانے لگے تھے، ہمیں کچھ کرنا چاہیے کہ کوشش کرے۔

گدہ ہاتھ ڈاکٹر کے پیچھے کی وجہ سے صرف تین تاشیں باقی بچ گئیں۔

ہے چنانچہ میں اسے دھننے کے لیے گیا۔"

میں نے اپنی ہوش چڑھاتے ہوئے کہا۔ "کیا اسے تاش کے علاوہ دھننے کو بات پر پتہ نہ گزری؟"

"نہی، ہاں، وہ دوسرے ساراجنٹ تھے۔ وہ اور اپنے دروازے پر ہو چکے تھے اور یہ بات ہے چارے سے ڈاکٹر کے علاوہ چاروں موجود تھے۔ مسافروں کو سلامی کی۔ اپنے دروازے سے تاشیں ہاتھ میں لے کر ڈاکٹر کے دروازے کے دورے جانے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔ جبکہ ڈاکٹر اس کے سامنے کی سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ اس لیے وہ سوچ رہا ہے کہ جہاز کے ساتھ چھین کھینچے سے اسے کچھ کرنا چاہیے۔ اس نے مجھے یہ بتایا کہ اگر ان کے شادی سے خوش نہیں ہے اور کسی بھی طرح اس سے بچنا حاصل کرنا باقی ہے۔"

ڈوبلی نے بہتر کے بارے میں سے ٹھیک لگائی اور اگلے ہوئے اعزاز میں بولا۔ "یہ بہت عجیب کی بات ہے مجھے۔ اس کی کہیں نہیں سمجھا۔ جب میں نے اپنے دروازے کو ڈاکٹر کے ڈاکٹر کے پاس پہنچا تو اس نے لہجہ میں اس پر ڈاکٹر کے قتل کے الزام کا نہیں فرم سکا لیکن مجھے لگے کہ یہ کسی غیر معمولی بات ہوئی ہے۔"

"تم نے اعزاز وہ کیسے لگایا؟"

"تم نے دروازے سے پہلے مجھے دھننے میں کھڑا کیا۔ اس کے کھلنے میں سے غلط سے غلط سے باہر نکلا کر ڈاکٹر کے دروازے میں سے اس سے پہلے چھوڑ دیا کہ وہ یہاں ہے۔ اس پر اس نے جواب دیا کہ اگر میں اپنی تحریر بتاؤں تو کوسمی سے بات کا ذکر نہیں کروں گا۔ یہاں کے باہر دھننے سے اس نے دوبارہ پہلے چھوڑ دیا کہ اس نے غلط کیا۔ یہ ساراجنٹ ڈوبلی کے جواب میں اس نے اپنے الفاظ کہ جو میں ان کو بتائے۔ اس نے دوسرا دھننے دیا۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ میں اس کے ساتھ دھننے دیا۔ اس کے جواب میں اس نے غلط باہر نکلا کر گولیوں سے چھوڑ دیا۔ اسے ڈاکٹر کے قتل کے الزام میں گرفتار نہیں کر سکتے تھے۔ اس پر سرکاری ڈاک کو نقصان پہنچانے کا الزام تو ہم سب پر ہے۔"

بہن سزاؤ میں سے خوش تھیں لیکن میری طرف سے مجھے دیکھتے ہی بولی۔ "کوشش تمہاری کیا عظمت کر سکتی ہو؟"

میں نے رسوا اس کی تحریر سے دریافت کی اور سزاؤ میں سے تھک رہا ہوں۔ ہوسے بولا۔ "بادام ڈاکٹر اس کی کوئی اعتراض ہی نہ ہو تو میں سزاؤ البرٹ سے تمہاری میں کچھ کھنکھ کرنا چاہتا ہوں گا۔"

یورپی گورنر سکرانے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی اور بولی۔ "یوں نہیں کرنا چاہتا کام کر۔"

اس نے جانے کے بعد میں نے اس سے کہا۔ "گناہ کر کے تمہاری ایک ہی طرف میں صحت یاب نہیں ہوئی۔ تمہارا چہرہ کچھ بگڑا ہوا ہے۔"

اس نے میری طرف غور سے دیکھا اور کہنے لگا۔ "کوشش کیا حاصل ہے؟"

"میں نے اپنے پیچھے میں بولنا شروع کیا۔" سزاؤ البرٹ اتنا کہہ کر شہر کے قتل کے مسئلے میں کچھ پریشان کن محنت سامنے آئے تھے۔ مجھے ڈوبے کہ ان کا قتل کا پورل اپنے دروازے پر سے نکل رہا ہے۔"

اس نے بے پروائی کے اعزاز میں کہا۔ "میں نہیں جانتی کہ تمہارا دروازہ کس جوت کی جانب ہے؟"

میں نے سر ہلایا اور بولا۔ "سب سے پہلے تو میں غلطی بات کروں گا جو تم نے اپنی بہن اور جو کچھ تاشیں جہاز کی تاش کے پیچھے میں ڈاکٹر کو دھننا دیا تھا وہ اس تک نہیں آتا۔ اس میں نے وہ تمام غلط کرنا کر لیے۔ تم نے اس خط میں کارپول اے ڈیورڈ سے اپنی محبت کا اعتراف کیا ہے اور اپنے شوہر سے بھی چھوڑنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اگر کچھ کا دروازہ ہوتا تو میں اصل الفاظ دہراتے دیتا ہوں۔ تم نے لکھا تھا کہ کاش وہ دھننے میں تھک ہو جائے۔ اب تک جو اہمیت اختیار کرتا ہے۔"

اس نے لہجہ میں کہا کہ وہ دھننے میں تھک رہا ہے۔ اس نے اپنے دفاع میں ایک کمرور سزاؤ تلاش کر لیا۔ "وہ خود اپنی نویت کا قادیان پر تھک رہا ہے۔ اس کے سرکاری کارڈ اپنی کاحہتہ کیا جائے۔"

اس نے ایک کمری سالی کی اور بولا۔ "اس خط کے آخر میں اس نے کہا کہ اپنے دروازے پر اپنی تحریر میں سب سے اہم عنصر ہے۔"

"میں نے کچھ نہیں کرلوں؟"

اس نے کہا کہ وہ اور وہاں سے اس کے قتل کے بارے میں سزاؤ البرٹ سے خوش تھیں لیکن میری طرف سے مجھے دیکھتے ہی بولی۔ "کوشش تمہاری کیا عظمت کر سکتی ہو؟"

میں نے رسوا اس کی تحریر سے دریافت کی اور سزاؤ میں سے تھک رہا ہوں۔ ہوسے بولا۔ "بادام ڈاکٹر اس کی کوئی اعتراض ہی نہ ہو تو میں سزاؤ البرٹ سے تمہاری میں کچھ کھنکھ کرنا چاہتا ہوں گا۔"

یورپی گورنر سکرانے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی اور بولی۔ "یوں نہیں کرنا چاہتا کام کر۔"

اس نے جانے کے بعد میں نے اس سے کہا۔ "گناہ کر کے تمہاری ایک ہی طرف میں صحت یاب نہیں ہوئی۔ تمہارا چہرہ کچھ بگڑا ہوا ہے۔"

اس نے میری طرف غور سے دیکھا اور کہنے لگا۔ "کوشش کیا حاصل ہے؟"

"میں نے اپنے پیچھے میں بولنا شروع کیا۔" سزاؤ البرٹ اتنا کہہ کر شہر کے قتل کے مسئلے میں کچھ پریشان کن محنت سامنے آئے تھے۔ مجھے ڈوبے کہ ان کا قتل کا پورل اپنے دروازے پر سے نکل رہا ہے۔"

اس نے بے پروائی کے اعزاز میں کہا۔ "میں نہیں جانتی کہ تمہارا دروازہ کس جوت کی جانب ہے؟"

میں نے سر ہلایا اور بولا۔ "سب سے پہلے تو میں غلطی بات کروں گا جو تم نے اپنی بہن اور جو کچھ تاشیں جہاز کی تاش کے پیچھے میں ڈاکٹر کو دھننا دیا تھا وہ اس تک نہیں آتا۔ اس میں نے وہ تمام غلط کرنا کر لیے۔ تم نے اس خط میں کارپول اے ڈیورڈ سے اپنی محبت کا اعتراف کیا ہے اور اپنے شوہر سے بھی چھوڑنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اگر کچھ کا دروازہ ہوتا تو میں اصل الفاظ دہراتے دیتا ہوں۔ تم نے لکھا تھا کہ کاش وہ دھننے میں تھک ہو جائے۔ اب تک جو اہمیت اختیار کرتا ہے۔"

اس نے لہجہ میں کہا کہ وہ دھننے میں تھک رہا ہے۔ اس نے اپنے دفاع میں ایک کمرور سزاؤ تلاش کر لیا۔ "وہ خود اپنی نویت کا قادیان پر تھک رہا ہے۔ اس کے سرکاری کارڈ اپنی کاحہتہ کیا جائے۔"

اس نے ایک کمری سالی کی اور بولا۔ "اس خط کے آخر میں اس نے کہا کہ اپنے دروازے پر اپنی تحریر میں سب سے اہم عنصر ہے۔"

"میں نے کچھ نہیں کرلوں؟"

"میں نے اپنے پیچھے میں بولنا شروع کیا۔" سزاؤ البرٹ اتنا کہہ کر شہر کے قتل کے مسئلے میں کچھ پریشان کن محنت سامنے آئے تھے۔ مجھے ڈوبے کہ ان کا قتل کا پورل اپنے دروازے پر سے نکل رہا ہے۔"

اس نے بے پروائی کے اعزاز میں کہا۔ "میں نہیں جانتی کہ تمہارا دروازہ کس جوت کی جانب ہے؟"

میں نے سر ہلایا اور بولا۔ "سب سے پہلے تو میں غلطی بات کروں گا جو تم نے اپنی بہن اور جو کچھ تاشیں جہاز کی تاش کے پیچھے میں ڈاکٹر کو دھننا دیا تھا وہ اس تک نہیں آتا۔ اس میں نے وہ تمام غلط کرنا کر لیے۔ تم نے اس خط میں کارپول اے ڈیورڈ سے اپنی محبت کا اعتراف کیا ہے اور اپنے شوہر سے بھی چھوڑنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اگر کچھ کا دروازہ ہوتا تو میں اصل الفاظ دہراتے دیتا ہوں۔ تم نے لکھا تھا کہ کاش وہ دھننے میں تھک ہو جائے۔ اب تک جو اہمیت اختیار کرتا ہے۔"

اس نے لہجہ میں کہا کہ وہ دھننے میں تھک رہا ہے۔ اس نے اپنے دفاع میں ایک کمرور سزاؤ تلاش کر لیا۔ "وہ خود اپنی نویت کا قادیان پر تھک رہا ہے۔ اس کے سرکاری کارڈ اپنی کاحہتہ کیا جائے۔"

اس نے ایک کمری سالی کی اور بولا۔ "اس خط کے آخر میں اس نے کہا کہ اپنے دروازے پر اپنی تحریر میں سب سے اہم عنصر ہے۔"

"میں نے کچھ نہیں کرلوں؟"

اس نے لہجہ میں کہا کہ وہ دھننے میں تھک رہا ہے۔ اس نے اپنے دفاع میں ایک کمرور سزاؤ تلاش کر لیا۔ "وہ خود اپنی نویت کا قادیان پر تھک رہا ہے۔ اس کے سرکاری کارڈ اپنی کاحہتہ کیا جائے۔"

اس نے ایک کمری سالی کی اور بولا۔ "اس خط کے آخر میں اس نے کہا کہ اپنے دروازے پر اپنی تحریر میں سب سے اہم عنصر ہے۔"

"میں نے کچھ نہیں کرلوں؟"

اس نے لہجہ میں کہا کہ وہ دھننے میں تھک رہا ہے۔ اس نے اپنے دفاع میں ایک کمرور سزاؤ تلاش کر لیا۔ "وہ خود اپنی نویت کا قادیان پر تھک رہا ہے۔ اس کے سرکاری کارڈ اپنی کاحہتہ کیا جائے۔"

اس نے ایک کمری سالی کی اور بولا۔ "اس خط کے آخر میں اس نے کہا کہ اپنے دروازے پر اپنی تحریر میں سب سے اہم عنصر ہے۔"

"میں نے کچھ نہیں کرلوں؟"

اس نے لہجہ میں کہا کہ وہ دھننے میں تھک رہا ہے۔ اس نے اپنے دفاع میں ایک کمرور سزاؤ تلاش کر لیا۔ "وہ خود اپنی نویت کا قادیان پر تھک رہا ہے۔ اس کے سرکاری کارڈ اپنی کاحہتہ کیا جائے۔"

اس نے ایک کمری سالی کی اور بولا۔ "اس خط کے آخر میں اس نے کہا کہ اپنے دروازے پر اپنی تحریر میں سب سے اہم عنصر ہے۔"

"میں نے کچھ نہیں کرلوں؟"



کی محبت سے محروم ہو جاؤں گی۔ اس لیے میں نے تمہاری توجہ جتانے کے لیے مولیٰ کا نام لے دیا۔“

جہان کمر سے تن بدن میں آگ لگ گئی کہ وہ اپنے دروازے سے محبت کرتی ہے۔ میں نے خشک لب سے کہا۔ ”میں مولیٰ کا سامنے ملے ہوئے کھڑے ہوں گا۔“

جب رات کو دوسری بار مولیٰ کو دیکھا تو اس کے بعد اپنے دروازے پر آیا اور اس نے الہوت سے لڑا شروع کر دیا۔ یہ جہاز ڈوبنے سے آدھ گئے پیکے کی بات ہے۔ وہ تاش کے معاملے پر لڑ رہے تھے اور میں اپنے نہیں میں ملی ان کی آواز میں سن رہی تھی۔ کافی دیر ہوئی لیکن ان کا ٹھکانا نہ مل سکا۔ پھر میں نے تاکر کمر پر کمر کی کھد کے لیے پکار دیا تھا۔ دوسرے ہی لمحے خاموشی چھا گئی۔ میں نے جلدی جلدی گاؤں پہنچا اور لیکن سے باہر نکل آئی۔ جب میں وہاں پہنچی تو میں نے اپنے شو پر کمرہ دہال میں پایا۔ اس کے سر پر کھڑکی کا دار کیا گیا تھا۔

یہ دیکھ کر مجھ کو کھڑکی سے باہر مسند کی جانب دیکھنے لگی۔ شاید اس میں مجھ سے نظر میں ملنے کی ہمت نہیں کی پھر وہ میری طرف مڑی اور کہنے لگی۔ ”میں لیکن یہ بتانے کی کوشش کر رہی ہوں کہ جب میں وہاں پہنچی تو وہ سر چکا تھا۔ ایسی ہی نے اس پر کھڑکی سے دار کیا تھا اور وہی اس کا تاش ہے۔ اس تاش سے ہر کوئی تعلق نہیں میں نے نہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔ اب تم ہی مجھے اس صورت حال سے نکال سکتے ہو۔ اگر جہان کی نظر وہ میں میں لیکن حالت کی کوئی اہمیت ہے جو ہم دونوں نے کپ کاؤن میں ایک ساتھ گزارا ہے تو میں انہی حالت کا واسطہ دے کر اٹھتی ہوں کہ مجھے اس معاملے سے الگ کر دو۔ میں بالکل بے خبر ہوں۔“

میں نے سوچے بغیر نہ کہ کہ وہ کار پورل اپنے دروازے کو کھلی اتنی آسانی سے اپنی زندگی سے نکال رہی ہے جس طرح اس نے سات سال پہلے مجھے دھکا دیا تھا۔ میں نے اس کی انتہا سے حاشا ہوئے بغیر کہا۔ ”شو پر کمرہ دہال میں دیکھنے کے بہتر ہے کہ کیا کیا؟“

”اپنے دروازے لاش کو کھانے لگانے میں مجھ سے مدد کرنے کے لیے کیا تھا؟“

”اور تم نے اس کا ساتھ دیا؟“ میں نے اٹھی اٹھاتے ہوئے کہا۔ ”میں جس جگہ جا تا ہوں گا۔ اگر وہ ساری دکان تو وہ معاملہ جوڑ سکتا ہے۔“

اس نے معصومیت سے سر ہلایا اور بولی۔ ”میں تم سے جہت نہیں ہوں گی۔ میں اور اپنی ہی لاش کیلئے ہوئے قہر میں



## قرض جملہ بستی

جب نہیں کہ خلیفہ گوشوں میں شک کی گرہ پڑ جاتی تو وہ آسانی سے نہیں کھلتی... بلکہ وقت کے ساتھ مزید الجھتی چلی جاتی ہے... ایک ایسی ہی لڑکی کی روایت... جو ہر صورت اپنے مسیحا کے خالق کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہتی تھی... مگر جرم کر کے والوں کا کوئی معذرا بخلا نہیں آ رہا تھا... جذبات و انتظام کی فیضانہی میں سب کچھ کو گن گن والی ایک تیز رفتار کہانی...

### اس بھول کا قصہ جس کے پیچھے کی قرض دار ہے

اس کی موت کی یہ اطلاع مجھے اپنی مٹی کے ذریعے موصول ہوئی۔ میں سمجھے والے کا نام شانت تگر کی لیکن نوی دھین کے بارے میں ایک سطر پر ذکر میں نے قوری طور پر پڑھ لیا۔ اس کا نام ستر کر لیا۔ اس پیغام میں نوی دھین کے بارے میں ایک مضمون کے علاوہ پورٹ لینڈ میں واقع ایک ویل کے دفتر کا پتا بھی درج تھا۔ میں سام طور پر معلوم کر اور اس کی جانب سے بھیجے جانے والی ایک خط کو پڑھی تو وہی لیکن کا نام پڑھ کر میں

ہے ایسا نہیں کیا۔  
 میں نے غصہ کھڑا کیا کہ اسے کچھ روک دیکھ  
 کام پر نہیں آسکتی۔ دوسرا فون بولنے لڑنے چلے گئے کو کیا  
 اور اسے ہدایت کی کہ وہ میری خبر جو ہو گی کے دوران میں  
 میرے کئے کا خیال رکھے۔ جو نے سنے ساتھ پہلے کی جھلس  
 کی۔ میں نے اس بارے میں دیکھ کر سوچا اور اسے منع کر  
 دیا۔ میں اس شخص پر کچھ جانتا تھا۔  
 میری لپٹ سے ہوتے تک سڑک کرنے میں تھریا  
 پاروان کی لگ گیا۔ راستے بھر میں نوئی کے بارے میں ہی  
 سوچتی رہی۔ اس شخص میں نوئی کی موت کو ایک حادثہ قرار دیا  
 گیا تھا۔ وہ وہیل چیتھر پر اپنے گھر سے باہر آکر اور وہاں کی  
 طرف چلے دی۔ کنارے پر پہنچ کر جب اس نے گڑھا ہونے کی  
 کوشش کی تو ڈانر بفر اور پڑھ کر گھر کی طرف بھاگ گیا۔ لگے  
 والے نے اسے نوئی کی بد قسمتی قرار دیا اور وہ دسے لفظوں  
 میں اسے خودکشی کا نام بھی دے دیا۔ اس کی لاش کو روہ کی  
 لہروں نے اچھال کر ہمارے پٹوں پر پھینک دیا تھا۔  
 میں نے آخری بار پاروان کی دھن کو اس وقت تک سنا تھا جب  
 وہ پانچ سال پہلے آدھشتن آئی تھی۔ پڑھتے وقت سے پہلے وہ دہلی  
 انٹرن کالج میں بشریات کی پڑھ رہی تھی اور میں نے اس کی کئی  
 کلاسیں اینڈنگ کی تھیں۔ میں نے اس سے بہت کچھ سیکھا تھا وہ  
 پاروان کی ایک ہی بات دہرائی کہ کس طرح میں دیا ایک دور میں  
 چھپا ہوا ہوتی ہے۔ کوئی ایک ایک شخص کی فیصلہ کر کے تبدیلی  
 لاسکتا ہے۔ اس کا کل درست ہونا ہے۔ اس کی بات میں  
 اعتراف ہے میں روٹی کی کرن معلوم ہوتی تھی میں جن پر میں نے  
 اپنی زندگی کے ڈاکٹر بن کر ان بات میں بھر سار کیا۔  
 ٹریک جام ہونے کی وجہ سے میں وقت پر وکیل کے  
 دفتر نہ پہنچ سکتی تھی۔ میں نے کانگریس اسٹریٹ پر واقع ایک  
 چھوٹے سے رستورنٹ میں ڈانر کیا اور اس کے قریب ہی  
 ہوئی میں ایک سستا کمرہ کرائے پر لے لیا۔ دوسرے دن  
 میں میں وکیل کے دفتر پہنچی تو میری ملاقات دسٹن اسٹیوٹ سے  
 ہوئی جس کی ہمارے چائیس کے لگ بھگ ہوئی۔ اس کے سہمی  
 ہال ٹائٹل سے اس پر ایک بگے ہونے تھے اور میں نے اس کی  
 کتھن پائی فیکٹر دیکھی۔ وہ چیتھر پر کھڑی ہو کر میری کتھن  
 مجھے دیکھنے کی اس نے مائٹری بند کر دیا۔ اس کا کمرہ اور اس  
 دونوں میں بد نظریہ تھے۔ وہ پاروان پر گئے ہوئے ٹینک  
 میں قانون کی کتھن دیکھی ہوئی تھیں اور اس کی میز پر بھی  
 کاغذات اور فائلوں کا ڈھیر تھا۔  
 جب وہ میری طرف مڑی تو مجھے اس کی نیلی آنکھوں

میں ایک عجیب سی کیفیت کا احساس ہوا۔ مجھے ان آنکھوں  
 میں کچھ خوف کی دھجی ہو۔ اسے دیکھ کر مجھے اپنے سابق  
 مالک کی یاد آئی۔ اس نے سر دنگا ہونے سے مجھے دیکھا اور  
 بولی۔ "تم جہاد میں کیا دکر ہو سکتی ہو؟"  
 تو کہ اس نے ذرا بھر اختیار کیا تھا لیکن مجھے اس میں  
 کوئی تردد یا پشیمانی نہیں آئی تھی۔ وہ چار دہائی ہو کر میں  
 جلد از جلد اپنی ذات ختم کروا۔ وہ لگے گا کہ سرور دت اور  
 عجیب معلوم ہوئے اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور وہی مجھے  
 دیکھ کر کھڑکی۔  
 "مجھے ایک ای سی سیل موصول ہوئی ہے جس میں  
 نوئی دیکھن کی موت کی اطلاع کے ساتھ یہاں کا پتا بھی  
 دیا ہوا ہے۔"  
 "اس سے تم نے کیا مطلب نکالا؟"  
 میں نے ایک کمری سائمن لی۔ اسے کوئی جرانی نہیں  
 ہوئی تھی کہ ایک ایسی لڑکی اس سے ای سیل کے بارے میں  
 پوچھ رہی ہے۔ میں نے قدرے توقف کے بعد کہا۔ "دراصل  
 اس میں ایک غلطی ہے۔" مضمون میں لکھا ہے کہ وہ سات باہلوں  
 میں شام سے پہنچ کر آئی تھی۔ میں نے کہا۔ "وہ وہاں  
 کی ایگونی اور لوگ، یہ میں اے جانتی ہوں کہ اس نے  
 خاندانی نظام پر چنگیز دے ہوئے یہ بات ہے خود بتائی گی۔"  
 اس نے تائید میں سر ہلایا اور کسی حد تک پر سکون نظر  
 آئے۔  
 "مجھے اس کی موت کا آفس سے لیکن میں کافی مرے  
 سے اس سے مجھے نہیں ملتی۔ مجھے نہیں معلوم کہ سیل میں یہاں  
 کا پتا کیوں دیا گیا ہے؟"  
 "تا کہ تم پر موصول کر سکو۔" اس نے دراز کھول کر قاف  
 نکالا اور بولی۔ "میں نہیں جانتی کہ اس میں کیا ہے۔ کوئی بھی  
 کھار نہیں آتا۔ اس کی سی اور لفظ تہذیب کی روٹی کی۔  
 میں نے وہ لفظ سنے کر اپنے بگ بگ میں رکھا۔ یہ خاصا  
 وزنی لفظ تھا۔ شاید اس میں کاغذات کے علاوہ کوئی اور چیز  
 بھی تھی۔ قار کا بلی جانی وغیرہ۔  
 "مجھے سمجھتا ہوں کہ اس کی موت ایک حادثہ ہے۔  
 میں نے اس سے سنے سے ایک دن پہلے دیکھا تھا۔ وہ وہیل  
 چیتھر پر ضرور تھی لیکن اسے صحت یاب ہونے اور دوبارہ چلنے کی  
 امید تھی۔ اسی لیے وہ اپنے مقصد کو پار دیکھنے کی خاطر اپنے  
 ساتھ چیتھر پر تھی۔ تم نے بھی وہ چیتھر دیکھی ہوگی۔... کی  
 تم اس کے بارے میں بات کرتی ہو؟"  
 "وہ یہ چیتھر ہی ہر وقت اپنے ساتھ رکھتی تھی۔ اس پر

مجھے رنگ کی پائل ہوئی تھی اور اس کے سر سے یہ پھل  
 چڑھا ہوا تھا۔"  
 اس نے تائید میں سر ہلایا۔  
 "انگر کہا یہ خیال ہے کہ اسے کچھ لگا گیا ہے تو تم اس کی  
 حقیقتات کیں نہیں؟"  
 "اس بارے میں کوئی حثیت نہیں ہے لیکن تم اسے جانتی ہو۔  
 وہ جنگ کے خلاف مظاہروں میں شریک ہوا کرتی تھی  
 مقامی چٹانوں کیوں کے لیے فخر تھے کہ اس کی ہم میں حصہ  
 لیتی۔ اس کا بیشتر وقت ایسی ہی سرگرمیوں میں گزرتا تھا  
 دوسرے لوگ اس کی فخرات نہیں کر سکتے۔ ایسے مواقع پر وہ  
 میرے پاس آتی اور بتاتی کہ اگر وہ ضروری ہو تو مجھے کیا کرنا  
 گا۔ اس نے مجھے کچھ مضمون کی فہرست دی تھی اور کہا کہ  
 اگر وہاں پہنچے تھے تو اسے پاس کی موت کے بارے میں  
 کوئی شبہ ہو تو ان لوگوں کو باہر پاری ای سیل کے ذریعے  
 اندر مڑی جائے۔ یہ امر خیال ہے کہ وہ بھی اپنی پانچٹی کرم  
 اس کی موت کی حقیقتات کو۔"  
 میں نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ میں یہ سوچا نہیں تھی  
 چاہتی تھی کہ یہ گورنر میرے بارے میں کیا کیا جانتی ہے۔  
 "کیونکہ وہ تم پر بھر مارتی تھی اس لیے اس نے  
 سوچا ہو گا کہ تم کیا کر سکتی ہو۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں  
 جانتی البتہ میں چاہتی ہوں کہ تم کو کچھ کہیں جس طرح میں روہ  
 کا کمرہ اور اس کی پائل کر سکتیں۔ یہی مجھے بتاؤ۔"  
 اس نے میری طرف ایک کارڈ دکھایا جس پر رقم کا  
 نام اور پتے کے سہاے صرف اس کا نام اور فون نمبر درج تھا۔  
 وہ لی۔ "جب تم فون کے گھر سے جانے لگو تو مجھے ضرور  
 اطلاع دینا۔ اس کے گھر سے سالانہ پائل ہوں گی۔"  
 "مجھے اس کا کھرب چھوڑنا ہو گا۔"  
 "جب تک تم یہاں ہو، وہاں اس سے ہو۔ اس کا تعلق  
 میں جو کاغذات ہیں، انہیں چھوڑ کر لیٹل کر دیا جائے  
 پہلے بھٹن کر دینا۔"  
 "مجھے اسے بھی ایک ایسی ہی تہذیبی محسوس ہوئی۔  
 اچھا لگتا ہے وہ حثیت سے کچھ جانتی ہے اور اگر یہاں نہ ہوتا ہے  
 کی کتھن میں بہت بڑا ہوا۔"  
 مجھے اعزاز ہوا کہ وہ کوئی دو وکین کے بارے میں  
 بہت کچھ جانتی ہے اس لیے میں نے کچھ سوچنے کے بعد کہا۔  
 "وہ دافنی اس کی موت کے بارے میں کہ بہت کم ہوسکتا  
 ہوا۔ وہ ایک غیر معمولی شخصیت تھی اور میں نے اس سے بہت

کچھ سیکھا تھا۔"  
 اپنے بارے میں اس کا پتا دیا کہ گریجویٹ مکمل ہونے  
 سے پہلے میرے والدین کو قتل کر دیا گیا۔ اس حادثے کے  
 بعد میں شاید مشکلات میں گھری۔ جب میں خدا حافظ کہنے  
 اس کے بڑی تھی اور اس نے مجھے جو صحبت کی، اس کی وجہ سے  
 میری زندگی کافی آسان اور اس کے سہارے میں اپنا بچپن گزار  
 کر دیا۔ وہ مجھے ہمیشہ سے پسند تھا اور یہ بچہ مجھ کی  
 وجہ سے مکمل ہوسکا۔  
 "بہت سے لوگ ایک بات کہہ چکے تھے۔" "پلس  
 نے کہا پھر غناش ہو گئی۔ شاید ضرور ہی تھی کہ اسے کیا  
 کہنا چاہیے۔ پتہ نہیں کہ نوئی کی احسان مند رہی ہوگی اور مجھے  
 بچا جانے کا احساس تھا۔  
 "تم جانتی ہو کہ وہ کبھی نہیں کر سکتی۔" اس نے قاف  
 اعزاز اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "وہ اپنے طور پر دیکھ کر چلا  
 کر گھر سے باہر جس حالت میں تھی اور اس نے باہر جانے کا  
 فیصلہ کر لیا تھا۔ یہ بھی وہی روہ کا انتخاب نہ کرتی۔ وہ اپنی  
 بے پرواہی کی نشانی تھی۔"  
 "جانتی ہوں۔"  
 "میں جانتی ہوں کہ تم اس کی حقیقتات کے کچھ جانتے  
 رہاؤ۔"  
 میں نے تائید میں سر ہلایا دیا حالانکہ مجھے دوسروں کا حکم  
 سننے کی عادت نہیں تھی لیکن یہ رسم بڑا راست نوئی دھن کی  
 طرف سے آیا تھا۔  
 میں نے وہاں سے نکلے کے بعد نوئی کے گھر کا رخ  
 کیا۔ دروازے پر درک کر لٹاؤ تھا تو اس میں توقع کے  
 مطابق چلتی ہوئی تھی۔ میں گھر کے اندر داخل ہو کر وہاں کا  
 جائزہ لیا۔ اس کے گھر سے سالانہ پائل ہونے میں کچھ نہیں جانتی تھی  
 اور نہ ہی پہلے کیا یہاں آئی تھی لیکن اس جگہ کو دیکھ کر مجھے نوئی  
 کا دفتر آیا کیا جہاں میں اس سے پہلی بار ملی تھی۔ وہاں اس  
 پر جہاں تصویر تھی ہوئی تھی میں نے اس کی زندگی کے  
 مختلف ادوار کی عمری بوری تھی۔ وہ ہمیشہ سے اس کے ضمیر کے  
 میدان سے وابستہ رہی۔ پہلے وہ دو وکین میں لیکن جنگ کی  
 تباہ کاریوں سے گھر کا اس کی تلاش میں لگی ہوئی۔  
 ان تصویروں میں وہ مختلف روپ میں نظر آ رہی تھی۔ کسی  
 تصویر میں اس نے فونی دردی لیکن کسی تو ایک تصویر میں  
 اس کے گرد لپٹے ہوئے نظر آ رہی تھی۔ اس تصویروں میں وہ اپنے  
 شاکر کوئی کے ساتھ تھی کسی۔ اس کی معاشرے سے بڑی بڑی میری  
 نظری اور وہ دونوں کے انصاف کے حصول کے لیے مسلسل



یعنی ہنگ سے بندھا ہوا ایک چاقو نکال لیا جس کا پھل کسی روایتی کے ہاتھ تھا۔ میرے لیے خطرہ نہ گیا تھا کیونکہ وہ مجھ سے بے حد قریب تھا اور کسی بھی لمحے مجھ پر وار کر سکتا تھا لہذا میں نے گولی چلا دی۔ یہ جانتے ہوئے کہ اب میں بھی اپنے سوال کا جواب نہیں حاصل کر پاؤں گی۔ وہ زمین پر گر گیا

[illegible]

میں نے محکم کر دیکھا۔ بین دواں سے جا کر تھا۔ اس  
 نے ترک کار اور ہوا اور خود کیا روشنی کی طرف ہاتھ  
 دیا۔ اب سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ میں نے اپنے ہاتھوں میں دعا  
 کیا اور اس پر حیرت و حیرت کر دیے۔ اب وہ عجب دوسرے کے  
 قوت نہیں رہا۔ میں دونوں اشیا میں سمیٹ کر گم ہو گئی۔  
 میری دعا جو میں نے اپنے ہاتھوں میں رکھی تھی۔ کسی نہ کسی  
 طرح مرنے پڑی۔ اپنی گاڑی کی طرف دوڑا۔ وہاں سے روانہ ہو  
 گئی۔ مجھے درد کر گیا۔ کیا حال تھا۔ کیا دعا تھی۔ دونوں کے  
 بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ میری سوچ سے زیادہ بظاہر  
 ہوا تھا۔ کہ مجھے کسی معقول وجہ کے بغیر ایک افسانہ وار

[illegible]

میری تیسری منزل گیس اسٹیشن تھا اور میں سوچ رہی تھی کہ مجھے وہاں جانا چاہیے یا نہیں؟ اگر وہاں سے بھی ٹوی کی موت کے بارے میں معلومات نہ ملیں تو یہ ساری مشق بے حاصل رہے گی۔ پھر مجھ نے یہ فیصلہ کر لیا۔

گئی۔ وہ پیچھے کی جانب مگر کے اندر گر پڑا۔ میں نے جلدی  
سے دروازہ بند کیا۔ کار میں بیٹھی اور وہاں سے روانہ ہو گئی۔  
سارا کام بڑی جلدی اور جلدی ہو گیا تھا جس میں ہر شخص  
منٹ منٹ کے ہوں گے۔ اس کے باوجود میں مطمئن نہ تھی۔ گناہگار  
کہ کوئی قطع ہو گئی ہے، اور یہی چیز مجھے پریشان کر رہی تھی۔

☆ ☆ ☆  
بروزی کے قلم پر کشمیر کی گاڑی ایک مٹی موڑک  
بھڑکی کر دی جو بالکل مستان کی اورنگ تھا کاس پر گاڑوں  
کی ادھرفت برائے نام ہی ہوتی ہے میں جاہلی کی ہنس  
دلوں جیسے اپنی باری میں جاں نیک تار کھینچا نشانہ بنائے میں  
آسانی روئے کھانہ دو گناں کے پیٹے کھڑے ہوئے ایک ٹوک  
پر کام کر رہے تھے میرے پیٹے میں سرخ روڑا دوڑے تھے  
پر کام کر رہی ایک اس برائی کی کیو جا چائے ہے قاصر تھی۔  
آج ایک مٹی میرے دماغ میں ایک جھمکا کا سا اور دو جھمکی  
میں آئی تھی۔ میں سوچنے کی کڑی جگہ کر رہی ہوں، اور واقعی  
کچھ ہے، کیونکہ میں ایک کونے میں اس کا پتھر آئی کی مٹی جس  
سے انکارہ وہاں کچھ نہیں ہیں۔ میں نے کوئی ایک کونے کی موت کا  
قے دار ہے۔ کیا یہ مرنے کا کوئی ہیرو جو پاس وکیل نے

مجھے ہمارے کسے ایڈیٹورس نے ایڈیٹ کیا ہے؟ میں نے اس کا جواب بھی دیا تو وہیں جاتی تھی کہ میں کوئی ہوں اور تو نے میرا کیا قصہ تھا۔ مجھے پہلے ہی اس سب باتوں کی تصدیق کر لینا چاہیے تھی۔

کمال کر اس کی مٹھوئی پر رکھ دیا اور فرما دے ہوئے یوں۔ "مجھے  
 بتاؤ کہ کوئی انسان کس سویت کس طرح واقع ہوئی تھی؟"  
 "تم کون ہو اور مجھے سے یہ سوال کیوں کر پھر رہی ہو؟"  
 اس کے لیے سے یہ پوچھنا اور عرف جھک کر رہا۔  
 "میں توئی اور ان کے بارے میں یہ پھر رہی ہوں۔ اور  
 پڑوسی عورت جو دھپیل تھیں۔"  
 "مگر کون تھیں جاننا۔" اس کی آنکھیں کھل گئیں۔  
 وہ میرے عقب میں کھینچنے لگا۔  
 میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس کا لڑکا بھی کے کنارے

چہرہ ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک شاتر تھ لیکن میں۔ اس  
چہرہ سے سرخ ہو رہا تھا لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔  
اس نے مجھ پر تان لی۔ جین نے زور سے بکے  
دھکا دیا اور میری گرفت سے آزاد ہو گیا۔ پھر اس نے جھک کر

کی بڑی اہمیت تھی۔ ذرا سی اونچے اونچے جگہوں پر اس کی صورت میں مجھے بچکانہ لپے جانے کا کھڑا تھا۔

میں نے سب سے پہلے بلیس چپٹے مرغان کو نشانہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ میرے اٹھانے سے کچھ عرصے پہلے وہی اکبر کو کار فرما تھا۔ اردو اکابر نے وہی طریقہ کار استعمال کیا تھا جس میں شکاریات سن کر ایمان داری سے تھیں کرتا تو کرتے یہاں تک کہ وہ بھینچتی تھیں کہ خود ان مجرموں سے ملنا ہوا تھا۔ میں بھی اس کا اتنی سی کر کے میرے بارے میں ذرا سی بھی ہینک چڑے اردو اکابر نے دوسرے ساحلوں کو کویشیا کر دی تھی۔ بچے دوسرے قانون کے خلاف کر کے اردو اکابر کو دھمکا دیا تھا۔

میری فرست میں دوسرا نام پڑا ہی تھا۔ اس کا قلم نام  
شہر سے دور ایک جنگل کے کنارے واقع تھا جس سے میرا کام  
آسان ہوا۔ جتنے سے نمبر نہیں آتے تھے ان کا ایک ایک نمبر لکھ  
تھا جس سے شہر سے نکلنے والے کسی شخص کی صفائی تھی۔ میں نے  
کام شروع کر کے ایک ہفتہ کے اندر اس معاملے سے حکومت  
کو آگاہ کیا۔ کچھ لوگ تو یہ کہہ گئے کہ جب میں خود ان کو  
سے صفائی کتنی کتنی دوسروں کو ان کی صفائی میں شامل کر کے  
کیا ضرورت تھی۔

☆ ☆ ☆  
اگلے روز میں نے شام ہونے کا انتظار کیا جب لوگ  
مجھے بارے اپنے گھر میں بند ہو جائیں اور انہیں بالکل  
بھی ہو نہ تو کران کے قریب دو جاؤں میں کیا ہو رہا ہے۔  
میں نے سیاہ لباس پہنا۔ اپنی کار اندر چڑھ کر چھوڑی اور گرائے  
پر درستی کا گاڑی سے اترنے میں اسے کیا دیر ان بجے پر چھوڑ  
کر اپنے کار میں روانہ ہو سکی تھی۔

پولیس چیف گرفتار کیا مکان ملک سے چھٹ کرھا  
 میں نے قرب و جوار کا جائزہ لیا اور اطمینان کر لیا کہ وہاں  
 کسی سے خطرہ نہ ہے۔ آتے قریب نہیں تھے لیکن اس  
 باوجود مجھے گہرا ہوا تھا کہ کہیں کوئی بڑا ضرور ہے۔  
 میری آنکھیں کچھ نہیں آتیں لیکن میں اسے نظر انداز نہیں کر سکتی  
 تھی اور نہ میرے پاس سڑک پر اٹھنا تھا۔  
 میں جتنا دلچسپی لے رہی تھی اس کے برعکس وہاں تھا۔  
 دروازہ گرفتار کرنے کی کوشش ہو رہی تھی۔ میں نے اسے دیکھا  
 جیسے اسے میری آمد کو گوارا نہ ہو۔ میں نے اسے دیکھا

کے لیے اپنے ہیک میں ہاتھ ڈالنا اور پوچھنا تو کسی۔  
 ”کیا بات ہے؟“ اس نے ہاتھ گھومی سے کہا۔  
 میں نے پوچھ کے غصہ ہیک سے سائیکسٹر لگا پھینک دیا اور  
 اور دو ہاتھ کر دیے۔ ایک گھومی اس کی گردن اور دوسری سر میں



میں بارہ صحت میں قادم ہاؤس میں کھڑی تھی۔ گاڑی اپنی مخصوص جگہ پر پارک کی اور مگر میں ہوتی ہوئی۔ میں اور اس کے بیٹے کی گاڑی ایک جگہ پر پارک ہوئی تھی جس میں چھوڑ کر گئی تھی۔ وہاں چھپ چھپ، چچاں اور ایک گاڑی کے ساتھ ساتھ تھی۔ میں شہید بن گئی تھی جہاں انہوں نے لیبارٹری قائم کر رکھی تھی۔ وہاں کوئی غذا نہیں تھا جہاں محروم کی جھوٹی کھا مکھن ہوتا۔

جب میں قدامت میں پہنچی تو اپنے شہیل سے دو صحت پیچھے تھی۔ یہ ایک بہت بڑا قدامت تھا جہاں گھاس کا ڈھیر بڑا ہوا تھا۔ میں نے دروازے کے ساتھ کھڑا ہوا سوچا کہ آج کیا تو وہاں زبردستی پھیل گئی جس نے اندر کا مظهر گرا دیا۔ وہاں پر اپنی مشین کی ادھار کھانہ ہوا تھا جس میں ایک 1940ء کا ڈال کا فریج بھی تھا۔ میں اوپر ہی منزل تک جانے کے لیے سیڑھیاں تلاش کر گئی۔ میں نے پیسے سے بالائی منزل کا جائزہ لیا جسے میں صحنوں میں سمجھ کر آیا تھا۔ مجھے یہ یقین تھا وہاں کیا ہے۔

میری پرورش بھی ایک قدامت ہاؤس میں ہوئی تھی جہاں اس میں میری مصلوبت بہت زیادہ تھی۔ مجھے یقین تھا کہ اوپر جانے کے لیے کوئی دنگری راستہ ضرور ہو گا۔ مجھے ایک چاکری ایک بڑی نظر آئی جس کے درمیان میں اوپر چڑھ گئی۔ وہاں میں نے مزید اوڑار اور گھاس کے ٹکڑے دیکھے۔

ایلی بی آئی والوں کے لیے یہاں دھپکی کا بہت سامان تھا جس کو وہ دینے دو جین کے کاروبار کی حقیقت کو سمجھتی تھیں تھے لیکن میں اس بھیلے میں نہیں پڑنا چاہا رہی تھی۔ میرے پاس بہت کم وقت تھا اور مجھے یہ بہت بوجھ تھا۔

میں نے ٹھوکی سے باہر نظر دوڑائی۔ وہاں اتنا اندھیرا تھا کہ میں اپنی نظروں کے سامنے درختوں کی ظہار نہ دیکھ سکتی۔ اچانک میرے ذہن میں ایک کام تھا۔ میں نے وہاں میں مڑی اور میری کے دوسرے پیسے اڑائی۔ پھر میں نے فرش پر زور سے پاؤں مارا لیکن کوئی آواز نہیں آئی۔ پھر میں نے صحت آگے بڑھی اور دوبارہ فرش پر پاؤں مارا۔ اس دھچکے کو کھینچ لینا کا احساس ہوا۔ میں نے سامان کے ڈھیر سے کھینچا تھی۔ اٹھائی اور باہر کی طرف بھاگی۔ مکان کے عقب میں کورسے کے ڈھیر کے ساتھ ہی صحت کے کاروبارہ نظر آ رہا تھا جس پر ایک پتال کا ہوا تھا۔

کڑی۔ دروازے کی حالت بھی چھ عمارت کی طرح تھی۔ کڑی۔ وہاں بارہ جنوں کے بعد میں زنجیر کے گرد بھی ہوئی تھی۔ کوہنے میں کامیاب ہو گئی۔ دروازہ کھولا اور احساس ہوا کہ میرا لپا باز دوسری طرح میں چھپ چکا ہے۔

مجھے اپنے عقب میں کچھ سکین اور سرکوسٹیل کی آواز سنائی دی۔ لائف چلا کر دیکھا تو وہاں میں سیاہ بانوں والا ایک شخص نظر آیا۔ اس کے ساتھ اوپر اڑنے ہوئے تھے اور انہیں ایک کھیل سے باہر نکالنا تھا جس کے دونوں سروں پر تانے لگے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا۔ "دائیں طرف کھم کھم۔" وہ ان کے کہنے پر اڑنے والی ہوئی۔

ایک نے کہا۔ "میں اس پر غور کر رہی ہوں۔" میں نے کہا۔ "انہیں بائیں سے۔ میں کوشش کرتی ہوں۔" یہ کہہ کر میں نے گھبراہٹ سے کھیل کو اپنا شروع کر دیا اور ان سے کہا کہ وہ یہاں سے لپٹ کر کوشش کریں۔ میرے بازو دھکے دے کر ان کے سر میں شہید پر دروازہ ہوا تھا۔ میں نے پیچھا۔

میں نے کوئی دنگری نہیں سنی۔ میری کوشش میں کھیل کٹ گیا اور وہ لڑکھانے لگا۔ میں نے آواز دی۔ "ان میں سے ایک ہو۔" "ہائیں، الی بی کو اسے ہونے دے۔ ہم ساری رات وہ کھیلے گا۔"

میں نے ہوائوں پر پھرتا ہوا دیکھا کہ وہاں اتنا اندھیرا تھا کہ میں اپنی نظروں کے سامنے درختوں کی ظہار نہ دیکھ سکتی۔ اچانک میرے ذہن میں ایک کام تھا۔ میں نے وہاں میں مڑی اور میری کے دوسرے پیسے اڑائی۔ پھر میں نے فرش پر زور سے پاؤں مارا لیکن کوئی آواز نہیں آئی۔ پھر میں نے صحت آگے بڑھی اور دوبارہ فرش پر پاؤں مارا۔ اس دھچکے کو کھینچ لینا کا احساس ہوا۔ میں نے سامان کے ڈھیر سے کھینچا تھی۔ اٹھائی اور باہر کی طرف بھاگی۔ مکان کے عقب میں کورسے کے ڈھیر کے ساتھ ہی صحت کے کاروبارہ نظر آ رہا تھا جس پر ایک پتال کا ہوا تھا۔

میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہاں سے نکالنے کی تدبیروں کے بارے میں سوچتی تھی۔ میں نے اڑتے اڑتے کے اطراف میں لگی دروازے کی ٹھوکی پر ضرب لگا کر شروع

میں نے ہوائوں پر پھرتا ہوا دیکھا کہ وہاں اتنا اندھیرا تھا کہ میں اپنی نظروں کے سامنے درختوں کی ظہار نہ دیکھ سکتی۔ اچانک میرے ذہن میں ایک کام تھا۔ میں نے وہاں میں مڑی اور میری کے دوسرے پیسے اڑائی۔ پھر میں نے فرش پر زور سے پاؤں مارا لیکن کوئی آواز نہیں آئی۔ پھر میں نے صحت آگے بڑھی اور دوبارہ فرش پر پاؤں مارا۔ اس دھچکے کو کھینچ لینا کا احساس ہوا۔ میں نے سامان کے ڈھیر سے کھینچا تھی۔ اٹھائی اور باہر کی طرف بھاگی۔ مکان کے عقب میں کورسے کے ڈھیر کے ساتھ ہی صحت کے کاروبارہ نظر آ رہا تھا جس پر ایک پتال کا ہوا تھا۔

میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہاں سے نکالنے کی تدبیروں کے بارے میں سوچتی تھی۔ میں نے اڑتے اڑتے کے اطراف میں لگی دروازے کی ٹھوکی پر ضرب لگا کر شروع

میں نے ہوائوں پر پھرتا ہوا دیکھا کہ وہاں اتنا اندھیرا تھا کہ میں اپنی نظروں کے سامنے درختوں کی ظہار نہ دیکھ سکتی۔ اچانک میرے ذہن میں ایک کام تھا۔ میں نے وہاں میں مڑی اور میری کے دوسرے پیسے اڑائی۔ پھر میں نے فرش پر زور سے پاؤں مارا لیکن کوئی آواز نہیں آئی۔ پھر میں نے صحت آگے بڑھی اور دوبارہ فرش پر پاؤں مارا۔ اس دھچکے کو کھینچ لینا کا احساس ہوا۔ میں نے سامان کے ڈھیر سے کھینچا تھی۔ اٹھائی اور باہر کی طرف بھاگی۔ مکان کے عقب میں کورسے کے ڈھیر کے ساتھ ہی صحت کے کاروبارہ نظر آ رہا تھا جس پر ایک پتال کا ہوا تھا۔

میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہاں سے نکالنے کی تدبیروں کے بارے میں سوچتی تھی۔ میں نے اڑتے اڑتے کے اطراف میں لگی دروازے کی ٹھوکی پر ضرب لگا کر شروع

### اتھارنگر

پاورنگی خانے سے برتن ٹوٹنے کی آواز آتی تو خاتون خانہ نے چلا کر کہا۔

"پاورنگی! تو نے یہ بڑا کڑا دیا۔"

"پاں بیکر صاحب! آج تو قسمت بڑی بریان تھی۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ پیتھیں دھونے کے بعد تو تیس تو میری صحت ضائع جاتی۔"

### دواں مریض

مریض: "ڈاکٹر صاحب! میری صحت پانی کے پیتے آگیا ہے؟"

ڈاکٹر: "صعد صعد چاہ۔"

مریض: "آپ میری طرح مریض ہیں؟"

ڈاکٹر: "ہاں، دواں اس مرض کے علاوہ میں نے ایک زندہ چاہا ہے۔ آپ سے پہلے تو مریض آچکے ہیں، وہ آپ کے سب مر گئے۔ آپ دواں مریض ہیں لہذا آپ جینا چاہتے ہیں؟"

سربراہ اور خوام

ایک مجلس میں لوگ عوام کی سعادت اور عبادت پر چھوڑ کر رہے تھے۔ وہ مختلف جہوں کا نام لے کر کہتے۔

"وہاں کے لوگ باسعادت اور دھن ہیں انہیں لگاں چکے کے عوام کی سعادت ہے۔"

ایک بزرگ نے اس کا فیصلہ نہایا۔ "مسی خاص جگہ کے عوام زبور ہوتے ہیں اور دھن بھگے بلک ان کی سعادت اور عبادت کا اصرار ان کے سپرد ہوتا ہے۔"

ایک خاتون اپنی گلی کے ایک بچے کی خاطر عمارات میں مشغول تھی۔ بچہ جی تو دھن سے بولی کو اڑھائی کی دھن سے کاتے ہیں مگر وہ تھا۔

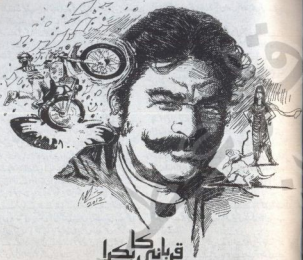
"تھیں تھیں ہے کر م اس بولی کو دواؤں سے کاٹ لوگ۔" خاتون نے بچے کے نرم دھک دواؤں کا خیال کرتے ہوئے کہہ دیا۔

"مسی پاں۔" بچے نے منہ سے بولی بٹا کر کہا۔

"بھی کسی دھن کے مگر یہی سہا کوشت آتا ہے۔"

(کراچی سے تیسرا سوال)





## قربانی کا بکرا

کاشف زبیر

انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے... مگر اس... خلقت میں کچھ ایسے بھی نفوس شامل ہیں... جو کام سے پر ممکن پرویز ہوتے اور صحت مند زندگی کا اہم اور سمجھتے ہیں... خصوصاً جب بات جاہل اور راجا کی سنگت کی ہو... شاید قدرت نے راجا کا نظام بناتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ اسے جی بھی کام ملے... وہ پابۂ تکمیل تک نہ پہنچے... اس عید پر بھی اسے ایک اہم تہ نہ داری دینا نا تھی... مگر...

**میر قیاس علی کے بے ہندہ کرداروں کا کھرا کاٹلا... لیوں پر سہاوت کھینچنے والا سلسلہ**

اگر کسی شخص کے پیچھے ایک وقت آدم خود ہے، پاکستانی پولیس اور جہیز یا اس کی اپنی ہی بتی گنگ جانی تو جو حالت اس سے ہوتی ہے جو بھولتی ہے اسے بھگنہ ہادی ہی خراب حالت اس وقت راجا کی... میں دوست پہلے جانٹ کر میں منٹ پر مگر سے تو کے کینے کی طرف روانہ ہوا تھا۔ میں ہانگہ اسٹائن کرد ہا تھا کہ کئی سٹوری جانے کو مگر سے برآمد ہوئی۔ اس کا اعزاز تیار ہا تھا کہ دو عیسائی کی ہمت کی مکملی شاگ کی ذکر کرنے کا عزم رچی... دو سکرانی

ایک بار بھر چھاری خدمات حاصل کروں گی۔ کیا میں تمہارا کیل ایک ریس اسٹیل کر سکتی ہوں؟

”اب میں ایک معمولی پارٹیڈر ہوں اور تمہارے کام نہیں آسکتی۔“

”اکیس پارٹیڈر، جان معلوم ہو رہیوں کو مرنے کے لیے چھوڑ سکتی تھی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔“ وہ کافی کا گھڑا لیتے ہوئے بولی۔ ”تو یہ بیوقوف کہا کرتی تھی کہ کوئی بھی فرد یہ بھی کر سکتا ہے۔“

”ہاں، میں جانتی ہوں لیکن...“ میں اسے کہتا تھا کہ کر سکتی ہے میرے تعلقات کی نوعیت کیا تھی ورنہ عام حالات میں بھی اتنا بڑا قدم اٹھانے کی ہمت نہ کرتی۔ مجھے اس کا رویہ پسند آیا تھا لہذا میں نے اسے کبھی کسی سانس لینے ہوئے کہا۔ ”فیک ہے اگر تم جتنی ہو کر میں تمہاری کوئی دہا کر سکتی ہوں تو تم مجھے ایسی کھیل کر سکتی ہو۔“

اس نے سٹیوٹ کے اعزاز میں کافی کا کپ اٹھا کر میرا ایک بار بھر کندھے پر اچکا دیا۔ میں تو دیکھ کر میں جی میں نے تو کون کوئی لانے کے لیے بکھڑا کھانے کام کے اور شہ اقدامات کے ذریعے ان کی زندگی میں تہذیبی اور کوشش کی۔ اگر میں نے جگہ اچھا کیا تو وہ میرا اسٹریٹریٹ میں کھل گیا۔ اگر میں نے کپا کر کھرا عمارت میں کرسی

تھی۔ میں نے توئی کا قرض چکا دیا تھا اور اب میں ہر طرح کے پورے سے آزاد تھی۔ اسی لمحے میں نے ایک فیصلہ کیا کہ پولیس سے بولی۔ ”کیا تم تیرا مقدمہ کرو گی؟“

”کیا مطلب ہے؟“

”میں پولیس اسٹیشن پر داری ہوں۔ ک قانون سے ق کی کوئی تک تک ہمارا کھتا ہے۔ میں نے جڈ سے مطلوب ہو کر میں جرموں کو کھرا کر دنا تک پہنچا اور مصروف ہو رہیوں کی جان بھائی۔ پولیس سے مدد کی تو رنج بھاگ رہا تھا کیونکہ... کوئی کی موت کو حادثہ قرار دیا جا چکا تھا اور اس کی موت کی حالت میں جانی تو میری جان کی خطرے میں ہے۔“

”جی۔ یہ سب خالق تمہارے سامنے ہیں۔ امید ہے کہ تم کی بنیاد پر مجھے کم سے کم سزا دلوانے میں کامیاب رہو گی۔“

”قضا شروع ہو گیا تھا۔ پولیس کی گاڑی سائرن بجاتی ہوئی میرے پیچھے چلی آ رہی تھی۔ میں نے اپنی گاڑی کی رفتار اور بڑھاتی پھر ایک موٹر کات کر پولیس والوں کو چٹا دینے میں کامیاب ہوئی۔“

☆ ☆ ☆

اگلی رات میں نے مکمل پسین کون کیا اور دم و نوں ڈرنے کے لیے ایک ایسے ہون میں پیچھے جاس کے خطر سے اس کیل کے قائلے پر تھا۔ وہ پتھ کا پردہ سر کا انداز آئی۔ اس وقت اس کا حلیہ بالکل بدلا ہوا تھا۔ اس نے سوٹ کی جگہ فائن کی کیش اور تیز بکٹ رکھی اور اس کے پال ایک سرخ ٹوٹی میں پیچھے ہوئے تھے۔ وہ خود مکمل ظاہر کرنا نہیں چاہ رہی تھی۔

”میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ان میرا توئی خود پر مہم ہو رہیوں کو میرے سر پر سوار کر دو۔“ اس نے ویز کے جانے کے بعد کہا۔ ”بہر حال، ان میں سے ایک کے پاس کاغذات نہیں ہیں۔“

”تم مجھ خود پر جانتی ہو کہ ان سے کس طرح ٹھٹھا ہے۔“ میں نے کہا۔ ”میرے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا کہ انہیں سڑک کے کنارے چھوڑ دوں۔ کون جانتا ہے کہ کس ہاں موجود ہے؟“

”اکیس تک تو کسی کو معلوم نہیں۔ ان عورتوں میں سے ایک کا کہنا ہے کہ باپ بیٹے میں سے ایک نے انہیں کھرا تھا اور کھرا ڈی دوڑانے کے پاس چھوڑ دی جبکہ دوسری

لاٹوں کے بارے میں شکار کیا چاہا ہے کہ انہیں ساتھ و اور اس کے آئینوں سے لٹل کیا ہے۔ پولیس ابھی تک تفتیش کر رہی ہے لیکن ابھی تک تمہارا نام سامنے نہیں آیا۔“

”اے جی لوگ مجھے ایسے کاموں کے لیے بڑی رقم دیتے ہیں۔“

”اگر ایسی کوئی بات ہو تو میں معاملہ سنبھال لوں گی۔“ اس نے فراخ دلی سے چٹکائی کی۔

”میںیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں جانتی ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔“

”اگر کچھ کرنا تو ضرور کروں گی۔“ وہ کندھے پر اچکا تے ہوئے بولی۔ ”میں کئی لو کی احسان مند ہوں۔“

”وہ ان لوگوں میں سے نہیں کی جو مجھے دھوکے میں رکھیں۔ یہ بتاؤ کہ اس شخص میں کئی کتنے تھے۔“

”تمہاری سوچ سے کئی نہ پڑو۔“ وہ بولی۔ ”ان میں سے کچھ کو میں جانتی ہوں اور ان کا پتہ چل گیا تو میں





کہہ دے گی بات کر رہا ہوں... اس کے لیے بھوکہ۔  
 میں نے ٹہلی میں سر ملایا۔ "میں بھرے کے لیے بھی  
 بھوکہ نہیں کر سکتا۔ اسے بہر حال قربانی کے مرہٹے سے کرنا  
 پڑے گا۔"

راجانے قہقہے سے کام لیا۔ "میرا مطلب ہے بھرے  
 کی تلاش کے لیے بھوکہ۔"

"اس کے لیے تو صرف شراب کو بھوکہ چھو کر سکتا ہے،  
 سنا ہے اسے مشہور جانوروں کو تلاش کرنے کا بھی کیا تھا  
 بس وہ ان تصورات کا تھا کہ وہ خود جانور ہے اور کم ہونے کی  
 نیت رکھتا ہے تو کہاں کارب کرے گا اور وہ یہ جانو رہا ہے  
 جانور لے گا تھا۔"

"فرض کرو تو بھرا ہے اور کم ہونے کی نیت رکھتا ہے تو  
 کہاں جائے گا؟"

"میں بھرا ہوسکتا ہوں لیکن شراب کو بھرنے میں  
 میں نے بتاؤں کہ میں کہاں کیا جا سکتا ہوں۔" میں نے  
 جواب دیا۔ "مسل میں مجھے بھی فرق ہوئی گی۔" میں نے  
 کہہ کر اسے نہیں بلکہ اپنی گھر ہوئی تھی۔ اگر بادشاہ اور  
 بھرے کی تلاش شروع کر چکا تو میرا پس منظر سامراج کا  
 ساتھ لیا جانا خطرناک ہو سکتا تھا۔ بادشاہ عہد کے ساتھ  
 گھن کو بھی جس ڈالنے کا قائل تھا۔ مجھے پتہ بھی کیونے  
 چھوڑا تھا۔ تمام دشمن جانتے تھے کہ ہم کہاں پائے  
 جاتے ہیں۔ میں نے اور جا رہا تھا۔

"تو بادشاہ سے کہہ سکتا ہے کہ بھرے نے غشی میں  
 کو کرکھوئی کر لی ہے۔"

راجانے ٹہلی میں سر ملایا۔ "وہ بھی نہیں کرے گا۔  
 بھرے کی جتنی خبر ان کو ہو پڑے گی۔"

"جتنے بھرے حضور میں قربان ہو کر کھائے۔ تو حارث  
 کے ہاتھوں لٹھوں میں سر کے کھانے اس کے باپ کے  
 ہاتھ سے ایک ہی بار کیوں نہیں مارتا۔"

راجانہ قہقہا دیا۔ "تمہیں تو کیا دوست ہے، بھوکہ کرنے  
 کے کھانے بھرے کا مشورہ ہے۔"

"کیونکہ دوست اگر میں نے جیسے لیے کچھ کا تو  
 امکان یہی ہے کہ میں بھی راجا جان گا تو کیا دوست ہے کہ  
 اپنے ساتھ مجھے بھی مرانا چاہتا ہے۔" میں نے راجا کی  
 چالاکی اور اس کی طرف لگاؤ دیا۔

راجا کی جگہ جگہ جان پڑی ہوئی تھی۔ وہ اپنے  
 رہے سے وہاں اور اگلے سے بھی طرح کام لے رہا تھا۔  
 "دیکھ لیں اگر بھرا نہیں غادر بادشاہ سے مجھے بھلا کر دوہ

چھی نہیں چھوڑے گا۔ اسے معلوم ہوگا کہ آج کل کو موتی  
 آسانی ہوا ہے اور وہ میرے یہاں ہے مجھے بھی بھلا لگا۔"  
 میں فوراً تشریف لے رہا تھا۔ "راجا کیونے کا تھے کسی  
 لوٹ کرے گا؟"

"میں دوست۔" راجانے میری رائے سے کہا۔ "لیکن  
 جب آدمی تھانے میں اٹھتا ہے اور اسے سرچوں کی وصولی  
 دی جا رہی ہو تو اس کے منہ سے کچھ بھی نکل سکتا ہے اور  
 بادشاہ کو اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ وہ جو دے دے یہی  
 بھلا لے گا۔"

راجا میں کوئی اور غور نہ ہوا نہ ہو۔ یہ ملاجیت ضرور  
 تھی کہ وہ بالآخر مجھے کسی کام کے لیے راضی کر لیا تھا۔ اس  
 بار بھی اس نے مجھے راضی کر لیا کہ میں اس کا ادھلی میں سر  
 دوں مگر اس سے پہلے یہاں سے اٹھ جا ضروری تھا اس  
 سے پہلے کہ میں پوچھ اس پوچھ اٹھان۔ میں نے ماسٹر اکرم کو  
 کال کی جو میری ڈکان کا گھرانہ تھا۔ "ماسٹر ویسے تو سب  
 خوب ہے جس کی سرگودھا پوسٹ میں میرا چچا آئے تو کہا  
 کہ چلے کر گیا ہوں۔"

"پوچھیں مجھے لے جائے گی۔" ماسٹر اکرم نے فرمایا  
 کی۔ اسے مناسب ملے دے کر میں... راجا کے ساتھ کیونے  
 ڈی پھرس سے روانہ ہو گیا۔ ٹی ایال ایک ہی خط لکھا تھا  
 اور وہ یہ تھا۔ میں نے اسے غشی میں سے ملائے کے ڈی  
 اسٹیٹ کی بجائے میں نے خائے کے ایک قہقہے میں مجھے بھی اس  
 لیے پوچھ اس پوچھ سے اس نے بھی کر دئے کہ بھرے کی  
 جی بھی نہیں خائے کے گھن میں پھر لیں کہ بھرے میں  
 گھر اور خود ہی کچھ کر رہا تھا اور اس نے کم ہونے کو دیکھ کر  
 منہ بنایا۔ یہ معلوم تھا کہ بھوکہ بھائی کے گودا والا کھانا  
 ہاتھ سے لٹھے پر بھرے سے خانا کھائے ہوئے ہے۔ وہ ایک  
 مکان بن رہا ہے اور نے دو ماسٹر خریدے اسے منہ لگے  
 ماسٹر چھوڑا بھائی کو بیٹا۔ جی کو پتا ہی نہیں تھا اس کے  
 پیچھے چالی چار ہی تھا۔ میں نے اسے سچا لیا تھا۔ اس نے  
 مجھے دیکھ کر ہنسا۔

"تمہیں دینا ہو جا رہا ہے۔" وہ نے...  
 "وہ تو کیا کر لے گا۔" میں نے نہیں کہا۔ "اچھا  
 میں مکان چھوڑ دوں اور اسے دھانی چار مفت میں اس پر  
 قبضہ کر لیتا۔"

یہ نکلے سے میری طرف دیکھا۔ "تو بھوت  
 بول رہا ہے جانی چار کواں کے بارے میں کیا پتا؟"  
 "میں نہیں جانتے تو چھوڑا بھائی کو کال کر کے معلوم

کر لے۔"  
 اس پر بھی کوئی قدر نہیں آئی لیکن اس کا سوا چھلک نہیں  
 ہوا تھا۔ اس نے راجا کی طرف دیکھا۔ "اس بیچم کو کیوں  
 لائے ہو جس کا باپ زندہ ہے۔"

"بڑا دوست۔" راجانے سر دوا رہی۔  
 "بادشاہ کو اس کی تلاش ہے۔" میں نے کہا تو بھی  
 نے فوراً ایک نہایت قدیم ترین موہاں سیٹ لالہ اس کے  
 مختلف پائوں اس میں شلک رکھنے کے لیے سب سے کام  
 لیا تھا۔

"اس صورت میں، میں بادشاہ کو کال کرنا پسند  
 کروں گا۔"

"آئی جلد بازی کی ضرورت نہیں ہے میرے سونے  
 بچے۔" میں نے کہا۔ "پہلے پوری بات تو سن لے۔"

جی نے پاول نے خواستہ موہاں دوا میں جب میں رکھا  
 اور جا رہا ہے پڑنے والی افادہ کے کچھ اچھل پڑا۔ "باد  
 شہ کی جی رہا ہے اور تو یہاں آکر مرنا ہے اپنے ساتھ  
 مجھے میرا دے گا۔"

"انتظار۔" راجانے خوش ہو کر کہا۔  
 "فکر مت کر بادشاہ کی مجال نہیں ہے کہ وہ یہاں پڑ  
 ہی رہ سکے۔" میں نے اسے کئی دلی۔ جی نے کئی میں  
 ملایا۔

"جب وہ دم دوںوں غشیوں کو غائب پائے گا تو اس کا  
 خیال سیدھا میری طرف جائے گا۔"

"پاور راجا کو خالی قہقہے میں چھپا دے۔"  
 "کوئی قہقہہ خالی نہیں ہے۔" جی نے لیلٹن کے لیے  
 میں کہا۔ "میں دوںوں اپنی غشیوں میں دے دوں جو ہاڈ  
 اس سے پہلے کہ میں کال کرے گا بادشاہ کو جانوں۔"

جی کا بھرتا ہوا تھا کہ وہ ایسا ہی کرے گا اس نے ہم  
 یک یک کرنے کے باوجود جمن خائے سے بے آبرو ہو کر  
 لٹھے پر بھجور کرے سے راجا منتقل تھا۔ اس نے کچھ جھرمٹ  
 سب کو دیکھ کر دے ہوئے اعلان کیا کہ وہ بادشاہ کی  
 سے طاقتور پاپ کا نہیں۔ لیکن یہ مشکل کا مسئلہ تو  
 مسئلہ بادشاہ سے بچنے کا تھا اور اب اس کا ایک ہی طریقہ  
 تھا۔ میں نے راجا سے کہا۔ "میں نہیں سے بھرا دیا کرنا  
 کرے گا۔"

راجانے غور کیا۔ "چیز دیا اب کیا ہونا ہے کچھ ایک  
 کہنی کا بندھنا کرنا ہو گا کہ میرے کی پیدائش کا  
 امکان ہوگا۔ میرا خیال ہے سال تو گئے جانے اور یہی تک

میری بری ہو جائے گی۔"  
 "انتظار۔" اس بار میں نے کہا اور راجا کے غشا  
 ہونے سے پہلے وضاحت کر دی۔ "میرا مطلب ہے اللہ نے  
 چاہا کہ وہ... میرا مطلب ہے کہ اسی بھرے کو تلاش کیا  
 جائے۔ پیدائش ہی ازلیت ہے۔"

"وہ قاپ ہے۔" اسے کہاں تلاش کیا جائے؟"  
 "میرے ذہن میں ایک خیال آ رہا ہے۔ فرض کر اگر  
 بھرا خود میں بھرا ہے اسے ان کے پاس لے جا سکتا ہے۔"  
 راجا اچھل پڑا۔ "جانی چار۔" اس کی نظر بھرے  
 پر پڑ گئی۔ اسے اور وہاں دوں چندی کے بھرے بھلا رہا ہے،  
 اس نے غشی سے بھوکہ دوا ہی بھرا ہی بنا رہی ہے۔"

"جب یہ ای کا کام ہے۔" میں نے نہیں سے کہا۔  
 "اور اگر میں سے جب بھی جانی چار کو بچا گئے میں کوئی  
 حرج نہیں ہے اسے اس نے بھی تو کیا کام کیا ہے۔"  
 "کون سا کام...؟" راجانے سامنے پانچھ سے  
 کر رہے والی ایک خاتون پر غور کرتے ہوئے سے دھیانی  
 میں پڑ چھا۔

"بھرے جہانے کا۔"

راجانے سوچا اور بھرا کاپ اٹھا۔ "بھرا... باد  
 شہ تو شاید بھرا ہی غازی کی وجہ سے بھرا عایت کر لیں  
 جانی چار۔" اس کا مطلب غشی میں کرے گا۔ اپنے بھرے کے  
 لیے وہ بہت حساس ہے۔"

"بارہم اسے بتا کر یا اس سے پوچھ کر معلوم کیا  
 کر رہا ہے۔" میں نے کہا۔ "بھرتے... اس میں طرح طرح  
 نہیں ہوگا اور اگر تو بادشاہ سے جتنے جتنے چاہے گا۔"

بادشاہ کے خوف سے باختر راجا کو بھجور دیا کہ وہ  
 میری بات مان لے۔ "فرض کر اگر بھرا دھانی چار کے  
 پاس جیے ہم کس طرح دوا میں لے سکتے ہیں؟"  
 "اسے بھوکہ کس طرح دوا میں لے سکتے ہیں چھے  
 مفروضہ کر کے کاٹ لیا ہے۔"

راجانے اپنے رہے سے دماغ پر زور دیا۔ "میں  
 رنگ ہے اور اس پر ایک اور براؤن ڈسے دیے ہیں۔  
 آئیں جی براؤن جی کا لنگ لنگے ہوئے اور غشا سے بڑے  
 ہیں کان دوںوں باطل کا لے ہیں۔ صحت اچھی ہے جس بھ  
 لے کہ وہ شراب کی طرح جانتا ہے۔"

"اب نہیں جانی چار کے بھرے میں  
 سے ایک ایسا ہی بھرا کپڑا لٹکا ہوگا۔"  
 راجانے جی میں سر ملایا۔ "بھرتے کی غمرانی ایک بڑا

عطر کا قسم کھینچی کرتا ہے اگر تم نے کہا کہ لائے گی خوش  
کی تو وہ جانی کال لے گا۔  
”اس کا بھی بھوکہ نہ کر کہیں گے پہلے چل کر کہہ کرے تو  
دے گی۔“  
”لیکن پہلے اپنا حال ہی میں ورنہ جانی چاہئے نہ کچھ  
پر تو رہے جائیں گے۔“ انہوں نے اس کی ہلکی بارش کی  
کی بات کی اور اس سے اس اتفاق کرنے پر مجبور ہو گیا۔ ہم  
نے ٹیڈ کی لٹے سے باز کرادور کیا۔ راجا نے ایک اور کوٹ  
ڈھنک کر جس کا موسم گرمی میں چار پانچ سال بعد تھا۔  
اس وقت تو آسمان پر سورج گرم بارش سا تھا۔ ساتھ ہی اس نے  
فکری طور پر اس کا کپڑا کھینچ لیا۔ فٹ پاؤں پر کھڑا  
ٹھیک لگا دالے سے صرف دو دو پے میں بڑا سا گھٹی  
رنگ کا چٹورہ دیا۔ میں نے اس سے ایک لٹا ہوا دیکھا  
گاہ لیا جو دراز ڈھک اور صرف میں روپے کا تھا۔ ایک  
نیپ کے ساتھ میری اصلہ اپنا چل گیا کہ صرف جانی  
چاہی تھی لیکن انھوں نے جیلوں کی ایک آنکھ وصل  
تھی۔ کسی خوش قسمتی سے خود جانی ہی بھوکا چڑھی میں سوچو  
تھی تھا۔ خدائی کج عطر کا خاکہ وہ آئے جانے والوں  
اور کھڑوں پر کیسا لڑی تھریں ہوئے تھا، اتفاق سے  
جیسے ہی ہم پہلے ایک بڑے دروازے کے انچام کھڑے ہوا فضا ت  
لیا۔ وہ خلیانے سے دو پے میں ہوئے۔ اس کا مطلب ہے رات کو کسی  
فضا ت کے لیے کھڑے عام اس کا طاقان بھی گریا۔ ”انہی دو  
سال سے بال رہے تھے۔ اس بار قربانی کا ارادہ تھا تو کوئی  
چرا کر لے گیا۔“ انہی دو دو ایلا ہمارے تھے کہ نہ جانے  
کہاں سے خدائی کے دوسرے لیے اور انہوں نے بڑے دروازہ کو  
ان کی ایک سیت اٹھا کر پڑھی کے باہر پہنچا دیا۔ میں  
اسے اٹھا تھا۔ وہ بے چارہ عطر پہنچا تھا اور میرے شاہ  
ایک چھوٹی سی دکان میں کہا بڑا خوش کرتا تھا۔  
”وہ راجا۔“ راجا نے چڑھ کر مجھے اس ایک کمرے کی  
طرف اشارہ کیا جو کچھ سے فارغ ہو کر بلی کرتے ہوئے  
غلام انسانوں کی بکراؤں پر گورو کر رہا تھا۔ اس کا کینڈا اس کی  
آنکھوں سے جھلک رہا تھا۔  
”گناہ تو بھی بڑے سماں کی طرف باہر جانا چاہتا  
ہے۔“ میں نے دانت نہیں کر کہا۔ وہاں کی درختن کمرے  
موجود تھے اور ظاہر ہے ہمارے چھری کے یا بڑے دوست  
حاصل ہوئے تھے۔ ٹیڈ کا راجا نے جانی چاہی تو  
ہلے لے لیا۔ وہ اپنی توین بھتا تھا۔ خدائی نے بھی گھٹ کی فکر  
سے دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ اس لیے میں نے وہاں سے

لکنا مناسب سمجھا۔ راجا نے باہر چلتے ہی اور کوٹ اور  
سے جان چھڑائی اور انہیں ایک تھریں کے حوالے کر دیا۔  
”میرا گرمی سے انتقال ہوئے والا تھا۔“ راجا نے  
کہا مگر تھریں اور کوٹ پر سیٹ پا کر اتنا خوش تھا کہ اس نے  
نورا انھیں ذہب نہ کر لیا۔  
”تھریا کچھ دوسری وجہ سے بھی انتقال ہو سکتا  
تھا۔“ راجا نے کہا۔ ”تو اپنی زبان بند نہ کر دیکھو کہ  
”میں یاد دہشت سے نکل گیا۔“ راجا نے شرمندگی سے  
ذہب کی کہ۔ ”کہا ہی تھا، میں نے کچھ نہ کیا۔“  
”اس کا مطلب ہے جانی چاہئے تھریں سے پیچھے  
لگا دیے تھے اور خوش قسمتی سے تو کیا اور وہ خاموشی سے کمر  
چرا کر لے گئے۔“  
راجا ہنسا ہوا۔ ”خوش قسمتی ہے؟“  
”تو راجا جیسے، اگر تو جاکر راجا کو تو انھیں بھلا  
تھے سلا تا پڑا اور وہ نہ دیکھ کر اس طرح سلا تے تو آج میری طرح  
چاہا۔“ سے خاموش رہے۔ ایک تھریں کے تھریں سلا تے تھے۔  
راجا نے فوراً کیا اور کپ کمری کی تانہ کی۔ ”تو کھل  
کہہ رہا ہے۔“  
”میرا خیال ہے خدائی کو کھل ہو گیا تھا۔ اگر ہم نہ  
دیر اور دے تو وہ اگلا زنی شروع کر دیتا۔“  
راجا نے فوراً ہو گیا۔ ”اس کا مطلب ہے رات کو کسی  
گھڑی خلت ہو گیا تھا کہ پھر پھر پھر۔“  
”میں بھی کوئی ترکیب سوچتے ہیں۔“ میں نے کہا۔  
”کیا تو اسٹاپ ٹھان لو۔۔۔“  
راجا نے فوراً میرے بازو میں ہاتھ ڈال دیے۔  
ہم کچھ دیر کے تو دور باہر میں گئے۔ میری کوئی ارادہ نہیں  
تھیرا ساتھ بھولے گا تو دور باہر میں گئے۔  
”ابے دوست نہ کہ۔“ یہی نہ تھیں۔ ”میں نے بھلا  
کہا۔“ میں شام کے وقت تھے بھی بڑی دانی دے کر بڑی  
کے پاس ملوں گا۔“  
”میں جی تو یہ کہیں رہوں گا۔“ راجا نے فریاد کی۔  
”کیا کرنا ہے؟ اس کی دکان پر چلا جانا اسے۔“  
کوئی بہت نہیں کرے گا۔“  
راجا خوش ہو گیا۔ ”ٹھیک ہے، اب یہی خوش ہو جائے  
گاہیں سے بھوکہ نہ بھی اٹھ جائے۔“  
”نہیں تو روانہ ہو جا۔ میں شام میں بھوکہ پھر پار کرنے  
کوئی ایسی ترکیب سوچتا ہوں جس میں ہم دونوں کی چپے  
ہو جائے۔“

”اس کا مطلب؟“  
”خواب ہے کہ بکری سے تو قربان ہو جائے اور  
جیرا عطر دیکھو۔“ میں نے تھریں کوئی شوشے شادی کرنی  
ہے۔ اس نے منھ پر ہنر پروف ہوتا ہے۔“  
راجا نے فٹ سے تھریں کو پھر اسرا نہ کیا۔ ”اس سے بھر  
تے تو جیلوں اندر کی کسی کیس سے شادی کر لے۔“  
”وہ کچھ بے راجا میرے منہ پر شوشی برائی مت کیا  
کر۔“  
”میری مرضی یہ تھی، شادی کے بعد تیرے گھر میں بھی  
پڑا کر اٹھ جائے گا۔“  
راجا کھل گیا تھا۔ ”وہ زمان میں شوشے ڈال نہ کچھ  
کہا تھا۔“ باقی اس طرح جیسے حکومت جیلوں کی قیمت  
کرتی ہے۔ گھر شوشے بعد میں دن دن کو بڑا چارہ کار  
دیکھا کہ اپنی تھا جیسے حکومت جیلوں کے دام بڑھاتی ہے۔  
بہر حال اپنی محبت میں ایسا ہی ہوتا ہے اور یہ غنیمت ایسا ہی  
کا فائدہ دھاتی تھا۔  
میں گھر وہاں آیا تو اندر داخل ہوتے ہی مجھے اپنی  
آنکھوں پر شوشا۔ یہ کج دہائی تھا کہ اپنی میری آنکھوں کے  
سامنے اس کی تھریں گھر میں تھی۔ اپنا شوشہ کرنے کے لیے  
کمرے کی طرف چھکا ہو کر کسی سلاش سے بندھا ہوا چارہ  
کھانے میں مصروف تھا۔ وہ دم بخت نہ جانے کیا کچھ  
ہاتھ کا پھل کر تھریں گھر سے گری۔ اس وقت بکری کے سر  
میں تھانہ تھریں تھرتھرتا ہے۔ یہ فرق اس دور کو آسانی  
میں آگیا تھا جس میں تھریں ساری دھیرے سامنے گھر کر  
دہائی اور شوشے چاروں شانے چت ہوا۔ دھانے کی آواز  
کے اندر سے خیل دھڑا دھڑا آتا۔ لیکن میں نے پھر شوشا پا کر  
اس نے دوا دیا یا اور اس میں دوا کی آگیا۔  
”اس میں خیل۔۔۔ اسے دیکھو۔“  
انہاں سے جھک کر میرا سواہ کیا۔ اس وقت میں  
بھینسی کھینچا تھا۔ انہاں سے تھرتھرتا ہے کہا۔ ”اس کی  
کمرہ کج تھی۔ اب یہ مرد و خدیجی کر لے گا۔“  
”خوش کیا  
سے تھریں کرے کہ دن شام ہر جگہ بھوکہ نہ کھالے۔“  
”خیل کے اشتہار پر میں نے سر کے وسط میں ٹیڈ کی  
گھر لکھا۔ ”اب تو کھو۔“  
”ابھی کھڑا کرنا ہوں۔“ میں نے کہا۔

”کہاں سے؟“  
”خیل نے اسی کھڑا چھٹی کا ذکر کیا جہاں سے میں اور  
راجا آئے تھے۔ میں نے سر پر ہاتھ مارا جو وہاں تھی  
گھر پر لگا اور میں نے ایک بار بھوکے کی شان میں  
کرتا کی۔ جوشاں میں نے ناری سے چارہ کھا رہا تھا۔ اس  
پاؤں ہو کر اندر جا چکی تھی کہ میں نے ان کا اعزازہ دلالت  
کر دیا اور میں خیل کو کچھ نہ لایا۔“ یہ کچھ اور  
فرخندہ کھڑا چھٹی جانی چہ کی ہے اور وہاں سارے  
بکریے چھری کے لیتا۔  
”چھری کے؟“ خیل نے فٹ نہ ہو کر کہا۔ ”میں بھی  
چند لپا ہو کر لیتا۔“  
”اس میں بڑی یاد دہائی بات ہے کہ یہ وہاں شوشہ  
کا بکرا ہے اور وہ اس کی طاقان میں سے اب سوچ کر تھار  
شاہ نے یہاں چھپا یا مارا اور کھرا بڑا ہو گیا تو ہمارے  
ساتھ کیا ہوگا؟“  
”تب کیا کر دیا؟“ اسے دہاں کر آؤں۔“  
”اس وقت میں تھرتھرتا کر۔“ وہ صرف کھرا نہیں  
کہہ رہی تھی۔ ”بکریے دے پے قے تھے؟“  
”بارہ چارہ۔“ خیل نے سٹاک کر کہا۔  
”بارہ چارہ میں آج کل صرف خدائے نہ بکریے تل  
ہستے ہیں۔“ میں نے کہا اور میں نے چکر لگنے کے خیل نے  
بڑی خدائی کج بھینچ میں ڈال دیا تھا۔ اس ایک نہ شوشہ کو  
شاہ بکریے کی کھڑا کچھ چھپا چھپا تھا کہ میں اس کا مطلب ہے  
خیل خدائے کو یاد دہا کرے۔ ہر بکریے کا۔ اس کا بھی خدائے  
کسی وقت نہیں آسکتا تھا۔ راجا نے دوتی پڑھائی تھاری  
کی طرح مجھ سے کجی ہوئی تھی اور میں سے چھٹکارے کی  
ایک ہی صورت کی کہم کر ڈال اس میں سے کوئی ایک اس دوا  
سے رخصت ہو جائے۔ گھڑی الحال اس کا بھی امکان نہیں  
تھا۔ مجھے یہ بھوکہ تھا۔ ایک کوٹ دالے پر دھک ہوئی تو  
میرا دل اکھل کر تھرتھرتا گیا۔ خیل دروازے کی طرف  
آگیا اور اس نے باہر بھوکہ اس کے بعد وہاں پر کھڑا کر بیچے  
آگیا تھیں کہ کہہ کرے گا کہ مارا ہو۔“  
آگیا اس نے کجی چھٹی کھوں اور اس سے زیادہ کجی آواز  
میں کہا۔ ”باہر بارش ہے۔“  
میں نے لپک کر بکریے کی سرکھولی اور اس سے پہلے  
کہہ دیا تھانہ کرتا تھریں دی۔ اس کے منہ پر لپٹنے کا۔ اس  
وقت وہ آواز دل دیا تو شوشہ دروازہ تو دور اندر آ جاتا







کے مریض کو کمرے سے باہر جانے کی اجازت دے دی اور پچاسی کے ساتھ خود کو قریب سے دیکھ کر فرار ہو گئے۔ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ قریب آئے۔ میں ٹیڈی کی طرف بڑھا جہاں جلی کی روئی قریب آئے۔ مجھے ٹیڈی کا گرا کر مرے ہوئے اپنے ساتھ ہی آپس میں دیکھ کر ہنس کر رہ گیا۔







”مجھ کو چکا ہوں لیکن تم جانتی ہو کہ دو چلتے سے خدی  
ہے۔“ میری آواز نڈک سے بھل ہو رہی تھی۔  
”تم جانتی ہو۔“ وہ سنائی۔  
”تم نے کیا۔“ ثروت اٹھی سے دلی سے کہتا ہوں،  
اگر تم بھل جانتی ہو تو میں آج کوئی کاروبار نہیں کرتا  
کہتا۔ لیکن اگر تم میری قسمت میں نہیں ہوتو میری قسمت میں  
رہی کہ میری رہائی ہوں۔“ کوئی خاموشی سے چاہتے رہتا  
کوئی تکانہ نہیں لوگ سے تکانہ کہتے ہیں تو کہتے رہیں۔ میں  
”تکانہ“ اب بھی کر رہا ہوں۔۔۔ اور زندگی کی آخری سانس  
تک کر رہا ہوں۔ میں جب۔۔۔ میری عمر تین سو تیس تھی۔۔۔ تو  
مجھے۔۔۔ خور سے دیکھا۔۔۔ ہر بھول کو خود سے  
دیکھا۔۔۔ جیسے وہاں اپنا نام لکھا ہوا ہے۔۔۔ وہ کسی کو نظر آنے  
پاتے۔ لیکن اگر تم نے دیکھا تو میں ضرور دیکھنے لگا۔ میں  
جتنی محبت کے اس لفظ کو قبر میں بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤں  
۔۔۔۔۔“  
”جہاں تک سب پر ہر گناہ کر گیا۔ اس ڈر سے کہ  
کہیں انھیں مل نہ جائے، میں خاموش ہو گیا۔  
اس نے کوئی ڈھنگی خبر نہیں کیا، جس سزا کا جھیلی  
رہی۔ اب تک میں غصہ کیا۔۔۔ مجھ کو ہے، ہر بھول کو  
حرکت کو کوئی ہوتی کی، ثروت نے سزا بخار کھا لی ہے۔ وہ  
اس حرکت کو دیکھ نہیں پاتا۔۔۔ وہ بولے سے اپنا  
ثروت کے ساتھ ہے، کوئی کوئی مٹا کر اپنے ہاتھ  
سے دائیں میں مٹا کر اس کو حرکت دی۔ ثروت بڑی  
طرح چپک کر میری طرف دیکھنے کی۔ میں نے ہاتھوں پر  
انگلی دک کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اس نے ایک بار  
میرے بار بار بھڑکنا دیکھا۔۔۔ ابھی بار بار بھڑکا اور  
اندر سے سے جھک کر چلنا ہو گیا۔ میری طرف بڑھا۔  
”کچھ دفعہ میں نے تم کو بھی اس طرح لگا کی تھی کہ  
وہ آسانی سے مٹ سکے۔ میں نے کچھ ہی پر ہاتھ رکھا۔ باہر بیٹھا  
کوئی موجود تھا۔ میں نے ایک بار بڑے ثروت سے خاموش رہنے کا  
اشارہ کیا۔۔۔ میری سزا کی۔۔۔ نہ کر لی۔۔۔ نہ کھلا۔۔۔ نہ  
میں نے کچھ موجود تھا۔۔۔ وہ سنوں اور سنوں کے ساتھ تھا۔  
اس سے پہلے کہ کچھ ایک طرح پر رکھا سے۔۔۔ میں بھل ہو  
جاتا، میں نے بھرنے سے اس کی توانا کر دینا۔۔۔ بھل  
سو نے۔۔۔ ہر کر میں نے اس کو میری دیکھا اپنا تھا۔ ایک سی  
زور دار دیکھنے کے لئے کچھ کر کے میں کر گیا اور  
غصہ کی دھڑ سے ہو کر ہے پتے پر دوپٹے۔ ثروت کی غصہ  
آواز سنائی دی۔۔۔ بیٹھا وہ سخت غصہ ہو رہی تھی۔۔۔

[illegible][illegible][illegible]



ڈراماچر نے مطمئن اعزاز میں سر جلا یا۔ اس نے مجھے کیلیوں کی چٹائی کی۔ میں نے ٹھہرے کے ساتھ لگا کر دیا۔ اس نے ٹیپ ریکارڈری آواز دھڑکی اور پتی گزری تا کہ میں بھی اپنی طرف مڑتی۔ میں نے ٹیپ ریکارڈری کی آواز دھڑکی کی آواز دھڑکی میں کوئی گھٹنے... چنے پانا چاہیے تا کہ اسے مال ہو پایا۔ جوں جوں چلے ہوئے اور میں تیری خوشبو پایا۔ میں نے مڑ کر دیکھا۔ مجھے لگا جیسے ہوں کے کمرے کی کھڑکی میں سے شورت مجھے دیکھ رہی ہے اور میرے لیے دعا گو ہے۔

حسب توقع چار چار پانچ پانچ ہند چادر میں لپٹی ہوئی کرشمہ پکود اور کنگ ایک کے سہارے چلتی ہوئی گاڑی کی اگلی نشست پر بیٹھی۔ چوڑی دیک ڈالنے والے نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ ہائی دونوں افراد اگلی نشست پر بیٹھ گئے۔ گاڑی روانہ ہوئی تو میرے اشارے سے ڈراماچر نے ٹھیکسی بھی آگے بڑھا دی۔

جلدی ہم اندرونی سڑکوں سے نکل کر پانی دے پر پہنچ گئے۔ میں نے ڈرائیونگ سے اگلے کچھ منٹ ڈراماچر سے کہا۔

”تھمرا تارام؟“  
”محمد یاسر سی۔“  
”تو یاسر بات ہے کہ میرا تعلق سی آئی ڈی سے ہے۔۔۔ مجھے ہونا غلطی ہے نہیں؟“

”جی ہاں۔۔۔“  
”مگر ہائے کی بات نہیں۔“ میں نے اسے تسلی دی۔  
”تو میں پھر کر اپنے گھر کا۔۔۔ جگہ انعام میں دوں گا۔ میں اس گاڑی کو چھینا کرتا ہے اور پھر اپنی اختیارات کرتی ہے کہ کیا ٹھیک نہ ہو۔“

”فخیر۔۔۔“  
”فخیر۔۔۔“  
”فخیر۔۔۔“  
”فخیر۔۔۔“

اس نے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔  
”مگر تو نہیں۔۔۔“  
”تھمرا تارام۔۔۔“  
”تھمرا تارام۔۔۔“  
”تھمرا تارام۔۔۔“  
”تھمرا تارام۔۔۔“

کا تھا جب چادر ہاتھ لگا۔ ہاتے ویز پر گاڑیاں اکٹھڑی تھیں ایک ایک دوسرے کے پیچھے چلتی راتی تھیں۔ چٹنی اس طرف سے چلتا ایک معمول کی بات ہوئی ہے۔ پھر چٹنی نے احتیاطی کر لیا۔ اسے ناقص نظر آ رہا تھا اور میں کی تیار مڑی گاڑی کو کوئی بھی کسی اور کو لگا کر دروازے آئے۔

میرا اشارہ کر لیا تھا کہ وہ اپنی طرف جانے کی نہیں دیا تھا۔ اس وقت وہ اپنی طرف سے چلتی ہوئی گاڑی ایک کچھ کے راستے پر مڑی۔ یہ تاروں کے جھانے انٹوں کی سڑک کی اور میں نہیں سے ہوا میری سی۔ اب میں کر لیا

ہے اپنا قاصد مزید بڑھاتا پڑا۔ ہم نے کر لیا کو دیکھنے کے سامنے اس حوال پر نظر کریں کہ گاڑی کے ٹائروں سے اڑتی ہوئی سرخ پودوں سے ختم کے بعد ایک گاڑی پر جا کر مڑ ہوئی۔ یہ خاص دیکھنا علاقہ تھا۔ گاڑی ڈراماچر میں تھا۔ دوسرے سب کے سفید پیرا نظر آ رہے تھے اور ان سے کچھ قاصد پر مڑی ہوئی ہے برتے۔ یہ گاڑی بڑی چلی تھی۔

ٹھیک پھر گاڑی کے دور میں چلی تھی۔ میں نے گاڑی سے کچھ قاصد پر مڑتوں کی طرف میں گاڑی روانہ کر دیا۔ پھر میں نے گاڑی کو تیار دیکھنا اور اسے پوز ٹھیک کر لیا۔ اگر کوئی یہ جھٹکتا تو اسے بتائے گا کہ گاڑی غراب ہے اور سواری گاڑی میں تھی۔

اس کو سب کچھ سمجھ کر میں جی کے ساتھ میں چلتا پھرتا کی ٹھیک پڑا ہوا گاڑی کی طرف بڑھا۔ اب میں نے ایک ایک ایٹار کی تھی اور ایک ایک ٹیپ میں ڈال لی تھی۔ کوئی نہیں کو جب سے نکال کر میں نے چٹوں کی ٹیپ میں اس ایٹار لیا اور اسے چھانے کے لیے شرت چٹوں سے باہر نکال لی۔ آئی دوران میں شورت کو فائل کیا۔

”تھمرا تارام؟“  
”محمد یاسر سی۔“  
”تو یاسر بات ہے کہ میرا تعلق سی آئی ڈی سے ہے۔۔۔ مجھے ہونا غلطی ہے نہیں؟“

”جی ہاں۔۔۔“  
”مگر ہائے کی بات نہیں۔“ میں نے اسے تسلی دی۔  
”تو میں پھر کر اپنے گھر کا۔۔۔ جگہ انعام میں دوں گا۔ میں اس گاڑی کو چھینا کرتا ہے اور پھر اپنی اختیارات کرتی ہے کہ کیا ٹھیک نہ ہو۔“

اس نے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔  
”مگر تو نہیں۔۔۔“  
”تھمرا تارام۔۔۔“  
”تھمرا تارام۔۔۔“  
”تھمرا تارام۔۔۔“  
”تھمرا تارام۔۔۔“

طرح کھڑکی تھی۔ اس کی بیرونی دیوار میں تاک چھری انٹوں کی تھی۔ کھڑکی میں۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

میں ٹھیک دیکھتی تھی۔ ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“  
”ٹھیک یاسر سی۔۔۔“

بمبار۔ جگہ بہت ہی بُرا۔ کھڑے کھڑے بندے کی جان نکال لیتا ہے۔  
اسی دوران میں مولوی سترہ سال کا ایک لڑکا سانپ لے کر کھا دی اور پڑیاں دیکھنے مکان کے سامنے سے گزرا۔ اس نے چلتے نہیں دیکھ لی۔ کپڑوں کی طرح ٹوٹے کا پتلا طبلے کی جھنڈ تھا۔ جس نے لطیف سے کہا۔ ”آپ تو کھینے کے کیا لیں؟ یہاں لہاس کوئی نہیں پھینکتا۔“  
لطیف میرا اشارہ دیکھ کر ہلا۔ ”یہ تو بے حوصلی کا۔ اس کی بات اور ہے۔“

”کیا مطلب؟ جو چیز عام لوگوں کے لیے منع ہے وہ اپنے لوگوں کے لیے جائز ہے۔“  
”ہاں، لیکن تو چاہے۔“ یہ لہاس کو دیکھ کر کہنے لگے جن کو چروٹ حوصلی والوں کی بھڑائی کھائی پڑی تھی۔ عام لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ اب یہ منڈا جو یہاں سے گزرا ہے، پڑھا کھسا ہے۔ شاید بھالپوڈ کا رہنے والا ہے۔ بس چروڑوں کے ہتھے چڑھا ہے۔ یہاں بیٹھوں اور گاؤں کا گوبرا اٹھا رہا ہے، توں کاراب بنا رہا۔ پھر اس طرح سے دوپے کا گرم رہا ہے۔ اچھی گواہی بھی ہے لیکن ویلن بھی رنج کے ہوتا ہے۔ ٹوڑی چھوڑ چاہے آؤسانی سے چھوڑ بھی نہیں سکتا۔ اور یہاں یہ کوئی ایک ہی شہری منڈا نہیں ہے، چھوڑی ہی بڑی عمر کے چھوڑہو کر تو انہیں حوصلی میں ایسے ہی لیتا ہے۔ شہری لہاس اور یہاں ویلن ہوتے ہیں جگہ جگہ۔ کرنا نہ روٹی لطیف کھینے کیسے چپ ہو گیا۔  
”آپ کو کچھ کنگے تھے؟“ نہیں نہ کہا۔  
وہ ذرا توقف سے ہلا۔ ”آپ بھر بھائی کل آئے تھے، اس لیے آپ کو بتا رہا ہوں ورنہ یہ بھائی کرنے والی نہیں لیتا۔ چھوڑی انور کی کتنی بڑی تھی۔ مچلی گاؤں کی بانی دو شہری تھی۔ ایک داؤد تو چھوڑی نے دیکھنے سال ہی کیا ہے۔ لاہور شہر کی کوئی کڑی ہے۔ چٹنی مکلی پڑھی لکھی ہوئی بس بھینس کی ہے ہی طرح۔ چھوڑی کی اصل بیوی تو دیکھنے والی وادھہ لی بی بی ہے۔ پانی دونوں تو بس رخصتیں ہی لیں۔ چھوڑی ان دونوں کو بھی دیکھ دیکھ کر دیر میں بھی نہیں ہونے دیتا۔ درمیان والی کو تو شاید چارے میں شلاق ہو جائے۔ چھوڑی کا دل بھڑکے بھڑکے ہے اس سے۔ بارگاہی بھی کرنے لگے اس کے ساتھ۔“

اچھے اچھے کھینے میں میرے اور لطیف کے درمیان تھیں سنگھ ہوئی۔ وہ دیکھ کر بے چارے کھینے میں لے گیا۔ کھا کھلا۔ کھانے کے دوران میں بھی ہم بے لکھی سے

بائیں کرتے رہے۔ ہم ایک دوسرے کو جانیتے سے آپ کے خاتمے تم کو کہہ رہے تھے۔ جس طرح سرحدی گاؤں اور گاؤں کی حوصلی کے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا، وہ اور طرح تھا۔ حوصلی کو پہلی حوصلی کہا جاتا تھا حالانکہ اس کا رنگ بچہ نہیں تھا۔ سماں کی رائے میں اس کو بیلا رنگ کہا گیا تھا جنہی وجہ سے یہاں حوصلی پر ہلکا تھا۔ چھوڑی اور افراد اس کے دواؤں میں بھی بے وحشت چلے پڑے تھے۔ شہر میں کچھ دور ہر طرف کے جاؤ دیکھو قانونی کاموں میں ملوث تھے لیکن ان کی طرف ان کے اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ برے کاموں کے لیے تھیں بھائیوں کا اتفاق تھا۔ قانونی شراب سے لے کر طوائف ہزاری اور اسانگ تک ہر کام وہ کرتے تھے۔ انہوں نے اچھی سلی کی بڑی تیز رفتار گاڑیوں میں بھی دنگ تھیں۔ ان گاڑیوں پر سوار چھوڑ بھی تھے پھر اسے پورے علاقے پر نظر رکھتے تھے لطیف کے چہرے کی بھاری کھار کھوڑھت بھی چھوڑیوں سے لٹنے کے لیے گاؤں میں آتے تھے۔

میرے اور لطیف کے درمیان ”بھڑ بھائی“ ہونے کی وجہ سے اس دوران میں کئی زبردست فٹپا ہو گئی۔ وہ اور قانونی صاحب کا نام لے کر کھینے تھا اور میں نے بھی اسے قانونی صاحب سے اپنی زبردست محبت اور محبت کا اظہار دیا تھا۔ جس نے لطیف سے کھلی کہ بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ میں نے سب سے بتایا کہ میرا اصل آگوش پھینس سے ہے اور میں ان کے بندے کی تلاش میں یہاں آیا ہوں وہ میرے بیٹان نظر آئے گا۔

میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ”لطیف بھائی! اگر مجھ کو ہونے کی ذرا سی بھی ضرورت نہیں۔ ہمارے درمیان دروازہ بنائی جاوے گا۔ کوشش ہے اور یہ بالکل ایسے ہی رہے گا۔ وہاں سے میری طرف سے نہیں آئے گا۔ چھینے کی تکلیف بھی نہیں ہوگی۔ حضرت صاحب جہیں میری طرف سے ہر طرح کی ضمانت دے سکتے ہیں۔“  
میری ان باتوں نے لطیف کی پریشانی کافی حد تک کم کر دی۔ وہ مجھ سے اس شخص کے بارے میں سوال جواب کرنے لگے تھے اور حیرت و حیرت چاہتا تھا۔ میں نے اسے یہ قانونی کا کلیہ بتا دیا اور یہ بھی بتایا کہ وہ کب سے اس میں لطیف نے کتنی سانس لیتے ہوئے کہا۔ ”بھائی بھائی! اگر میں ہونگی تو کچھ بار اندھ ان لوگوں کے پاس سے تو بے فوہ کھینے ہو سکتی ہے۔ یہ لوگ اس طرح کے کام سے اسے کرتے ہیں۔ اسانگ کا دل تو بارہ کے کار پا جا رہا تھا

ہے، کبھی بھی یہ بندوں کو بھی کھینے دیتے ہیں۔ اچھی دواؤں کا سب سے پہلے اس طرح کا ایک واقعہ ہوا ہے۔ ایک کھنڈ کی اٹھا کر بھانگ کر نکلتا صاحب آگئی تھی۔ وہ یہاں ایک پندے کے کھنڈوں سے شادی کرنا چاہتی تھی کہ اس کا بھائی اس کے چچے کا پادری تھا۔ بھانگ کر یہاں ہمارے پندے لایا۔ سنا ہے کہ کھینے سے دواؤں کا بھائی اٹھا پھینچا دی گئی تھی۔“  
میں نے کہا۔ ”جس بندے کے چچے میں یہاں آیا ہوں، اس کے بارے میں کبھی بھائی طرح کا کھنڈ ہو رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کھنڈ سے اٹھا پھینچا جائے گا۔“  
اسی دوران میں میرے فون کی بلی ہوئے تھے۔ یہ ٹیٹ ہوئی۔ میں نے کال اینڈ کی۔ وہ پریشان آواز میں ہوئی۔ ”تمنا! اب کہاں ہیں؟“ وہی دیر کے گائی ہے؟“  
”ہیں اب دواؤں روانہ ہو رہا ہوں۔ تم حرکت سے

”ہاں تحریرت سے ہوں لیکن دواؤں میں لڑکا نظر آ رہا ہے۔ بالکل فون میں محرم رہا تھا۔ کھنڈ سے چھوڑا کر دیکھ رہا تھا۔ مجھے دنگ ہے اس سے۔“  
”ٹھٹ اور وہ بالکل بے ضرر ہے۔ کچھ نہیں کے گا اور ذی اعداد آئے گا۔ میں بس ٹھٹوری دیر میں تم کو کھینے کر رہا ہوں۔“

ٹھٹ اور کوئل دے کر میں نے فون بند کر دیا۔  
لطیف سو اپنے نظروں سے میری طرف دیکھ رہا تھا۔ میں نے کہا۔ ”یہ کون ہے میری۔ یوسف قانونی کی بیوی ہے۔ اس کی ایک بیوی میں ہے۔ میرے ساتھ یہاں آئی ہے۔ تم بہادران آباد کے ایک بھائی میں کھینے ہو۔“ میں نے اسے تعظیم بتائی اور یہ بھی بتایا کہ میری یہ کزن بھی حضرت صاحب کی بہت عقیدت مند ہے۔

اسی اثناء میں پردے کے پیچھے سے لطیف کی بیوی کی آواز آئی تھی۔ وہ لطیف کو کھانے کے لیے کہہ کر باہر گئی۔ وہاں آباد آواز سے تھیں عقیدت و محبت کی تھی۔  
میں نے بھی لطیف سے اجازت چاہی۔ لطیف مجھے اس بات کی فکر پر چھوڑ کر مجھے یوسف کے حوالے سے کسی طرف سے کسی ضرورت ہو تو وہ حاضر ہے۔  
چاہتے تھے لطیف نے مجھ سے کہا۔ ”اگر تمہیں دوبارہ یہاں آنے کی ضرورت پڑے تو سوتھر سے کو بیانی لباس میں آؤ اور دوبارہ یہاں ہی کا ہر کرد۔ ورنہ کبھی بھی معصیت کھنڈی ہو سکتی ہے۔“  
میں نے کہا۔ ”اگر ضرورت پڑی تو ایسا ہی کروں گا۔“

میں دواؤں لکھی ڈرامیو یاسر کے پاس پہنچا۔ وہ بڑی سے بچتی ہے میرا انکار کر رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ ایک کھنڈی سوار آیا تھا۔ وہ چچے کا پادری تھا۔ یاسر نے وہی کھنڈ بچا کر میں سے کھینا۔ پھر وہاں لکھی میں بیٹھا اور دواؤں روانہ ہو گئے۔ اس کاؤں کی فٹپا میں جب سائلر بھنوں ہوتا تھا۔  
بھولنے کے کرنے میں ٹھٹ سے یہ قرار ہے کہ میرا انکار کر رہی تھی۔ مجھے اس کی یہ قرار ہی اچھی تھی۔ ٹھٹ کی اس کیفیت سے مجھے گڑبے دواؤں کا یاد دلائی۔ جب اس طرح دواؤں کے رتنے کا یہ آمیزہ آدھا انکار کر رہی تھی۔  
شادی بیاہ اور دیگر تحریات کے موقع پر بھی ہادی لکھی ایک دوسرے کو یاد دلائی تھی جس اور ٹھٹ کو کھانے کی کہ وہ انکی تقریبات میں جاتی ہی میرے لیے ہے۔۔۔ ورنہ اس کی ”تمنا! پندہ“ بہت سی تقریبات سے دامن بچا جاتی۔

ٹھٹ نے مجھے بتایا کہ سائیں لڑکا کو دیکھنے پہلے نظر آیا تھا، اس کے بعد دواؤں میں گیا۔  
میں نے ٹھٹ کو کھنڈ دی اور اسے سرحدی گاؤں اور بلیو حوصلی کے حوالے سے اپنی ساری کارگزاری سنا لی۔ میں نے اسے کھنڈی والا واقعہ سنا اور وہ سر پر پریشان ہو جاتی۔ ہاں، یہ ضرور کہا کہ یوسف اس کاؤں میں بلیو حوصلی میں سویتا رہ سکتا ہے۔  
”میری کھنڈ کچھ نہیں آ رہا۔“ وہاں ہاتھ پکڑ کر بولی۔  
”ان لوگوں کی یوسف سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے اور اگر۔۔۔ خدا خواست یہ لوگ انہیں پاؤں پار لے جانا چاہتے ہیں تو کس؟“  
”یہ سوال واقعی پریشان کرتا ہے۔“ میں نے تائید کی۔

”وہ ہوں۔“ حضرت صاحب سے بھی اچھی کوئی رابطہ نہیں کھنڈا۔ میں باقران کر رہی ہوں۔ ہر بار میں بتا دیا کہ حضرت صاحب انکی دواؤں میں آئے۔ میرا خیال ہے کہ اب تو وہ لوگ ہر قانون میں نہیں ہیں گے۔“  
میں ایک ایک چیز سوال تھا کہ حضرت صاحب کہاں ہیں؟ ذہن میں بھگڑ سائیں کی رات دواؤں میں کھنڈ تھیں۔ اس نے حضرت صاحب کے حوالے سے کچھ ضمانت کا اظہار کیا تھا۔ کیا وہ جاتا تھا کہ حضرت صاحب کسی مشکل میں تھا یا پھر یہ کہ دواؤں کی کیفیت تھی، الہام حشر کی تھی۔ میں نے کہا۔ ”ٹھٹ اور مجھے ایک بیانی لباس چاہیے اور دواؤں کی مہلت چاہیے۔ مجھے پوری امید ہے کہ

میں ہسٹ والا مسئلہ حل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ کم از کم کوئی ٹھوس سراغ ضرورہ موجود ہوں گا۔

”زیادتی لباس؟ وہ کس لیے؟“

”اس کی بھی ضرورت ہے۔ تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔“ پھر میں نے ذرا توقف سے کہا۔ ”ثروت امیر ایک مشہور ہے، اگر تمہا تو۔۔۔“

”نہیں۔“ وہ لمبی چٹکیں چمکا کر بولی۔

”تم لاہور واپس چلی جاؤ۔ میں تمہیں بس پر بخانا دیتا ہوں۔ کوئی مسئلہ نہیں ہوگا تمہارے لیے۔“ مجھے صرف میں چار دن کی سہلت دو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ کوئی نہ کوئی بہتری کی صورت نکلتی۔“

اس نے چٹکیں اٹھا کر مجھے دیکھا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد دوبارہ چٹکیں چمکا لیں اور بولی۔ ”پلیز تائش! مجھے اس کے لیے مجبور نہ کریں۔ میں نے۔۔۔ خود سے عہد کیا ہوا ہے۔۔۔ ہسٹ کے نظیر واپس نہیں جاناؤں گی۔“

”اگر وہ یہاں موجود ہیں تو پھر؟“

”تو پھر ہم وہاں جائیں گے جہاں ان کے ہونے کی امید ہوگی۔“

”تم۔۔۔ جان بوجھ کر خود کو خطروں میں ڈالنا چاہ رہی ہو۔۔۔“

”آپ۔۔۔ کے ہوتے ہوئے میں کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتی۔۔۔ اور پڑسوں آپ خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ ہمارا ایمان ہونا چاہیے جو راستہ ٹھیک میں آتی ہے، وہ ہر قسم کی آسکتی۔“

”اگر میں تمہاری بات حضرت صاحب سے کرادوں اور وہ بھی تمہیں یہ مشورہ دیں کہ تم واپس چلی جاؤ۔ تو پھر؟“

وہ عجیب لہجے میں بولی۔ ”میں ان سے بھی التجا کروں گی کہ وہ ایک بچی کے طور پر مجھے اپنا فرض پورا کرنے دیں۔“

میں نے کوشش کی لیکن وہ اس سے مس نہیں ہوئی۔ میں نے اعزازہ لگا کر کہہ دیا کہ وہ ابھی اس لیے بھی ہارون آباد میں رہتا چاہتی ہے کہ اسے ایک آدھ دن میں حضرت صاحب سے ملاقات کی توقع ہے۔

میں ہوش میں ٹھیکہ کر اٹھتا جاؤں ہاتھ گردہ اس پر بھی راضی نہیں تھی۔ عجیب صورت حال تھی۔ چند روز پہلے تک وہ میرے ساتھ کسی ٹھیکہ کرے میں رہنے کا تصور تک میں نہ کر سکتی ہوئی مگر اب اس کی مجبوری تھی۔ اس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ ہوش وادوں کے نزدیک بھی ہم صاف

بچی ہی تھے۔ کھانے کے بعد بھی ہم میں تارے کھٹکے جاری رہی۔ اس وقت کوئی صاحب کے بارے میں ابھی تک کوئی خبر نہیں تھی۔ ثروت اب خود وہاں فون کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اس کی جگہ میں نے فون کیا۔ ملازم خاص فرما دیا کہ حضرت صاحب ضروری کام سے لاہور گئے ہوتے ہیں۔ ابھی ایک دو روز تک نہیں آئیں گے۔ یہ صورت حال اس صورت حال سے مختلف تھی جن فون پر ثروت کو بتائی جاتی رہی تھی۔ مطلب تھا کہ وہاں کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔ ابھی ٹھوڑی دیر پہلے جب میں چٹکی پر دابھی آیا تھا تو میں نے حضرت صاحب کی قیام گاہ کے سامنے کافی گاڑیاں کھڑی دیکھی تھیں۔ بھینا یہ وہی لوگ تھے جو ان سے ملاقات کے لیے آئے تھے اور اب باہر ہی کھڑے تھے۔

ثروت کا اصرار تھا کہ اب میں اسے اکیلا ہوش میں چھوڑ کر کہیں نہ جاؤں۔ وہ کچھ جھگڑا کر اب میں دوبارہ طیف کے گاؤں جانا چاہتا ہوں اور ایک دو روز وہاں رہنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وہ زور دینے لگی کہ میں اسے بھی ساتھ لے کر جاؤں۔ ہماری طویل بحث کا حتمی نتیجہ یہ نکلا کہ ثروت بھی میرے ساتھ گاؤں جانے لگی۔ ہم دونوں ایک کھلی کی طرح ہوں گے اس لیے ہم پر کسی طرح کا شک کیے جانے کا امکان کم سے کم ہوگا۔

ثروت سے ایک گھنٹے کی رخصت کے کر میں بازار کیا اور وہاں سے دو جڑے کپڑوں کے خرید لایا۔ ایک مردانہ دوسرا زنانہ۔ زمانہ جھوٹے کے ساتھ دیہاتی طرز کی ایک چادر بھی تھی۔۔۔ میں نے ایک گڑگڑائی بھی خریدی جو دیہاتی غائب کے کپڑوں کے ساتھ بیچ کر دینی تھی۔ مجھے ترجیحاً دو گھنٹے تک گئے۔ ایک ٹوٹی گوار شام دھیرے دھیرے اپنے سامنے پھیلا رہی تھی۔ ثروت ایک بار پھر بے چینی سے میری منتظر تھی۔ میں نے سلاسل پانچواں ثروت کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”نہیں کرو کچھ۔ مجھے گنگا پر آئے گا۔“

میرا اچھی اندازہ دیکھ کر اس کے چہرے پر حیا کا رنگ سا لہرا گیا۔ بھر حال وہ ہاتھ روم میں چلی گئی۔ میرا اعزازہ درست تھا۔ شہوار کی لمبائی میں معمولی سا فرق لگا۔ باقی سب ٹھیک تھا۔ میں اپنی رنگ دار شہوار نہیں دکان پر ہی شرفی کر چکا تھا۔

اسی دوران میں لاہور سے عمران کا فون آ گیا۔ میں نے باہر فانی میں جا کر اس سے بات کی اور ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس نے ساری بات سننے کے بعد کہا۔

”نہیں زیادہ زور نہی جگہ سیک نہ پہنچاؤ۔ مجھے لگتا ہے کہ میں

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com





”بس یہی غائب کر لوگ ہوتے ہیں۔ میں نے  
 ”اصل قصور اس روٹی نامی حکام کے حاکماتہ قدر اسرار میں  
 کے  
 سر  
 ”وہ بچہ جال دو دن سے بھوکا ہے۔ خد کر رہا ہے۔  
 کے  
 ”بس لوگ غمخیز رہیں گے اور کھانا روٹی کے لیے  
 کے  
 ”میرے دل میں تو ایک  
 کے  
 ”میں آج عارضی ملازم دین کر چلی جاؤں  
 کے

کے لپہا لپہا لڑوہ کھنکھناتے آواز کے ساتھ



ثروت نے کہا۔ ”دو پے تو حضرت صاحب کو خوب عزت دینی جارہی ہے۔ کون چاہ کر کرے کے پاس سے دسے جاتا ہے۔ ان کے لیے اچھے سے اچھا کھانا پکایا جا رہا ہے لیکن وہ غیظ و غضب کرنے سے پہلے یہاں سے علی گئی نہیں گئے۔ میرا اعزاز ہے اگر آج شام ان کو ایک تک اسی جیپ پر بٹھا کر اتر کر کے ساتھ ہارون ادا میں چھوڑ آئیں گے۔“

”اور کوئی خاص بات نظر آئی؟“

”دوسرے ہوئے ہوئی۔“ مجھے لگتا ہے کہ اس ذہنی بلوی کی طرح ایک دو اور ذہنی بلوی ہیں وہاں اس کی حیثیت بھی وہاں مہمان کی سی ہے۔ لیکن میں ابھی تک انہیں دیکھ نہیں سکی۔ دراصل یہ کوئی بڑی عورت تھی۔ وہ دسترخیں ہیں۔ عورتی کے ہر خاص و کمال میں جہاں بھی تھکتے۔

”تو ثروت کو اس بارے میں ٹھہرا بہت جانا ضروری تھا۔ میں نے کہا۔“ ثروت ایک بڑا اچھا آدمی ہے۔ پھر چلا ہوا ہے یہاں۔“ میں نے کہا۔ ”آج کل وہی دیر پھر ہے۔“

”جی تم فعل کو لوں سے پڑھا نہیں کرنا۔“ کا فرینڈ ہے۔ کھلاڑیوں سیاست دانوں اور اداکاروں سے ملتی جلتی شخصوں والے لوگ دھوڑتے جاتے ہیں اور وہ مزاحیہ پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں۔ مسابقت ایک ایسا میڈیا میں بھی یہ سلسلہ عرصے سے چل رہا ہے۔“

ثروت نے اثبات میں جواب دیا۔

”میں نے کہا۔“ ایک دو پے پانچ پچھتر جیتا ایسے بھی ہیں جو خاص طور سے ایسے پروگراموں پر فخر کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک شخص کے لیے یہ کہنا کہ وہ اپنے لیے بڑا کام نہیں کھیلتا جیسا کہ ان کے علاوہ کچھ نام نہاد آرتھوڈوکس میڈیا میں اس میں طوط ہیں۔ مشہور چروں سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ دھوڑتے جاتے ہیں۔ بڑا بڑا شہرت مند کیا جاتا ہے۔ پھر ان میں سے مزید چناؤ ہوتا ہے۔ اس میں میں بھی شامل ہوں۔“

”تو ثروت کی حیرت انگیز شہرت کیا ہے؟“

”اس کا پھر سے کوئی لوگ اپنے مطلب کے لیے خاص طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔ یہ نیٹو ٹی وی کی جرم نے حریف میں دیکھی ہے۔ وہ دیکھ کر انہیں تعجب چروں میں سے ایک ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ ایک اور اداکار انیسٹرکٹس سے مشابہت رکھتا ہے۔ لیکن ان کی اور بھی ضرورت یہاں موجود ہے۔“

”اس کا نام ہوتا ہے۔“

ثروت حیرت سے یہ سب کچھ نہ دیکھ رہی تھی۔ روشن ماتھے پر انہیں کی پر چھایا نہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ

باتی، آدھ سو سالہ ماحولان ادا کیا۔ اس کے ہاتھ میں اس کے دوپٹے تھے۔ ہم چاہتے تھے کہ ماحولان ہمارے سرور کے ہی کو ادا کرے۔ ہم نے ان کو دوبارہ بات شروع نہ کرنے کی بات کی۔ میں نے جتنی باتیں کہاں تھا۔ ثروت بغیر میرے ہاتھوں پر کھڑی ہو کر کھڑی ہو گئی۔ ”ایک بات پوچھوں آپ سے؟“

”جی ہاں۔“

”آپ کے ہاتھ پاؤں اتنے ہلکے ہوتے ہیں۔“

”میرا مطلب ہے۔۔۔ ان کی رنگت، ان کی جلد؟“

”آپ۔۔۔ سارے کے سارے ہلکے ہوتے ہیں۔“

”تم بھی تو بلی ہوئی ہو۔“ میں نے چاہے تو کھوڑتے ہوتے تھا۔

”میں کسی اور حالے سے بات کر رہی ہوں۔ لگتا ہے کہ کچھ بچہ عرصے سے بہت سخت زندگی گزار رہے ہیں آپ۔“

”جیہیں پتا ہے۔ یہ وہ پڑھ بھول کی بات نہیں۔ اسکول کے دن سے یہ شروع ہونے والا ہوتا ہے۔ وہی بارش آرتھ۔“

”میں آپ میں تو اور کئی تبدیلیاں آئی ہیں۔ حضرت بتائی تھی کہ آپ خود کو جان بوجھ کر تکلیف میں ڈال رہے ہیں۔ ذمہ ہوتا اس کا علاج نہیں کرتے۔ ورد ہوتا اس کی دوا نہیں لگاتے۔“

”بے وجہ پڑھ کر گئی اور بھول کر داشت کرتے ہیں۔“

”ابھی بھی میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ بزم بزم چھوڑ کر چٹائی پر بیٹھ رہے ہیں۔ آپ کو کھانا کھانے کی کوئی پروا نہیں۔“

”میں کھاتی تو رہا ہوں اور تم سے زیادہ کھا رہا ہوں۔ اور چٹائی پر سو ناظر آرتھ کے کھلاڑیوں کے لیے۔۔۔ کچھ سب کھلاڑیوں کے لیے اچھا ہوتا ہے۔ کہ میں دردوں کو ہوتا۔“

”وہ بڑا کرہوئی۔“ آپ بہت کچھ چھپا رہے ہیں۔

”آپ کو کدات بڑھتی ہے۔ خود کو تکلیف دینے کی اور تکلیف دے کر خوش ہونے کی۔“

”ہمارے لیے یہ بات اطمینان کا باعث نہیں کہ کدات خوش ہوں۔“

”وہ اچھا بیٹا ہوگئی۔ اس دوران میں مٹان باہر چڑھا۔ میں دوبارہ اصل موضوع پر آ گیا۔ میں نے اپنے وضاحت سے بتا کر کچھ جراثیم پیش پیش کیا۔ اداکاروں ہم فعل کو ان کو سمجھ رہے ہیں اور ان میں سے بہترین کی

اجاب کرنے میں مصروف تھا۔۔۔ میری پوری بات سننے کے بعد وہ بڑے اداکار بن گئی۔

”تاہم اگر آپ کے دوستوں نے جہاں جی کی بات لکھی ہوئی ہوگی۔۔۔ بات کچھ نہیں کہیں آئی کہ مٹان کو ان کی کدات دور دور ان کو ان کی بات لگتی ہے۔“

”میں نے کبھی سانس لینے ہوتے کہا۔“ ثروت اب اضافی اسٹاک کا معاملہ لگتا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ اس کو کدات سرحدی گاؤں سے کی طرح بازدار پار چلا دیا جاتا ہے۔“

”ایک دم ثروت کے چہرے پر نظر آئے۔ دلی حیرت میں حرف کا عنصر بھی شامل ہو گیا۔ وہ بولی۔“ تاہم اس وقت یوسف کیوں یہاں ہیں؟ ان کا معاملے سے کچھ تعلق ہو سکتا ہے؟ کیا یہ لوگ۔۔۔ یا نہیں میں بازدار پار چلا جاتا ہے؟“

”ایک دم میرے ذہن میں جہاں کا ساوا ثروت کے الفاظ پوری شدت سے میرے کانوں میں گونجنے اور مجھے گا کر میں سوال کا جواب مجھے ادا کرنے کو کہنے کی دلی خواہش ہو گئی۔ شاید آج کل کیا ہے۔۔۔ میں ایسا تو نہیں تھا کہ ادا تھا۔ یوسف فاروقی کی کھلی کھلی مشہور چرے سے علی گئی۔ جب یوسف نے باستانی کی بیوی کی ”فصل“ کے ساتھ رات گزار دی تھی۔ اسے جانا کے کئی لوگوں نے دیکھا تھا۔ مگر کدات کا ان پر انکشاف ہوا کہ یوسف خود بھی ایک کام کی چیز ہے۔“

”کیا سوچ رہے ہیں؟“ ثروت کی آواز نے مجھے غیالوں سے ہٹا دیا۔

”میں کچھ نہیں دیکھتی۔“

”تو آپ ایک اور بار پھر سوچنا۔“ جہاں کبھی میری معلومات تھیں۔ یوسف کی کھلی کھلی باستانی یا بھارتی فلمی اداکار سے تو بہتر نہیں کھلی تھی۔ مگر کدات کسی اور شعبے کی سکھ رہی ہے اس کی مشابہت ہو۔

”میں کچھ نہیں یاد آتا۔ جب یوسف ذہنی ہو کر ہسپتال میں تھا تو شہر بانی ایک کھیت خانہ سے کوہاڑتے تھے۔ یہاں سے اپنے ساتھ لائی تھی۔ ایک دن وہ صرف یوسف کا کدات لگتا ہے۔ اسے ایک قاتل سے ملا تھا۔ خاص مشابہت کے معاملے سے ہو سکتا تھا کہ مجھے کدات کی تو کیا انہیں میں میں رہی تھی۔۔۔

”میں نے کہا۔“ ثروت اتنے جاننے کیوں میرا یہ لگتا تھا ہوتا ہوا ہے کہ یوسف کو بھی اسی حریف میں لایا گیا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ۔۔۔ میں نے کچھ غیالوں ہو گیا۔

”وہ ایک بختی صورت ذہن آٹھوں نے مجھے دیکھی جارہی تھی۔ میری بات سمجھ کر تے ہوئے بولی۔“ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یوسف کی یہاں سے سرحد پار پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے؟“

”اس ثروت ایسا ہو سکتا ہے۔“ میں نے کہا۔ ”تم کوشش کر دو گانے چھ لکھتوں میں یوسف کے بارے میں کچھ پتا چل سکے۔ اگر فخر ہو جائے کہ وہ دوا دینی حریف میں ہے تو بہر حال ہر طرح کا کردار بھی کر سکتے ہیں۔ پھینک اور دوسرے اداکاروں کی دلی کدات جانتی ہے۔“

ثروت نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور بے چین نظر آئے گی۔ اچھا تو قادی صاحب کے حوالے سے اسے جو حواس کی وہ تو تقریباً ختم ہو گئی تھی۔ وہ بولی۔ ”شک ہے تاہم اس بات میں جاؤں۔۔۔ جی کی بات کا پتا چلا۔ میں آپ سے رابطہ کر دوں گی۔“

”میں خود کچھ کر لوں گی۔“

”میں نے اس کی آٹھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔“ ثروت اب بہت احتیاط سے کسی طرح کا رسک نہیں لیتا۔ اس نے کچھ نہیں کیا لیکن اس کی آٹھوں میں ایک عجیب سی لاشعری نظر آئی۔ یہ لاشعری میری عمر مندی سے بھی۔ وہ مجھے خاموشی کی زبان میں کداتی تھی۔۔۔ زیادہ سے زیادہ سر ہی جاؤں گی۔

اس نے صرف اثبات میں سر ہلانے پر اکتفا کیا اور باہر نکل گئی۔ ثروت کو کچھ کیریوری حواس زیر و زبر ہونے لگے۔ میں نے ثروت کو راجا کے بارے میں اداکاری میں اس کا کیا آدھ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ قادی صاحب کی بیوی رضیہ کو راجا کے بارے میں کچھ پتا نہیں تھا۔

”لیفٹ کدات کا سوا ہے۔“ میں نے کچھ ہی نہیں کہا تھا۔

”اس کا چنا مٹان، باپ کی جگہ کدات پر بیٹھا تھا۔ وہ پھر کچھ جتنے کدات کر رہا تھا۔“

”سچ ہے۔“

”وہ ایک اور حریف تھی۔ اس میں پھر بڑھ رہی تھی۔ وہ عام سے اعزاز میں کدات پر کرکڑا ہوا تھا اور سگتے کا کدات چڑھا۔ وہ شاید مجھے سے کوئی بات نہ چاہا تھا لیکن لیفٹ کے بجائے اس کا چنا کدات پر بیٹھا تھا۔ میری دور میں میں نے اس کا ایک سر سرحد پار دیکھا تھا۔ کدات کے اعزاز کرکڑا ہوا تھا اور مٹان میں کچھ شہر کرکڑا ہوا تھا۔ کدات کی بات سے بغیر دیکھ کر حریف میں جانا پڑا۔۔۔



ایک گرج دارا والے کہا۔

میں نے اسے پیچھک دیا۔ ایک شخص نے چپک سے  
 بچوں والی دکان کھار کر میرے کمرے پر ہادی۔ دو طرفہ  
 سے مقبہ سے گر کر آ گیا۔ میری گردن اور سر پر ہتوں کے  
 سخت چوٹیں لگیں۔ میں ہاتھوں اور گردن کی آواز کے  
 ساتھ جھک کر گر گیا۔ یہی وقت صاحب میں سے صفائی سے اپنا  
 دل والی ایک بری سی تمسکاپ اُڑی۔ انہوں نے ایک بڑے  
 دھال سے میرے ساتھ چپٹ کر کے گرنا دیکھا۔ اس  
 واقعہ میں وہ گواہ بن گئی۔ اس نے کہا کہ میرے  
 گردن والی ہتوں کی کوئی گواہی نہ دے سکتا۔ وہ ایک  
 کوٹے میں خاموش بیٹھا تھا۔ وہ مجھ سے نظر نہیں ملا رہا تھا۔  
 میں نے ابھی اسے اسحاق میں والا صاحب نہیں سمجھا اور اس  
 کی طرف سے رشتہ سمجھ لیا۔ چھرہ کی کارکردگی نے ابھی  
 میری حالت کو کافی برا کر رکھنا شروع کر دیا تھا۔

[illegible][illegible]

اسی دوران میں ایک طرف سے محمد چودھری کا  
 اہوا۔ اس نے فرحت آباد کو دیکھ کر قریب سے  
 تھا۔ چہرے پر کنگھی تھی۔ وہ ڈرٹ کو گھسی کر لایا  
 چودھری نے فوراً قریب قریب کھڑا ہوا۔ فرحت کی آنکھیں سر  
 سے اٹھ کر ادراس کے دروازے پر گھڑ گئیں۔ میرے پاس  
 چنگاریاں کی چھوٹ گئیں۔ تاہم ان چنگاریوں کی  
 ایک طرح کی لذت تھی۔ آج ایک ٹیبل... ٹیبل  
 سے اٹھ کر اوپر ڈرٹ کی اسٹے کی مٹھی کا کھڑا ہے۔ اور  
 میں نے دیکھا وہ اپنا ٹائٹل دیکھا۔ میرے ادراس پر ایک  
 چھوٹا ہوا۔ وہ ٹیبل پر بیٹھ کر میرے سینے کی ایک پر  
 کی عجیب ترستی تھی میرے روبرو تھی۔ وہ... جس کے  
 نہیں تھے دن رات آسمانوں میں سہاگے تھے جس کے  
 کی عجیب سہا اور جان دینا میرے لیے سعادت کی  
 تھا۔ فرحت کے ڈرٹ کے لیے تو میں بھیجی ہے سب  
 خود تھا لیکن اب ناقابل فاسطوں نے شاید  
 یوں میں مزید شدت پیدا کر دی تھی۔ نہ جانے کیوں  
 میں نے بھیجی اور اس کو بھیجی کے لوگ مجھے حقیر  
 ہے۔ ان کی خام تر غوغاؤں کی کے باوجود مجھے لگا کہ میں  
 کچھ کر رہا ہوں۔ ہاں... اگر ڈرٹ میرے ساتھ  
 تھا تو میرے ساتھ میں بھیجی۔ میری معیت  
 تھی۔ اور وہاں میری تھی۔ میری اسٹے  
 ترین آزمائش سے گزرنے کے بعد اور جان کو  
 رنگ ترین فاکٹر سے گزرنے کے بعد میرے اندر ایک  
 میں طرح کا سفاک پیدا ہو چکا تھا۔ یہ شک پہلو تھی  
 تھی کہ اسے پہنچنے کے لیے میرے یہ پہلو تھی  
 تھی کہ اسے کوئی نہ دیکھتا تھا... جان کو

[illegible]

میں تھاکوں میرا راز۔  
چھر جیڑی ہوئے۔ "تو نے کہ خود کو میں دلالتا ہے اور  
کوچہ نے شواہد ہے" یہاں آیا ہے۔ کسی بھی گنا  
لکائی ہے یہاں؟  
شروت نے غصی آواز میں کہا۔ "ہاں کہ کوئی قصور  
ہو۔"  
"اوتے اپنے تو ہمیں بھی چاہے رات کی رات کی قصور  
ہو۔" میری بات نہ کی ہوئی کہ ساتھ بہانہ کیا  
ہو۔ چھر جیڑی میں دل بات کر رہا ہوگا کو تو اپنے  
بارے کہ ساتھ خودی ہے اسے اچھوڑنے کے واسطے۔  
فری اوتہ نے کہا۔ پھر اپنے مقب میں ٹھوکرے ٹھکے سے  
پھر کہہ کر ہلایا۔ "اوتے" کہتے ہیں مولو داد۔... اوتے  
تو یہاں سے نکال دے۔"  
مولو داد کیسے دیکھ کر اوتے نے فری آواز میں کہہ دیا۔

ایسی اور اس میں ایک طرف سے بیوقوف کر دیا  
 ہوئی ہوئی یاد ہوئی۔ اس نے بے غیب سے میری  
 چہرہ کا میرا اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔  
 چہرہ اور اس کی چہرہ کے کرشمہ کرشمہ سے  
 ہو گیا۔ "اس کو کبھی ہوئی ہے؟"  
 "کون کس جانور کی تو اور کس کو جانور کی۔" وہ  
 اپنے جال پر بیٹھ کر کہتا تھا۔ "ایسی اور اس کی تو جانور کی  
 میری زندگی اور اس کی۔" اس نے پھرانی کی تو جانور کی  
 کے لئے نہ کہنے والے اور اس کی لاش کی دیکھ کر  
 اس کے جال پر بیٹھ گیا۔ "میں نے جو تو کبھی سے چہرہ کی  
 اس کا کبھی نہیں کس کا کبھی نہیں ہو گا۔"  
 چہرہ کی اور چہرہ کی چہرہ کے چہرہ ہو  
 گئے۔ کتا کتا کہ وہ کہہ رہے ہیں تو راہت جانتے

اور اس میں ہر ایک کی جگہ تھی۔ اس کے لئے وہ چار  
 چھ پر دو دروازے بنوا دیے اور قلعہ ہاتھوں پر زبان بکھیر  
 دیا۔  
 چھرہ اور اندر سے جے کا طویل عمل کر لیا۔ "اور  
 ہے تاکہ ان کا (انجلی) کی طرح اہل قلعہ"  
 "جی چھرہ جی۔" کرشمہ کبیر نے اس بات سے  
 "وہ جی اندر سے جے تھا۔ جی۔" کرشمہ کبیر نے اس بات سے  
 خون ہاتھ تھا۔ اس کی موت کا سلطان صاحب کو بڑا دکھ  
 ہوا۔ ان دنوں کو جی اندر سے جے تھا۔ جی۔  
 بد ملک صاحب کو گئے تھے۔ اب دیکھیں یہ عالمی ہے۔  
 کہاں۔ آپ کی طرح اب اور اس کی سلطان صاحب کو  
 کہاں۔ ان کا دل پٹا پٹا ہے اور اس کی اطلاع ہے۔"  
 شہر کی آواز غوغا سے لڑ رہی تھی۔  
 کرشمہ کبیر نے والے دن اور اس کے آگے بڑھ کر  
 بیان کیا اور اور دور سے جے دیکھنے دیا اور اس کے  
 کہاں سے۔ جی چھرہ جی۔ اس کی موت میں چھپا ہوا  
 اور اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے ساتھ ہی اس نے میرے پیٹ میں ہتھ کی دھڑکنا لگائی۔ میں اس ضرب کے دھڑکنے لگا۔  
 یہ چٹ چٹ کی اور میں ہتھوں کے تل گریا۔ دو انچ اور مجھ پر  
 ڈالی گئی۔ مجھے کھونے لگا اور تین رسبہ کی گئیں۔ تکلیف  
 دہشتہ کی تھی۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا: "خدا کے لیے  
 خدائے افراسیاب عمل میں جاتے۔  
 خدوت چٹنی۔ "خدا کے لیے... خدا کے لیے ان کو  
 تیار ہیں۔"  
 چھری انور کے اشارے پر مجھے چھوڑ دیا گیا۔ میری  
 بال اور بیان دونوں پیٹ کی گئیں۔ میں اپنے تھکوں پر  
 غرا ہوا گیا۔ چھری انور نے دو تھکوں سے خدوت کو  
 "خدا کے لیے سوئی گئی اور خدا ہوا۔"  
 چھوٹے چھری اچھے خدوت کے بال مٹی میں  
 ترے اور گریب کر لیا۔ "جانتا ہے کیا لکھتا ہے تیرا... اور  
 لیے اس کے ساتھ ہوا کی پھر ہے؟"  
 "مممم۔ میری کسی سے دیکھی نہیں۔ میں نہیں اپنے  
 اس کو ڈھونڈ رہی ہوں۔" اب مجھے چھوڑ دو۔ "خدوت  
 فراموشی اس کی گردن مڑی ہوئی کی اور تکلیف کے سبب چھرو  
 دو ہوتا تھا۔"  
 "چھوڑ دو۔" میں گریا۔ "اپنے ہاتھ دو کرواں  
 سے نہیں تو بچتا ہے۔" میں... تیرا ہاتھ جانوں گا اس









پہلی کی... وہ سلطان خرم ہونے کے بعد بھی وہ کافی دور تک اپنے ہاؤس میں آگے بڑھتی تھی۔  
پھر میں نے انہیں اسٹارٹ کیا اور ہیٹ لائٹس جلانے پھر آگے بڑھ گئے۔" کیا ٹیٹ کا ہوا ہے؟" وہ جیسے سے بولا۔ "دیکھو، ایک کی ٹیٹیں چلی اور پھر میں سے باہر ہیں۔" لیکن کھڑکی پر کوئی کی ٹیٹ... میں نے اس کا منہ دیکھا۔ "ہس اس کی ہوتی کی... میں نے اس کا منہ دیکھا۔" اس کو سارا ہوا کہ نہیں کیا۔ اور وہ بھی اس لیے دیا تھا کہ وہ اس ترقی کی جا رہی تھی۔

میں نے کہا۔ "وہاں عربی علی تو نے خمران کے بارے میں بڑی لڑائی کی تھی کی جس..."  
"وہ اس نے بڑی کھڑکی کے پاس سے چھری کے بندے موجود تھے۔ وہ اندر کی آواز میں سن سکتے تھے۔ پھر اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں نے کوئی بارے میں چھوٹی باتیں نہیں... کیلئے نہ تھا، وہ پھر بجائی ہی تھا۔ وہ کیسٹا لائی ہو گیا ہے۔ کسی کو تو جگ بڑا زور چڑھتا ہے اس پر۔ لیکن بھوکہ دینے، یہ سبھی میں یہ فیصلہ اپنا رہا تو ہے۔"

"چلی کہاں سے سنی تھے کھڑکی کی؟"  
"اوسے، خود اس جہے سے چھری نے دی تھی۔"  
راجا نے مڑ کر عربی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عربی انگریز سے مڑ ہوئی جا رہی تھی۔  
"موسٹر کا کچا کچر ہے۔ وہ انشور یا راسے کی مثل دیا تو پانی نہیں آ رہی؟"  
"اوسے، زبان پر نہیں ہوں میں۔ وہ سورہ پانی پیتی تو تھی ہے پراپی کی نہیں کرس کے لیے اس کیسے موموے دقا کرجاؤں؟"

راجا نے کہا۔ "ایک بھوکہ کڑی کو دینا جسکے گے اور وہ درگئی۔" پیرا فرق... یہ کیا ہوا؟" "راجا نے کہا۔  
"میں تھل تو نہیں ہو گیا؟"  
"نہیں یا راجا تھل تو چنگ بھا ہے۔" اس نے بیڑی کی طرف اشارہ کیا۔  
"شہر کا سوت بڑی ہے اس کو؟"  
"جس طرح جیسے کھا کر دی ہے، مجھے تو لگے ہے کوئی چوسو گے اس کے اندر... لیکن کھانہ جو تھل ہوتا ہے، وہ تم کو ہوتا ہے کہ کوئی دیکھ جاتی ہے۔"

مجھے کچا کھا لیا تھا کہ کیا کبر ہے۔ اس نے دیش پورڈ میں سے ایک چار کھانہ کھا کر پانی کو پانی کھول کر چیک کرنے لگا۔ وہ ان کا سون میں باہر نکلتا تھا۔ انشور میں لایا

ڈوٹ کے سامان مکان میں بھی نہیں تھا۔  
ہم راجا کے پیچھے چلتے ہوئے اندر کی دروازے سے نکلے اور عربی کے چاٹنے میں آگے۔ کرشمہ پھوکی لپٹا کر سوتے پھر کی دھڑکنے پر دڑ پر گردی گئی۔ مجھے یہ لگنے میں پڑا کہ میں بھی کوئی کرڈا ہوں وہ کم کم گھبراہٹ کی وجہ سے یہ خوف کرشمہ کی موت ہوئی ہے۔ کرڈا نے کھڑکی پر بھی گئی۔ "کرڈا نے کھڑکی کے دوسرے کمرے کا تھپتھپا کر اٹھنے سے گھر سے... گردی پھانک کے پاس "نالے" کے پردوں میں ایک چکر اندر سے باہر بندھا چڑا تھا۔ اس کے منہ میں ایک پیرا بڑے اٹھے طریقے سے غصے دیا گیا تھا۔ وہ حرکت کرنا تھا۔ آواز نکال کر اس کے سر سے خمران کا شکر مراد بھی نکلا تھا۔ کھڑکی سے کھڑکی سے اٹھنے کے لیے راجا نے سے پکڑے راجا نے خاصا "ہوم ورک" کیا ہے۔ اسی گھنٹیں ہوم ورک میں کرشمہ پھوکی جان بھی گئی تھی۔ راجا کے خاٹے سے، میں اس کی تہذیب میں تھا، اس بندے کی بہتر ہوئی تھی۔

کرشمہ کی طرف بڑے... میں نے اپنا اندر بند کر کے کرشمہ بلایا تھا۔ بوقت ضرورت ایک سیٹل کے اندر میں اپنا خاندان چاٹا اپنے ہاتھ میں کرشمہ تھا۔ اندر کی صورت سے باہر لگنے کے لیے میں ایک اور کمرے کے اندر کے پاس بٹا کر ڈرڈا۔ میں نے فکھ کیا۔ یہاں پہلے تو خرس طرف کرشمہ پھوکی بڑی تھی۔ وہ اندر کی طرف ایک ٹاگ کرشمہ پھوکی میں مڑی ہوئی تھی۔ "کیا ہوا اسے؟" نے راجا کے کان میں سر کوئی کی۔  
"میں ہوں ہوئی ہے۔ خاٹ خراب جاگ رہی تھی۔" اس نے جیسے تالیاں پیچھے آئی۔ میں نے پھر کیا۔  
"وہاں (خمران کا چاٹا) ہے، میں نے کت پر تھوڑا کھایا۔ کچا وضیت ہوئی لیکن آفریکہ تھوڑا چلائی رہی۔"

میں نے جگ کرگور سے کرشمہ پھوکی دیکھا۔ وہ ہوش نہیں تھی۔... جرجی کی۔ اس کی آکسیجن تیار نہیں کر رہی تھی۔ اس کی ظالم گردن پر تھوڑا کھانا تھا۔ لیکن میں نے جیسے جیسے ماسکس لے کر راجا کی طرف دیکھا۔ وہ کھانہ کھا کر کینا چڑھتا ہوا۔ جرجی، راجا کے سامنے تھے اس کی طرح کا خمران سے نہیں سمجھا۔ پہلی ہی راجا تھا۔ وہ ہے چارٹی ہوئے کھلا لہو سے کھانے کریدیگی اور تھا تو اس صاحب کے پاس پہنچے کی کھانہ دیکھنا تھا۔ وہ اس کوئی دیکھ کر کس بھی نہیں کھانے کے اور نہیں میں موجود ان کے مرید ایک آدھ راجا کے پیس کو دھڑکا لائیں گے۔ پھر یہاں بھی کھانہ ہوتا تھا۔

خمران چھری کے پیچھے غصے میں ہوتا تھا۔ جگ کے مرید ہی چھری کی طرف کی سالن میں بھی تھی۔ اس پر وہ کھانے پھر رہی تھی۔ جیسے چھری ہی کی ہوتی۔ چھری میں جسم پر چھری کی ٹوک کے دوا کوئی اور کچا کرشمہ آ رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ سوتے سے پہلے اس نے یہ کیسے نا دیا ہے۔ کے۔  
راجا ایک لمبے کے لیے فکھ... پھر میں خاموش رہنے اشارہ کرتے ہوئے دسے پاؤں کمرے میں پہنچا۔ اس نے دونوں کھڑکیاں اٹھیں۔ بڑی احتیاط سے سالن کی اوپر دوا کی دوا کھڑکی۔ اس میں چھری کے ہماری کھانے، وہی لکھا ہو جو وہاں تھا۔ بڑی کھانہ کھڑکی سے چھری کی جیڑا ایک رومل میں ڈالیں اور بی کی چال چھتا ہوا ہے آگیا... پیچھا وہ مضبوطی صاحب کا ایک کھنصل تھا اور لائی تھی اس کے صاحب کی طرح خمران تھا۔

ہم ایک بار پھر راجا کے پیچھے چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑے... میں نے اپنا اندر بند کر کے کرشمہ بلایا تھا۔ بوقت ضرورت ایک سیٹل کے اندر میں اپنا خاندان چاٹا اپنے ہاتھ میں کرشمہ تھا۔ اندر کی صورت سے باہر لگنے کے لیے میں ایک اور کمرے کے اندر کے پاس بٹا کر ڈرڈا۔ میں نے فکھ کیا۔ یہاں پہلے تو خرس طرف کرشمہ پھوکی بڑی تھی۔ وہ اندر کی طرف ایک ٹاگ کرشمہ پھوکی میں مڑی ہوئی تھی۔ "کیا ہوا اسے؟" نے راجا کے کان میں سر کوئی کی۔  
"میں ہوں ہوئی ہے۔ خاٹ خراب جاگ رہی تھی۔" اس نے جیسے تالیاں پیچھے آئی۔ میں نے پھر کیا۔  
"وہاں (خمران کا چاٹا) ہے، میں نے کت پر تھوڑا کھایا۔ کچا وضیت ہوئی لیکن آفریکہ تھوڑا چلائی رہی۔"

میں نے جگ کرگور سے کرشمہ پھوکی دیکھا۔ وہ ہوش نہیں تھی۔... جرجی کی۔ اس کی آکسیجن تیار نہیں کر رہی تھی۔ اس کی ظالم گردن پر تھوڑا کھانا تھا۔ لیکن میں نے جیسے جیسے ماسکس لے کر راجا کی طرف دیکھا۔ وہ کھانہ کھا کر کینا چڑھتا ہوا۔ جرجی، راجا کے سامنے تھے اس کی طرح کا خمران سے نہیں سمجھا۔ پہلی ہی راجا تھا۔ وہ ہے چارٹی ہوئے کھلا لہو سے کھانے کریدیگی اور تھا تو اس صاحب کے پاس پہنچے کی کھانہ دیکھنا تھا۔ وہ اس کوئی دیکھ کر کس بھی نہیں کھانے کے اور نہیں میں موجود ان کے مرید ایک آدھ راجا کے پیس کو دھڑکا لائیں گے۔ پھر یہاں بھی کھانہ ہوتا تھا۔

اچانک بچے کا کھل تھا۔ اب عربی میں مکمل سکوت تھا۔ اس سکوت کو کسی بوقت رکھوئی کے تھوکیں کھم آواز دی تو وہی تھی۔ "آجکھہ کیا ہوا ہے؟" ہم دونوں کے ذہنوں میں اس کی ایک سوال کڑا ہوا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس طرح خمران کو پھر یہ کیسے کی یہاں ہمارے ساتھ کیا ہوا ہے اور خمران کے کس بھیسے سے اپنی قافلا پر پانی پلے میرے ذہن میں بار بار اس تلون کا خیال بھی آ رہا تھا جو میں خلیف کی دکان کے اندر والی کی پھری میں گھسا آیا تھا۔ اتفاقاً تلون میں انہیں تھا۔ لیکن کھانہ کو وہ دوا دکان تک نہ پہنچے ہی پوری میں چار ہجرت بھی ممکن تھا کہ وہی خلیف کی نظر میں آجاتا اور اسے ان کے خمران کا پھر اقبال وغیرہ سے راپلر کر دیتے تھے، یہ امکان نہیں تھا کہ خلیف کی طرح کارسک نہ لگا۔ ہوسکا تھا کہ وہ فون دے پڑے ہی کی جڑ میں پیچک دیتا۔

ایک دن دروازے پر ہم آج سناٹی دی۔ کسی نے ہونے سے کھل کھولا اور دروازے کے ایک پلٹ دکھا۔ مجھے راجا کی صورت نظر آئی۔ اس نے فوراً ہونٹوں پر اٹھ کر رکھ کر مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ میرے دل میں امید کی کرن چلی۔ راجا کا رونچہ بولا اور پھر آقا تھا۔ اس نے سر کے اشارے سے اندر کو دھڑکا دیا پھر آقا تھا۔  
میں چھری کے کھنسل کے تہذیب میں رہا۔ یہ اس کی کوئی چال تو نہیں تھی؟ جب اس نے وہاں ہر سر کو حرکت دی تو میں اٹھ کھڑا اور اسے ساتھ دھڑکا تو وہی اٹھانے سے روت کے جسم میں بکلی کی لڑائی تھی۔ "آجاؤ۔" راجا نے سر پرانی سر کوئی

میں نے کرگاہی پکلی۔ خروت کے پاؤں میں پہلے ہی جلس موجود تھی۔ راجا کے پیچھے کھڑکی سے باہر آگے۔ راجا کے ہاتھ میں ایک دیکھنا سائنٹ کا پینل تھا۔ راجا تھا۔ وہ میں اپنے ساتھ بڑی احتیاط سے چلتا ہوا ایک برآمدے میں پہنچا۔ راجا بدلتا تھا... ایک قمری کمرے کے آدھ کے دروازے سے خمران کی کھم آواز آ رہی تھی۔ راجا نے میرے کان میں سر کوئی کی۔ "یہ ویڈیو چھری میں سوری ہے۔ آرام سے کرڈا ہوگا۔"

میں نے اٹھت میں سر راپا۔ ہم دسے پاؤں دروازے کے سامنے سے گزرے۔ پھر اندر میں درجن بیک کی کھم دو کھن اندر کمرے میں بھی پھٹی رہی۔ پھر نیم چھری میں مکمل کر پنگ پر سوری تھی۔ یہ کالی بڑا چھری کی پنگ

10

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیش کش

(WWW.PAKSOCIETY.COM)

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے آپ کیلئے پیش کیا۔

بہم خاص کیوں ہیں؟؟؟؟؟

وہ صاحب صاحبہ یہاں سے تمام جامعہ دانش آموز، محرمات سرپرست، شہر محرمات کی تحریک، بچوں کی کامیابی، اور اسلامی کتابیں اور کتب خانوں کو لڑ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی بڑھ چکی ہیں۔

fb.com/paksociety  
twitter.com/paksociety1

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

اگر آپ کو ویب سائٹ پسند آئی ہے تو پوسٹ کے آخر میں اپنا تبصرہ ضرور دیں۔

اپنا تبصرہ صرف یہ سب تک محدود رکھیں۔ درخواست کے لئے رابطہ کا منسلک استعمال کریں۔

اپنے دوست احباب کو بھی پاک سوسائٹی کے بارے میں بتائیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی انتظامیہ سے مالی تعاون کیجئے۔ تاکہ یہ سفر دو بیب

سائٹ آپ کیلئے جاری رکھی جاسکیں۔

پاکستان یونہی کے ویب سائٹ

WWW.Paksociety.Com



Library For Pakistan

”انی احوال تو پہلے جانا ہے۔ اظہر من الشمس کہ کوئی آبادی نظر آجائے۔“

وہاں صرف چھپنے والی روشنیوں ہمارے قریب آتی جاری تھیں۔ روت تھی اس جہلی کوکھن کر لیا اور یقیناً یہ چھپنے والی حیرت برساں کر دی تھی۔ ایک جگہ ایک شہر اور اس کا اگلا ناکھ سے میں چلا آیا۔ ڈھونڈ لاکھ کر ایجنڈہ دھیل کے اوپر گری۔ میرے حلقوں پر بھی اٹکی چرت آئی۔ اگلے دو تین منٹ میں، میں نے جیسے کو اس جگہ سے لٹائے کی کافی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی بلکہ یوں لگا کہ اس کا پھنڈا زور اور دھنسن گیا ہے۔ وہاں صرف چھپنے والی روشنیوں میں نظر آتی تھیں۔ گھسے اندازہ اور ہوا تھا کہ گاڑیوں کے علاوہ کچھ مڑ سوار بھی ہمارے پیچھے ہیں۔ لیکن ہاتھ قمار کیے تو گھر جڑا اور کھڑا پائے ہیں اور چارے چلانے میں مددگار تھے۔ اب جب پھونڈے کے سوا چارہ نہیں تھا۔ میں نے انکو بھونڈا اور اٹھایا اٹھایا، باقی چل اور اٹھیں اٹھیں کی کٹھن سے لٹائی۔ ڈھونڈ لگا تھا کہ میں نے کبھی نہ کے درختوں اور جھڑی جھاڑیوں میں دوڑنا چلا گیا۔

پاؤں کی دھن دھن چلنے سے چن چن چن کر رہیں جھوٹی جھن۔ زمین کو ریشمی کٹی پھری کٹی کٹی پاؤں میں موجود تھی۔ گھسے گھسے گھسے ایک یا دو سینکڑے کے لیے باقی بھی روشن کر پڑی تھی۔ ڈھونڈ لگا تھا کہ میں نے جیسے کو اس جگہ سے لٹائے کی کافی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی بلکہ یوں لگا کہ اس کا پھنڈا زور اور دھنسن گیا ہے۔ وہاں صرف چھپنے والی روشنیوں میں نظر آتی تھیں۔ گھسے اندازہ اور ہوا تھا کہ گاڑیوں کے علاوہ کچھ مڑ سوار بھی ہمارے پیچھے ہیں۔ لیکن ہاتھ قمار کیے تو گھر جڑا اور کھڑا پائے ہیں اور چارے چلانے میں مددگار تھے۔ اب جب پھونڈے کے سوا چارہ نہیں تھا۔ میں نے انکو بھونڈا اور اٹھایا اٹھایا، باقی چل اور اٹھیں اٹھیں کی کٹھن سے لٹائی۔ ڈھونڈ لگا تھا کہ میں نے کبھی نہ کے درختوں اور جھڑی جھاڑیوں میں دوڑنا چلا گیا۔

ایک جگہ لگے گا کہ وہ میرے ہم ہو کر گر جائے گی۔ میں نے اسے بخار دیا اور غور کی ایک تیار دیکر سے کب لگا کر چلے گیا۔ ڈھونڈ لگا تھا کہ میں نے جیسے کو اس جگہ سے لٹائے کی کافی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی بلکہ یوں لگا کہ اس کا پھنڈا زور اور دھنسن گیا ہے۔ وہاں صرف چھپنے والی روشنیوں میں نظر آتی تھیں۔ گھسے اندازہ اور ہوا تھا کہ گاڑیوں کے علاوہ کچھ مڑ سوار بھی ہمارے پیچھے ہیں۔ لیکن ہاتھ قمار کیے تو گھر جڑا اور کھڑا پائے ہیں اور چارے چلانے میں مددگار تھے۔ اب جب پھونڈے کے سوا چارہ نہیں تھا۔ میں نے انکو بھونڈا اور اٹھایا اٹھایا، باقی چل اور اٹھیں اٹھیں کی کٹھن سے لٹائی۔ ڈھونڈ لگا تھا کہ میں نے کبھی نہ کے درختوں اور جھڑی جھاڑیوں میں دوڑنا چلا گیا۔

”وہ ہمیں گولی مار دیا تو یہ کچھ ہو گا؟“ میں نے پوچھا۔  
”ہم... غور کو ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بعد میں کوئی بہتر صورت نکل آئے۔“ وہ ہانسی ہوئی ساکھوں کے درمیان بولی۔  
”یہ غلطی کا قحطی ہے ڈھونڈ لگا تھا کہ میں نے جیسے کو اس جگہ سے لٹائے کی کافی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی بلکہ یوں لگا کہ اس کا پھنڈا زور اور دھنسن گیا ہے۔ وہاں صرف چھپنے والی روشنیوں میں نظر آتی تھیں۔ گھسے اندازہ اور ہوا تھا کہ گاڑیوں کے علاوہ کچھ مڑ سوار بھی ہمارے پیچھے ہیں۔ لیکن ہاتھ قمار کیے تو گھر جڑا اور کھڑا پائے ہیں اور چارے چلانے میں مددگار تھے۔ اب جب پھونڈے کے سوا چارہ نہیں تھا۔ میں نے انکو بھونڈا اور اٹھایا اٹھایا، باقی چل اور اٹھیں اٹھیں کی کٹھن سے لٹائی۔ ڈھونڈ لگا تھا کہ میں نے کبھی نہ کے درختوں اور جھڑی جھاڑیوں میں دوڑنا چلا گیا۔“

”وہ ہمیں گولی مار دیا تو یہ کچھ ہو گا؟“ میں نے پوچھا۔  
”ہم... غور کو ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بعد میں کوئی بہتر صورت نکل آئے۔“ وہ ہانسی ہوئی ساکھوں کے درمیان بولی۔  
”یہ غلطی کا قحطی ہے ڈھونڈ لگا تھا کہ میں نے جیسے کو اس جگہ سے لٹائے کی کافی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی بلکہ یوں لگا کہ اس کا پھنڈا زور اور دھنسن گیا ہے۔ وہاں صرف چھپنے والی روشنیوں میں نظر آتی تھیں۔ گھسے اندازہ اور ہوا تھا کہ گاڑیوں کے علاوہ کچھ مڑ سوار بھی ہمارے پیچھے ہیں۔ لیکن ہاتھ قمار کیے تو گھر جڑا اور کھڑا پائے ہیں اور چارے چلانے میں مددگار تھے۔ اب جب پھونڈے کے سوا چارہ نہیں تھا۔ میں نے انکو بھونڈا اور اٹھایا اٹھایا، باقی چل اور اٹھیں اٹھیں کی کٹھن سے لٹائی۔ ڈھونڈ لگا تھا کہ میں نے کبھی نہ کے درختوں اور جھڑی جھاڑیوں میں دوڑنا چلا گیا۔“

مجھے میری اصل صلاحیتوں سے کہیں اوپر بے ایمان رہا تھا۔ بیگے ہوئے کھن میں جس جہاں سے ہوتے، جیسے لیٹے اور بھٹکا اور اسیر ہدف کی حالت میں ہر طرف ہلکے پر واز کرتے۔  
میرے اس اعزاز کے ساتھ کہ میں نے ان کے انفرادی اور ایک گروہی اہل ان کی ہلک تارکے کا کھار ہوئے۔ لیکن وہ تعداد میں زیادہ تھے قریب آتے چارے تھے۔ آج پانچ ایک سیاہ پر چمکدار کس طرف سے مجھ پر پڑی۔ یہ لاپے کر تھے وہ ایک قوی و کلک شخص تھا۔ میں دھکا کھنے سے دوپ جا کر۔ اہل ان کی ایک درخت سے اتر کر ان کے انفرادی کام درست میرے ہاتھ سے کھل گیا۔ میں ہنستا ہوا گیا۔ ثروت کے چٹانے کی آواز میرے کانوں میں پڑی۔ کم از کم چار پانچ افراد مجھ پر چلے پڑے۔ وہ اس سرے سے مجھے جان سے مارنا چاہتے تو مار سکتے تھے لیکن وہ مجھے زندہ بکڑا جانے سے ڈرتے۔ وہ انھوں کے کندوں اور ہتھکڑوں سے دھکے مارنے لگے۔ وہ قوی ہوتے تھے۔ لیکن انھیں اسے وہ سے خبر نہ تھی۔ میں مکمل طور پر ہتھکڑیاں قیامی رنگ کے ساتھ وہ سے میں مثال چاقو بندھا ہوا تھا جس نے مجھ پر اہل اسلحت میں چارہ جیسے درخت سے کوچ کر اقا حور اس کے علاوہ وہ بھی کی توانا کردوں کا خون چاقو تھا۔

میں نے پیچھے کرے کرے دو چاقو اپنی ران سے جدا کیا۔ اس کا دست میرے ہاتھ میں آقا حور میں سیال آگ دھکا لگی۔ وہ ساری پلے ہاتھ میں لپٹا وہاں میں تازہ ہو کر میں جنھوں سے میری اپنی قوت زندگی کو برقرار رکھا تھا۔ آج سترہاں تھیں میرے سامنے تھیں چاقو پانچ تھیں، اہل ان کی آواز گویا اترنے والی طرف میں نہیں تھا، لیکن ان کے ہاتھ اوڑھتے تھے۔ یہ سب اہل قبیل کے لوگ تھے۔ اسی لڑاؤں اسلکی کے گھبراہٹ تھی۔ میں نے پہلا وار ایک شخص کی گوند لے کر تھوڑے پر کیا اور اسے اپنی قریب پر چ کر دکھا دیا۔ پھر چھپنے کے دوسرا وار ایک راسل پر بارباری ڈانف کے چاقو پر چلے گیا اور جلد کا کھار دے کر دست کا اندر گھسا اور کھڑکوب کی کرناک آقا حور میری سماعت سے گرائی۔ میں نے زور لگا کر چاقو چھینا کرم خون میرے ہاتھ پر گر۔ ایک ایک ڈانف کا قتل وار دیا ہوتے ہوئے میں نے کھڑکی پر بارباری گردن پر کارڈی ڈمک لگا دیا۔ وہ زیادہ تھے... تھے لیکن خود پر پانچ لڑکوں کی اہل قیامت سے انھیں سخت درد کر دیا۔ ایک ایک بولی لیکن مجھے ایک ایک دیا۔ سا گھبراہٹ تھا کہ کوئی گولی مجھے چھو نہیں سکتی۔ اگلے ڈیڑھ دو دست میں آج پانچ ایک خون ریز "مکڑا" ہوا میرے ہاتھ میں آقا حور آئے تھے۔ ان میں سے دو تو پہلے سے نہیں

ی شہر دی گئی ہو گئے تھے۔ آج تین بھی میری دھشت کے آگے نہیں گئے۔ میرے قاتل چاقو نے ان کے اندر کھری دیا۔ میں دھکا دیا چلا رہا تھا۔ ان کو زخمی کر رہا تھا۔ اس کی ایک ایک زخم زہر دہ کر رہا تھا۔ کھرا ہوا۔ میں نے انھیں دیکھا چھپا کر لیکن وہ اوصل ہو گیا۔ میں وہاں بیٹا۔ ایک زخمی تڑپ رہا تھا اور اسے تھپا کر کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اس کے پیچھے سے چڑھ کر اس پر چھدو کر کے اسے ہلکا کر دیا۔ لیکن اس کا پانی بھی نہیں لگا۔ ایک اور گاڑی کی روشنی تیزی سے قریب آ رہی تھی۔

"ثروت آؤ..." میں نے ثروت کو کہا۔  
وہ بے حرکت نہیں آ رہی۔ میرے ذہن میں خوفناک خیال آ گیا کہ میں اسے کوئی تو نہیں لگے گی۔ لیکن ایک شخص تھا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی گراس کے پاس پر بالکل وزن نہیں آ رہا تھا اس کے پیچھے سے میرے سامنے سیال نہیں آ رہا۔ اہل ان کی بھی پھر پھر نہ تھے۔ وہ لگا لگا چاقو دو بار دھکا چلے کے مجھے میں اسرار اور اسے گوشی اٹھایا۔ دو بار دھکا میری اس نے ہمارے کے لیے اپنی ہاتھیں میرے گنگے میں ڈال دیں اور اس پر ہمارے جان اعزاز میں میرے پیچھے سے لگا دیا۔ میں کو ٹھوڑا ہوا کہ چڑھا۔ سر چھیننے کی طرف چھپنے کے گاڑی کے آدے سے پہلے پہلے اس لیے (تھے) تک پہنچنا چاہتا تھا۔ یہ بہت ضروری تھا۔ انڈر لپٹ لپٹا میں چھپنے پہلے ڈی دھکا دیا۔ وہاں تک سے مسلسل اٹھ رہی تھی۔ شہر پہلے بھی کام دکھا رہی تھی۔ میں لگا لگا کر کھلا دھکا چلے ہوا گیا۔ میرے جواب سے میری تھی، بالکل نہیں دوسری تھی۔ مگر باوجود انھیں نے کہا تھا، جہاں ہوا برشت فوج میں ہے، بہت جواب دے جاتی ہے، وہاں سے کامیابی کا مکمل شروع ہوتا ہے۔ وہاں سے مجھے آواز ہوتے ہیں۔

پوری توانائی صرف کر کے جھٹکا ہوا اور پہلے سے چھپا۔ ایک پختہ افقوں سے کہے ہوا ایک اور اس کے جھوپڑے کی طرف سے اس کی بہت گرجائی اور اس کے جھوپڑے کی سی شکل اختیار کر گئی تھی۔ میں نے قریب کی رو دھکی دی۔ اس جھوپڑا میں ایک کے اندر کھڑے تھے۔ وہ تھے اس میں کی چھپ بھاؤں پڑی تھی۔ ایک طرف میں کی خشک فہدیاں تھیں۔ یوں کہ گاڑ دو چاروں پہلے یہاں کی مسافر یا قاری دے کر وہیں اور انھوں نے چھپا کر آگ جلائی ہے۔ میں نے قاتل کے میری قاریت ڈانف کا رنگین زخم زہر کے استعمال میں ہوا۔ مگر آج اس باقی رات میں یہ میری اور ثروت کی ضرورت پڑی کر سکتا تھا۔

ثروت کو اس چھپوڑا تھا کرے میں نے آگیا۔ ہم بارش سے غصہ ہو گئے لیکن اپنی ہمارے پکڑوں سے مسلح ہلک رہا تھا۔ میں نے ثروت کا تار دیا۔ وہ ہوا ہمارے ہمارے چھپ کر اور اپنی چننی کے ہونے سے اس کا کھنچ کر دیا۔ میں نے اس کا کھنچ کر دیا۔ وہ جب میری طرف دھکی گئی تو اس کی انھوں میں تھپ۔ سا خوف ہوا اور ہوا تھا۔ میں لگا لگا کر وہ مجھ سے بھی خوف کھاتے تھے۔ میرے پکڑوں پر تازہ خون کے دھبے تھے اسے دھشت زور کر رہے تھے۔ میں نے اہل ان کی ایک چٹک کیا۔ کیوں کے چھپنے میں سے گویاں کھال کر اضافی سٹریٹ پر کھڑا ہوا اور چار ہو گیا۔

گاڑی اب باقی بڑی ایک آگ لگی تھی۔ میں نے اعزاز لگا کر اس گاڑی کے سوار بھی گاڑی کو کھنچ کر کھنکے اور نہ ان میں کھنک ہوا سوا حوں کو خشکیا میرے چاقو نے کھنک میں تھپ کیا اور کھنک دیا۔ لپٹے کے باقی بڑی ایک کرک میں نے شاید انھیں محسوس ہوا تھا کہ یہ لٹا کی کے چھپنے کے لیے مناسب جگہ ہے۔ وہ یہاں نظر ڈالنا چاہتے تھے، مگر میں نے دیکھا کہ وہ اوپر آ رہے ہیں۔ اب میرے پاس دو راستے تھے۔ اہل ان کی ایک سٹریٹ کھول دیتا مارا اور چار جاتا مگر وہاں وہ زخمی ہو کر میری جتنی خشک نہیں ہونے کے ہاتھ کے استعمال کرتا۔ یہ دیکھ کر ایک اہل ان کی صورت میں ایک طرف پڑی تھا۔ میں نے بھی طریقہ مناسب سمجھا۔ میں یہ دیکھ کر اس سمیت کر جھوپڑے میں لاپا اور خود کو ثروت سمیت ان سے پیچھے کھینچ کر لگایا۔ میں ایک کوشش میں جو کامیاب ہو گئی کی اور کامیابی۔ ثروت کے لیے سارا کھانا قاتل دیا تھا۔ اس کا سارا وجود کاپ ہوا تھا اور اس نے اپنی آگ میں پڑی تھی۔ میں نے بھی دھارے لپک لگائی اور سیاہ رنگ کی اہل ان کی ہاتھ تار سات میں کو میں آگے۔ آگے دھاروں کے دھن وائرے سے کہے کہ چارے تھے۔ وہ لوگ آگ میں پڑے تھے بھی کر رہے تھے۔ ان ہاتھوں میں کھنکوں کی بہت تھی۔ کوئی قاتلوں پر بھلا اور اس نے کھنکوں میں کھنک لگائی دی۔ دوسرا لگا۔ "میں زہر دھکا دیا۔ میں نے اس کے ہاتھوں کے بھی تھوڑی آواز کر کے کسی طرف لپٹ کر نہیں گئے۔

میں نے اعصاب کو بڑھو دیا وہ کر رہی تھی۔ یہ صورت حال سولی پر لٹنے کے مترادف کی تھی۔ ہم ساکت و جاہل پیچھے اس میں سے آگ لپٹ کر رہ گئی۔ وہ اندر آئے۔ انھوں نے آگ کا تار دھاروں طرف لٹا دیا۔ وہ بھی پیچھے گئے۔

لے اس ہماز چھپ کر رہی کسی کے سبب میں رہتے تھے۔ میں کھنک میں دیکھ گیا۔ میں نے زخم پر بھی لگی تھی۔ حرکت دینا چاہی لیکن اس کے لیے لپک کر گیا۔ میں نے اس کی ایک لپک کر دیا۔ وہ اس کا کھنچ کر دیا۔ وہ جب میری طرف دھکی گئی تو اس کی انھوں میں تھپ۔ سا خوف ہوا اور ہوا تھا۔ میں لگا لگا کر وہ مجھ سے بھی خوف کھاتے تھے۔ میرے پکڑوں پر تازہ خون کے دھبے تھے اسے دھشت زور کر رہے تھے۔ میں نے اہل ان کی ایک چٹک کیا۔ کیوں کے چھپنے میں سے گویاں کھال کر اضافی سٹریٹ پر کھڑا ہوا اور چار ہو گیا۔

گاڑی اب باقی بڑی ایک آگ لگی تھی۔ میں نے اعزاز لگا کر اس گاڑی کے سوار بھی گاڑی کو کھنچ کر کھنکے اور نہ ان میں کھنک ہوا سوا حوں کو خشکیا میرے چاقو نے کھنک میں تھپ کیا اور کھنک دیا۔ لپٹے کے باقی بڑی ایک کرک میں نے شاید انھیں محسوس ہوا تھا کہ یہ لٹا کی کے چھپنے کے لیے مناسب جگہ ہے۔ وہ یہاں نظر ڈالنا چاہتے تھے، مگر میں نے دیکھا کہ وہ اوپر آ رہے ہیں۔ اب میرے پاس دو راستے تھے۔ اہل ان کی ایک سٹریٹ کھول دیتا مارا اور چار جاتا مگر وہاں وہ زخمی ہو کر میری جتنی خشک نہیں ہونے کے ہاتھ کے استعمال کرتا۔ یہ دیکھ کر ایک اہل ان کی صورت میں ایک طرف پڑی تھا۔ میں نے بھی طریقہ مناسب سمجھا۔ میں یہ دیکھ کر اس سمیت کر جھوپڑے میں لاپا اور خود کو ثروت سمیت ان سے پیچھے کھینچ کر لگایا۔ میں ایک کوشش میں جو کامیاب ہو گئی کی اور کامیابی۔ ثروت کے لیے سارا کھانا قاتل دیا تھا۔ اس کا سارا وجود کاپ ہوا تھا اور اس نے اپنی آگ میں پڑی تھی۔ میں نے بھی دھارے لپک لگائی اور سیاہ رنگ کی اہل ان کی ہاتھ تار سات میں کو میں آگے۔ آگے دھاروں کے دھن وائرے سے کہے کہ چارے تھے۔ وہ لوگ آگ میں پڑے تھے بھی کر رہے تھے۔ ان ہاتھوں میں کھنکوں کی بہت تھی۔ کوئی قاتلوں پر بھلا اور اس نے کھنکوں میں کھنک لگائی دی۔ دوسرا لگا۔ "میں زہر دھکا دیا۔ میں نے اس کے ہاتھوں کے بھی تھوڑی آواز کر کے کسی طرف لپٹ کر نہیں گئے۔

میں نے اعصاب کو بڑھو دیا وہ کر رہی تھی۔ یہ صورت حال سولی پر لٹنے کے مترادف کی تھی۔ ہم ساکت و جاہل پیچھے اس میں سے آگ لپٹ کر رہ گئی۔ وہ اندر آئے۔ انھوں نے آگ کا تار دھاروں طرف لٹا دیا۔ وہ بھی پیچھے گئے۔



# تحریر ریاض بولشی کار

جلتی بجھتی روشنیاں سڑکوں کو روشن ہیں نہیں... بارونق اور دلکش  
بہی بنا نہیں ہیں... انہی روشنیوں کی طرح ہمہ وقت دوڑتے بھاگتے دو  
سراغ سامانوں کا دلچسپ و گشتہ احوال... جن کے بارے میں مشہور تھا...  
کہ وہ ابھی پہلے ہیں...



جرم کی دہائی میں رہ کر کاٹ و کھیر کرنے والوں کی تشہیل کا رد و انکسار

بعض اوقات ذہنی کے دوران میں وقت گزارنا  
بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ خاص کر ان کی حالت میں جب آپ  
یہ جڑی روہاں کی نل بوڑے کے پیچھے سو رہا جانتے ہیں  
اور انتظار میں ہوں کہ کب کوئی گاڑی تیز رفتاری کا مظاہرہ  
کرتے ہوئے وہاں سے گزرے اور آپ اسے روک کر رکھ  
تھاویں۔ کئی بار یہی کام اگلے کے لیے یہ انتہائی آگاہی  
والا کام ہے لیکن ہماری بھوری جگہ کی کہ جب تک دن میں  
سلاٹے میں سو رہاں کے ٹکٹ چلانے کے طور پر گاڑی چلائے

کی تھی ہوں۔ میں ان کے ساتھ رہتا چلتی ہوں... میرا  
بیٹا بھی ہے ان کے ساتھ۔ میں ان کروں... مجھے پالا چا  
...  
وہ پتا نہیں کیا کہ پھر بھی جی... پھر وہ بسف کا نام  
لینے گی۔ میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ آپ  
کے پاؤں پڑتی ہوں۔ آپ سب کچھ میرے لیے...  
مجھے اتنا دکھ ہے کہ میں... اس کے ہونٹوں پر پتہ چلتا ہے  
میں۔ خشک گھٹے کے باٹھ اسے شہ پر کھائی ہوئی اور  
وہ بڑا کراہ رہی تھی۔ اسے پانی چاہیے تھا لیکن صاف پانی  
نہیں تھا۔ میں نے اپنے لیے رومال سے اس کے  
ہونٹ ترکے۔  
وہ مجھے سرگی اور اذیت کی ضرورت محسوس کر رہی تھی۔

میں نے اسے اذیت دی۔ اس کے پاؤں میں شہ پر دو تھا  
لیکن وہ غیر معمولی برداشت کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ وہ اگلے کو  
حرکت سے کئی گھنٹہ کی موٹی جگہ میں کتا بھی تھا کہ  
جسم کی سوچ آتی ہے۔ وہ میری طرف بالکل نہیں دیکھ رہی  
تھی۔ لیکن میری نظروں میں پر خون کے بڑے بڑے سہ  
اس کے خوف میں اضافہ کرتے تھے۔ میرے پاس کی اہل  
ادبیت کا کوئی کتا نہیں تھا۔

میرے ارد گرد ظاہر سکون ہی تھا لیکن ابھی یہاں  
سے لگے کا فیصلہ پر گزرتی جگہ کا سنا تھا۔ رات کی بارش نے  
قدموں کے نشان مچا دیے تھے اور یہ بات کی حد تک  
میرے قن میں جاتی تھی۔ ایک دیر ان جگہ کی اور ہارے  
ارد گرد ہمارے خون کے چائے تھے۔ مجھے مقامی پریشاں  
طرف سے کسی کوئی پاؤں بھی نہیں تھا۔ ظاہر تھا کہ یہاں  
اٹھیں گری ہیں۔ میں لیکن تھا کہ پریشاں جلی حویلی کے  
چوہوں کے ساتھ قریب قریب ڈھونڈتے اور مارنے کے  
درپے ہو۔

مجھے پاس ہی کسی گھوڑے کی مہم پہناتا پڑتی  
ہی۔ مجھے اسے بڑھ کر قریب میں جھانکنا۔ دلوں پر  
حرکت محسوس ہو رہی تھی۔ کچھ لوگ موجود تھے اور شاید  
خریٹے سے اوپر آ رہے تھے۔ ایک لنگھوں گاڑی کا  
جھک بھی نظر آئی۔ یہ لگاؤ کہ آئے والوں میں کوئی کتہ  
شامل ہے۔ شہ میری طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی آہوں  
میں جڑوے ہوئے تھے۔

حضور کے اذیتوں میں سفر کو تے جا رہا ہوں کیا  
داستان کے بلبہ و اذیت آہندہ ماحول جملہ فراموش

ویرے سے ملتی ہوگی۔ لیکن ممکن تھا کہ وہ مجھ کی شہ پر غلے  
کی زد میں ہو اور اس کی کٹ و حرکت کو پیچھے دھکے کے لیے  
یوسف قارونی کو استعمال کیا جائے یا پھر اس طرح کی کوئی  
صورت حال ہو سکتی تھی۔ یوسف قارونی ایسی جلی ہو جاتی تھا  
اور اسے کسی کی وقت ان بن علاقے میں کٹا گیا جاسکتا تھا۔  
اسے بجائے جانے کی ضرورت تھی لیکن ہم یہاں نہیں گئے  
تھے۔ مجھے عمران یاد آیا۔ اس کی جادوئی کیفیت، اس کا  
"وفا دہوں میں دو ہاتھ کا بھر۔" کاش میرے پاس اس  
کو دیکھنے کا کوئی ذریعہ ہوتا۔ وہ میری شکل کو جان توڑتا  
ہوایاں کٹی جاتا... عمران کا سامنے چیلانی اور اقبال بھی اس  
علاقے میں موجود تھے لیکن ہمارے دو مہمان ریلے کا واحد  
ذریعہ میرا اہل خانہ لطیف کی دکان میں دال کی ایک بھری کے  
اگرہ میں جانا پڑتا تھا۔

اجاکا شہرت بڑا کراہ رہی تھی۔ وہ چلانے والے  
انہار میں پڑی۔ "میں تاجی... خدا کے لیے... ایسا نہ  
کر میں دست داریں، چاقو پھینک دیں..."  
"شہت ابھی کوہ۔" میں نے اسے شاہوں سے بکرا  
کر چھوڑا۔ پھر دعویٰ میں اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ  
کھسکا کر رہی۔ اس نے اپنی لال آنکھیں کھول کر مجھے  
دیکھا۔ اس میں خوف تھا۔ میں نے اسے پچھارا۔  
"شہت... سب ٹھیک ہے... کچھ نہیں ہوا۔ میں یہاں  
ہوں، تمہارے پاس بیٹھا ہوں۔"

وہ ویرے سے میرے حواس میں آگئی۔ غور سے مجھے  
دیکھنے لگی۔ میں نے اس کے پیچھے ہونٹوں سے اپنی غلطی  
پہچاننے لگی تھی۔ اس نے آنکھیں موندیں۔ بچوں کے  
سے وہ سوئی سرخ رخساروں کی طرف سرکتے گئے۔ اس نے  
کراہ کر پلٹ بھاڑا اور... کچھ دیر بعد پھر کبھی ٹوکی میں چلی  
گئی۔ اس کا غلام شہت اختیار کرتا تھا۔

بابر دکان کا اجالا کھیل گیا۔ پھر دکان کی پیچھا ہوتی  
سنے دکان کا طاقن کر دیا۔ دکان پر کبھی کسی کو نظر نہ آ رہا گودھا۔  
اس بات کا شہد جو دکان کو چلی حویلی کے پرکارے سے  
اس لیے کی طرف آگئی۔ میں پوری طرح چسک رہا تھا۔  
... کچھ دیر بعد شہت نہایت تیز بخار کے ذریعہ پڑا  
بڑا سنے گا... کچھ دیر بھی گئی کہ شہت اس کے آس پاس  
موجود ہے وہ کبھی نہ گئی۔ کچھ شہت... کچھ... یہاں  
کیوں پڑا ہے؟ میں کیوں سوچتی ہوں؟ مجھے ایسا نہیں سوچنا  
چاہیے... یہ گناہ ہے... وہ اب میرے لیے میرے ہیں...  
مجھے پانا ڈھرت... میرا گناہ کھو گیا ہے... میں یوسف





اس کی گواہی پر مکی بکڑ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جنگل میں کی گئی تھی۔ تم دیکھ لے کہ وہ کون سی کار کے چھلکے بکڑ سے تھوڑی سی بکڑی ہوئی ہے۔ جب اس نے کار کی لاکھڑی سے چاٹسک کے خیمے میں رومی کو اپنے پاس لائی ہوئی تو اس کی رگڑ سے اس جگہ کی بکڑ بھی صاف ہو گئی۔ وہ چھلکے بکڑ میں چاٹسک کا ٹکڑا اٹھایا جھنسا ہوا ہے جس سے ہاتھ چلے کر کوئی سے چاٹسک میں رومی کو بھی چڑائی لگتی ہے۔

”اسے چڑے کے دستانے پہن کر کھائی اڑا دیا جائے۔“  
 ”حق!۔“ ”موٹک نے کہا۔ ”اس کے بجائے اس نے رے کے  
 دستانے پہن کر گھر سے چڑے کا ہاضم کو پکڑا اور پانی سے بھرا  
 رکھ کر کھینچ کر کھائی کے دوران کھینچے کے دھکے کی ریز  
 سے کھینچا جاتے۔ اس نے حریدہ احتیاط کے طور پر ہنسی  
 آجھڑا کر لیا، لیکن، رینیز اور سلاچہ چڑے کا گھبراہٹ کا سوا  
 چڑے کے لحاظ سے چھپا ہوا تھا اور اسی وجہ سے انک اور  
 آکھوں کے چھپنے پر کسی آئی۔ اس کی لاش کو دفن کرنے کے بعد  
 اس نے کھینچے، کھینچے اور دستانوں سے بھرا ہوا حاصل کر لیا لیکن  
 دھکے کے پوتل کو پکڑنا بھول گیا جس پر تیزاب آگے دھینچے  
 گھر سے تھکے تھکے لنگھار اس کا کاردارات سے کوئی نقص نہیں  
 پہنچا۔“

اس کی باتیں سن کر وہ بھی میرا دل رونے کو چاہنے لگا۔  
اس لیے نہیں کہ اس کے مشاہدے کی روشنی میں اپنے آپ کو  
احسن محسوس کرتا کر میں نے ان سب باتوں پر غور کیوں نہیں کیا

”اصطلاح سے گاڑی چلاؤ۔ کیا تم اسے خر بارنا چاہتے ہو؟“

”اروڑو چلی ہے۔“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چم پکھن اچھا سمجھتے ہو؟“

میں نے گاڑی اس کی کار سے آگے روکی اور ہم دونوں گاڑی پر سے باہر آ گئے۔ ہم نے اپنے ہتھیلیاں رکھال لیے ان کا سر ہٹھکے لیے گاڑی کو رخ کر دیا۔ ہم اس کی کار کے ایک کونے سے اسے باہر آنے کی دست گوارا نہیں کی بلکہ تھوڑا دیر تک ہیٹ پر بیٹھ بیٹھ رہے۔ البتہ اس کے چہرے سے

[illegible]

اس کی پشت پر چار کروڑوں پاؤں میں مفلوجی ڈال دیں۔  
 ”تجسین لک کے انعام میں گرفتار کیا جا رہا ہے۔“ میں  
 نے کہا۔  
 ”میں نہیں جانتی۔“ اس نے کہا۔ ”تم یہ کیسے کہہ سکتے  
 ہو کہ میں نے کسی کو گولی مارا ہے؟“  
 میں نے سوچ کے اس طرف دیکھا جتنا تھا احتیاج اور ہول میں  
 رکھ دیا تھا پھر اس نے کندھے پر اچانک سے اور بولا۔ ”ہم چاہیں  
 والے ہیں اور ہمیں سنا جاتا ہے۔“

☆ ☆ ☆  
 چندی دُشربس ملت بعد وہاں پہنچا جبکہ درلک نیم  
 ارچہ امیلے نال اسٹن پیلے دیوان چا پتھا۔ انہیں  
 نے اصرار خانوں کے پایا اصرار و شغل پر نظام میں قیام  
 اس کے ایک بڑا سانسٹہ ہاں رکھا تھا جو صرف اس کے سری  
 نہیں بلکہ جسم کے حفاظ سے بھی بڑا تھا۔  
 ایک ادا کے عہدے پر فائز ہونے کے بعد جو مجھ  
 سے ملے تھے اس کے ساتھ پیش آتا تھا کیونکہ ہماری بہت پرانی  
 وہی تھیں اس کی موجودگی میں کچھ اور دیکھنے کو  
 جانب سے اصرار خانہ تھا۔ انہیں اس کے سب سے بلند  
 قاضی تھے اب وہ وہاں اس کی پناہ تھا اس لیے میرے لیے اپنی  
 حدیں رہا ضروری ہو گیا تھا۔

[illegible]

”فخریہ“ چپ۔ ”مونک نے افساری سے کہا۔  
 ”کاش تم اس کارروائی کے دوران ٹھکانا گاڑی کو  
 آستان ہونے سے بچا لیتے۔ تم جانتے ہو کہ ہمارے پاس  
 ایک صرف چارگاہیں ملت ہیں۔“  
 ”یہ تقریبی اسی صورت کی غلطی کی وجہ سے ہوئی۔“  
 مونک نے بری طرف اشارہ کیا۔ ”جیسے ہوئے ہیں۔“  
 ”جھک جا پانچرا“ میں نے اس کی حمایت پر ہلکے  
 ہوا کرتے ہوئے کہا۔

گھر واپس پر و فیض صاحب نے جگم کو تیار کیا۔  
 بھڑی کے کہانی سنا دی۔  
 آپ کو کب احساس ہوا کہ بھڑی آپ کے پاس نہیں  
 ہے۔ "جگم نے کہا۔  
 "جب وارن بنے ہوئے کے بعد میں نے بھڑی کو بند  
 کرنے کے لیے جاہو دیا تھا۔" و فیض صاحب نے تیار۔

”میری یہی خواہش تھی کہ تمہارے پاس کوئی جوت ہو۔“ ڈشریولا۔ ”اگر اس بات پر وہ جوتی تو تم اسے گرفتار کرنے کا فیصلہ کرتے تھے۔“

”اے یہ بڑا احمق کہانہ کہ ہوگا کہ جسے یہ مسٹر ہوک نے اس پر شوہر قتل کا الزام لگا دیا، وہ گاڑی کے باہر جاگ کھڑی ہوئی۔“ اسے انصاف پر جس شخص سے تادیب کی گئی۔“

”اس کے باہر جانے کی کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے۔ ہم اسے انصاف پر جس شخص سے کہہ سکتے۔“

”اے میں نے کبھی یہ سمجھا تھا کہ ہمیں اس بارے میں کیسے معلوم ہوا۔“ میں بولا۔ ”میں بھی ایک طرح سے انصاف کا ہے۔“

”جی نہیں۔“ ڈشریولا۔ ”اور اگر یہ انصاف ہے تو کیا اس نے جنہیں تاقیہ کو شوہر قتل کا الزام لگا دیا، وہ اسے پہلے میں نے اپنا شری میں میں دلایا اور بولا۔“ وہ اس پہلے میں کوئی بات نہیں کر رہی اور اس نے مکمل جانے کا مطالبہ کیا کہ

دشمن نے ایک ٹھنڈی سانس بھری رو بولا۔  
 "ہمارے پاس دو تاجدارہ کاروں اور سو تک کے مشاہدے کے  
 سوا کوئی اور ثبوت نہیں۔"  
 "میں جانتی ہوں کہ یہاں کوئی عورت نے اپنے شوہر  
 کو قتل کیا ہے۔" مونک اس ٹھنڈے کے دوران میں جلی بار  
 بولا۔ "مجھے تم سے کیا امید ہے۔" دشمن نے کہا۔  
 مونک نے اسے ٹھیک سے عورت کی جھلی پر  
 چھالے، شادی کی انگوٹھی کی غیر موجودگی، سر کے کی بوتلی،  
 چاکر کے جگ کے غورے اور گاڑی کے بپھر پر کی بوتلی کی جگ  
 کے بار سے میں بتایا۔ "میری سچائی سننے کے بعد وہ سر ہونے  
 کے بار میں اس مطلب کے کہ تم سچیز راقی ہو، دھڑکی  
 سے گاڑی چلنے لگے۔ میں اس بار میں اس کا پلان کر سکتے ہیں۔ ان  
 تمام باتوں سے یہ کہیں بات نہیں ہوتا کہ وہ کی کوئی کر کے



گزشتہ روز دہشتے کی میز پر اس کے شوہر ہارمن نے بتایا کہ وہ قاتل ہو چکے ہیں۔ وہ چوری چھپے جواز لینے کا حامی تھا اور ہر بار یہ سوچ کر ہانسی لگاتا کہ اس طرح قسمت اس کا ساتھ دے گی اور وہ اپنا نقصان دہ کارہے کا ثبوت اس کی یہ امید بھی پوری نہیں ہوئی اور وہ اس دلدل میں دھنسا چلا گیا جس کے نیچے شیعہ اہل بیت یہاں تک پہنچ گئی۔ اس نے بھی زیادہ دیر کا تجربہ ہی کر رہے ہیں مسلسل ہارنے کے سبب اس کا ویک انڈسٹ خالی ہو چکا تھا۔ ٹیئرز اور دھاتے تک پہنچے تھے اور سب سے بڑھ کر اس نے اپنی کھن میں تین لاکھ ڈالرز کا تین لاکھ قاتل جس کا انکشاف حال ہی میں ہوا تھا جس کے نیچے اس نے سٹل ہو جاتی اور اس کے جانے کے بعد کھینے کو اس کے سارے مالی مسائل سے نمٹنا پڑتا۔

یہ غریب کا انکشاف سن کر پہلے ہی آنکھوں کے سامنے اصرار چراگیا۔ پہلے تو اس کی کھن میں تین لاکھ ڈالرز کا ریس بھر دو کوئی نقطہ کے بغیر اپنی جگہ سے اٹھی۔ کچن میں جا کر ہارمن فریالین اٹھایا اور مقصد سے آکر اس کے سر پر کاروباری ضرب لگادی جس سے وہ جاہر پر ہونے لگا اور اس نے مریض جی دم توڑ دیا۔ کھینے اس کی لاش کو کھینچتے ہوئے کیراج میں سے کٹی اور اسے پھر کھانے والی خالی برتن میں پھینک دیا اور اس کے منہ پر ایک مضبوط ڈوری باغ دوی۔ پھر اس نے لاش کو گاڑی میں رکھا اور اسے ٹھکانے لگانے کے لیے روانہ ہوئی اس میں اتنی طاقت تھی کہ وہ کسی کی ہڈ کے بغیر یہ سب کچھ کر سکتی تھی ورنہ اسے لاش کو کوئی کھنوں میں کسیر کرنا پڑتا۔

اس کے بعد وہ کچھ تر کھول کر بیچنے کی اور ٹیٹ کے ذریعے یہ جاننے کی کوشش کرنے کی لاش کو ٹھکانے لگانے کا بہترین طریقہ کیا ہے۔ اس شخص کی روشنی میں وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ لاش کو کھن کرنے کے بعد اس پر تیزاب چھڑک دیا جائے تو وہ تیزی سے ٹھیل ہو سکتی ہے۔ اب اسے صرف یہ معلوم کرنا تھا کہ وہ اس لاش کو کس جگہ ڈال کرے؟

اسے یاد آیا کہ چند برس پہلے اس کے شوہر نے ایک قلعہ زمین خریدنے کا ارادہ کیا تھا لیکن جانکوار کی گمشدیں اب تک بڑھ جانے کی وجہ سے یہ سوچاٹے نہ ہو سکا۔ یہ کچھ جہل کے کارہے یا اعلیٰ انگ صحت کی اور وہاں اس لاش کے کچھ لیے جانے کا کوئی امکان نہ تھا۔ لہذا بازاریاری اور لاش کو ٹھکانے لگانے کے لیے ضروری سامان لے کر آئی۔ رات گئے اس نے اپنی گاڑی نکالی اور لاش کو اس جگہ لے جا کر گھن کر دیا۔ وہاں آتے ہوئے اس نے راستے میں جس انکیشن کے عقب میں واقع کچرا گھر میں تلچہ تیزاب کی بوتل

اور چھپے چھپک دیا۔

”تھمے جیئن تھا کہ سب لوگ بھی سمجھیں گے کہ وہ گرفتاری سے بچنے کے لیے روپوش ہو گیا ہے اور کی کوکھ بھی کتنی ہو گا اس کی باپوں اور دل شکت ہوئی ہے اسے ہر دیا ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ یہ قسمت نے ساتھ میں دیا اور میں بھی ہارمن کی طرح یہ بازی ہارنی۔“ اس نے بھرائی ہوئی آواز کہا۔

دو بج کر پندرہ بج گئی۔ اس نے سوچا کہ کیا تھا، اس کے لیے اسے اڑام نہیں دیا جا سکتا تھا۔ شوہر اور اپنے آپ کو اپنی فکر میں ڈھیل ہونے سے بچانے کے لیے اس کے پاس یہی ایک راستہ تھا اور جس سے خیال میں اس پر ہر وہ وجہ جبری کے امکان کی بھڑپاں بھی حاصل کر سکتی تھیں لیکن اسے اس کا اختیار کسی کے سامنے نہیں کیا۔

بہرپیس کو یہ کارروایاں آتے تو اس کا دھنکا ہواں اٹھار کر رہا تھا۔ ڈھیرنے میں بتایا کہ وہ ریاست کا سب سے بڑھ کر قابل تھیں وہیل سے لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ وہ انکارے سامنے سب کچھ اٹھ چکی تھ تو وہ پیچھے ہٹ گیا اور اس نے مقصد سے کی جبری کرنے سے انکار کر دیا۔ آخر چنانہ تھا کہ اس صورت حال میں کوئی بھی دھنکا اس کے مقابل کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ لہذا اس نے اس کے لیے سرکاری دھنکا کا انتخاب کر لیا۔

اس دوران میں ہم نے اپنی رپورٹیں لکھیں اور ڈاکٹر کے دفتر میں جمع کرادیں۔ اس نے ان پر سرری کھرائی اور بولا۔ ”یہ میری ذہانت کا کمال ہے کہ تم دونوں کو یہاں سے لیا۔ ایسے ہی جرات مند ذہن فیصلوں کی وجہ سے میں اس مقام تک پہنچا ہوں۔“

”تیرا خیال ہے کہ میں یہاں پائے اور جہاد میں مدد کرنے کی طرح یہ فیروان نے دی ہوگی۔“ مونک نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں ہاں میں نے بھی اس پر عمل کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔“ اس نے فرخانی دی سے کیا۔

”اور اس کی فکر میں اچھے بھی بن گئے۔“ میں نے کہا۔

”اب تو ہمیں سمجھنا آ گیا ہو گا کہ ایک سیاست دان کی حیثیت سے میرا مستقبل کتنا روشن ہے۔“ ڈاکٹر قہقہہ لگاتے ہوئے ہوا۔

واقعی اب ہمارے پاس اختلاف کرنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

**اے ہی گھر کا راستہ بتانے والے جہان کی دھانی کا قصہ**

وہ فحش ایڈورڈ ہارڈ ویز اسٹور کے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوا اور اسے ایک ڈاکٹر پر ہارکا۔ اس نے ایڈورڈ سے پچھا کہ وہ صرف تو میں ہے۔ ایڈورڈ کی آخری تیل تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہوئی تھی۔ اس کی بیوی کا قون آنے کے بعد جب وہ جانوری کی بیوی اس کی پہچانی کی مورٹی کے بارے میں ڈسٹین وائسٹان کے ٹھکانے پر دھنکی کی جو اس نے ٹیٹ پر آن لائن دھنکی کی۔

”میں۔“ ایڈورڈ نے جواب دیا۔ ”جیسے کیا چاہیے۔“

چہرہ ششامی فن سے قوئل سناڑی ایک پنر۔۔۔ وہ فن اور پنروں میں دھنکا تھا۔۔۔ چہرہ دیکھ کر مجسمہ جانتا تھا۔۔۔ کہ وہ کیا فنکار یاں دکھا سکتے ہیں۔۔۔ اس کے ہاں جو وہ اس سے ایک چوک سرزد ہو سکتی۔۔۔

**خود کردہ شاہ محل**











رنگے ہاتھوں کو گزار کر لیے۔ آپ کے برابر والے  
اپارٹمنٹ میں عادی کمرہ میں پڑھ کر رہی ہے جبکہ میں  
آپ کا بیان لیتے ہیں اب آئیوں۔ ”میں آفس میں منہ  
کھینچ کر بیٹھی رہا۔

”شیراز آفس! آپ اب عدالت آجائیں۔“ لارے نے قانون  
سے متاثر کرنے والے ایک ایٹھ خونی کی طرح خوش  
امطاعتی سے کہتے ہوئے اس عدالت کی پیشانی کی  
”گڈ آف ایک ڈین مسٹر القاب۔ ان کی سزا اور جلی  
ہیں۔ انہیں پھر سے جیل کی جگہ میں ان تینوں کو ہائی کے  
راستے اپنی جگہ میں سزا دیا تھا۔“ گاؤں میں بھی کس نے  
تصاف کو پایا تو پھر آفس کی تحویل میں اس کے لیے  
حصین اترا آئی۔

”گڈ آف ایک ڈین قانون ہیں۔“ اس نے فوراً  
میں اس کی طرف کی۔ ”جیالدار صرف دھتے سے سرگرم  
مکی جبکہ میں آفس والی کی ہڈی کے اپنے ساتھیوں کو  
اطلاع دے گا کہ ان کو کورسنگ کی جانے کی کوشش کی  
جاری ہے، وہ دھتے سے برابر کے اپارٹمنٹ میں موجود  
ہیں۔ اس کال سے فارغ ہو کر وہ دروازے کو کھلی کی طرف  
خوج ہو۔

”ہمارے مابین آپ کے اپارٹمنٹ کا صحیح کر کے  
ایک بار پھر تیار کریں گے۔ اس دوران میں آپ جیتیں مجھے  
ایک بیان ریکارڈ کروا دیں۔ سب سے پہلے میں اس کا بیان  
کامیاب کیا۔“ لارے نے انہیں لکھا کیا تھا۔

”میں رات کو جب جاگ کر صبح اٹھنے کی عادی  
ہوں اس لیے اب تک جاگ رہی تھی۔“ لارے نے فوراً اپنا  
بیان ریکارڈ کروا دیا اور فرار کیا۔

”جیالدار اس اپارٹمنٹ کا کینڈل لنگ کا کینڈل آؤٹی بھی  
مٹا ملے گا بہت خرم ہیں، اور چوکنش ایک بائبریری میں  
خاموش کرتی ہیں۔ اس لیے ایک ایٹھ سے حاصل کے لیے  
آؤٹی کو کچھ سے ریلایڈ کرے۔ آج رات جب میں سونے  
کی تیاری کرنے لگی تو مجھے یاد آیا کہ کوئی کے پاس  
الائبریری کی کتاب موجود ہے جس کے عنوان ”داکٹر  
خزندی۔“ میں نے سوچا کہ اگر ہم پھر سے ریلایڈ کر  
کے کہ دوں کر آف کر جائے گا۔ سب سے پہلے کتاب میں  
دانش کار جانے میں میرے نمبر لارے پر اس نے ایک کام نہیں  
اٹھایا اور یہ ایک خوش حال بات تھی۔ آؤٹی کے ساتھ  
لڑی پر ایک دوسرا کینڈل کی گاڑ دیا رات بھی موجود ہوتا  
ہے۔ اگر کوئی اس ضرورت کے تحت اپنی جگہ پر موجود نہیں

جاسوسی دست

162

[illegible][illegible]

ہے۔ اور کوئی ایسی طرح اپنی مرضی کو زبردستی تو بار بار  
والدین کیوں صدمہ تک پہنچا جاتا ہے جس کا مظاہرہ اس نے  
کچھ دیر قبل دیکھا تھا۔ آپ اور سوسٹر نے بہت کوشش کی کہ  
اس کے اس تاؤ کو کم کر دیں جلیں جو کچھ وہ بھی طور پر دیکھ چکی  
تھی، اس کے بعد زبانی مصلحتوں پر چھین کر ذرا مشکل ہی  
تھا۔

☆ ☆ ☆  
سلو کے ساتھ ساتھ ریاض انوری کی عمر بھی کا سلسلہ بھی  
جاری تھا لیکن دونوں ہی کی طرف سے کوئی غیر معمولی اطلاع  
موصول نہیں ہو رہی تھی۔ ریاض انور اپنی معمول کی سیاسی  
سرگرمیوں میں مصروف تھا جن میں زیادہ تر لڑائی و جیت کی  
تھیں۔ اس نے رانی کے ایک بہنوئی کے ساتھ علاقے میں قائم  
کردہ اسکول کے لیے بڑی تعداد میں ضروری اشیاء فراہم کی  
تھیں اور ان دوران اس نے زیادہ تر میرے ہونے کے لیے  
سے سامان اتار دیا۔ جسے وہ ایک غیر رسمی اور غیر اعلیٰ  
پیسے سے مختار کرتے ہوئے عام کو بیچنے والا بازار کا کار  
اس کے بچوں سے ملنے کے اور ان کے بچوں کے لیے لکھتا اور  
کے ساتھ سے کیے کے اعلان کے نیچے میں ملنے کے لیے  
علاقہ میں کھانسی کے لیے کھڑے دھنی سے اس کی یہ تقریر  
کر رہے تھے۔ تقریر کے دوران ریاض انور کے ایک گارڈ  
نے اس کے لیے ہر پچھڑی جان کر اسے چوب سے بچانے کی  
کوشش کی لیکن اس نے یہ کہہ کر گارڈ کو پچھڑی سمیت  
پچھڑے کر پھینک کر دیا تھا کہ اگر تم میرے سامنے کھڑے تمام  
افراد کو پچھڑا کر سکتے ہو تو مجھ سے ٹھیک ہے لیکن میں اس  
بات کو واقعی پسند نہیں کرتا کہ میرے بھائی میرے سامنے  
مردم سے کھڑے ہوں اور میں اس کا اپنے لیے سامنے کا  
بندوبست کر لوں۔ لوگ اس کی اس بات سے بے حد متاثر  
ہوئے تھے اور یہ تک تائیل پٹ کر اسے راجے رہے  
تھے۔

دوسری طرف سلو نے وہ بارہ ریاض انور سے رابطہ  
فہم کیا تھا جبکہ وہ اپنے خاندان کے افراد کے علاوہ کسی سے  
بہت کچھ نہیں ملتا تھا۔ وہ بالکل عام فرد کی طرح ہر برسوں بعد  
اپنے خاندان سے ملتا ہے، اس کو بھی ملتا تھا۔  
سے والدین نے اس اعلان کا تھا کہ وہ اس کی بچھاؤ سے جو کہ  
اس کی بہن کی تنگ کی بات تھا اس کے پاس نہیں کرے۔ اس  
مطلب کے بچانے وہ سلو کی کوشش کر رہا تھا جس سے اس نے  
غریبوں کی دغا میں ملنے جانے سے ان کے سامنے سے تھے۔  
میں ایک بار اس پر پردہ کو پکڑا دیا گیا تھا جس نے سلو کی آمد

بر اس سے انڈو پکایا تھا۔ اس پر جیسٹ میں سلو کی کوشش  
تھیں صوبہ سمیت پچھڑی کر دیا گیا تھا۔ اس نے جیسٹ کی جانچوں  
طریق عام کی چٹاری کے ساتھ جو وہ تو غیر ملکی بہت تھیں  
دہری کی بلکلیت تو اسے جو وہ سلو کی اسے ہر وقت خاصا  
تھا۔ یہ دیکھتے ہوئے اس کی اسے متعلق پچھڑی کر پھینک کر  
ی ایک پر پچھڑی کر دیا گیا تھا۔

جسے خبر کے اسے بہنوئی کے علاقے سے متعلق تھا جس  
دن میں ریاض انور نے اسے انکوں کے لیے امداد کی سامان  
بجائے کے علاوہ خود سے ہر ایک کٹر پر بھی کی گئی تھی  
مطابق علاقے میں زبردست فائرنگ کا سلسلہ جاری تھا اور  
مختار آدموں نے اس سامنے کو کھل طور پر ہلاک کر دیا تھا جس  
کے ذریعے علاقے میں داخل ہوا جاسکتا تھا۔ شہر اندول کے  
خلاف علاقے کے لیے جانے والی یہیں میں ایک ایک جہت  
راکت لا پکڑی دیا گیا تھا جبکہ اندول کے علاقوں سے  
گرفتار سے مختار تھا۔ ان دونوں ملک اور جان لیا اور  
بعد میں اسے والے پیچھے بنے پر پکڑا ہو گئے تھے اور دونوں  
سے ہی فائرنگ کرتے رہے تھے۔ ان کی فائرنگ سے مختار  
آدموں کا یہ بھی نہیں بچتا تھا۔ بلکہ وہ ہر ہر ہر ہر  
جواب کو یہ توقت سے دے رہے تھے۔ یوں ملتا تھا کہ ان  
کے پاس اسلحہ کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جسے وہ راجی  
استعمال کرتے ہوئے انہیں اس کے ختم ہو جانے کا کوئی  
اندیشہ نہیں ہے۔

اس نے خبر کی خبر یا دگو بے ہتافہ مضرب کر دیا تھا۔ سلو  
آج کے ساتھ ہی اس کے گانے کا آغاز ہو گیا تھا جس کی کوئی  
جاری کی جان کا باہری طور پر اسوں سے باہر ایک تنگ  
نظر آ رہا تھا۔ اس کا ردائی سے اس کا جو دھڑکن ہوا جا  
سکتا تھا۔ وہ رات کے ریاض انور کے لیے جانے والی علاقے  
تھی۔ اس کے اسلحہ کا کچھ بھی علاقے میں اسے  
نے کچھ تقریر کی تھی، وہی وقت وہ کوئی اور دیتی ہوئی کی  
زوردار دادوں سے گئی رہا تھا۔

ریاض انور نے انکوں کے لیے جیسے جیسے سامان  
بجھوایا تھا تقریباً اس سامان کی آڑ میں اس طرح و دست گرد  
علاقے میں آئے تھے۔  
جدا ہی ملنے سے خبر میں  
فوری جواب کرتے ہوئے اپنی رائے دے۔  
"یقیناً تم کی بات سے شک میں نہیں ہے کہ میں اس کو  
اس علاقے میں ریاض انور کے ساتھ مل کر رہتا ہوں، اس نے لارڈ  
وایں کو لایا تھا تاکہ وہ اس کا گناہ جان اس طرح دیکھ کر  
کے کیونکہ یہی شہت کی کارروائی ہے اس کے ساتھ وہ

کے جرم کو پکڑے دے دے کے لیے اقدامات کرتے۔  
وہ اپنے ہم آئیں بے ڈسے داری نہیں سوچ سکتے۔ ہماری  
صدا دھڑکن اور اس کے اندر دھڑکن اور داری انا کا کرنا  
ہے۔  
"لیکن ہم اس طرح ہاتھ پر ہاتھ کر بیٹھے  
شہریوں کا خون بہتا ہو رہی تو میں دیکھ سکتے۔" جاوید علی  
بجھایا۔

"ہاتھ پر ہاتھ کر کر بیٹھے تھے۔ مسٹر  
صرف اتنا سامان کہ برسوں بعد والدین کے پاس کوئے  
والے سلو کو یک دم موت کے گھاٹ اتار دینے میں مجھے  
چنگا بہت محسوس ہو رہی تھی۔ دوسرے میرے دل میں ایک  
میں بھی کسی فکر کا کہ میری طرح اس عزت کو ہارنے  
خام کا مہاپا ہو گیا تو میں کا بھتیجہ خود اس کے خلاف  
استعمال کرتے ہوئے دیکھ کر اس کی کھوئی میں دھڑکن سیر  
اتارنے میں نہ تھی تھی ہے۔" شہریار نے اپنے خیالات  
کا اظہار کیا جاوید علی کو احساس ہوا کہ وہ اس کی اعزاز  
میں سامنے والا بندہ ہے۔ وہ خود بھی تو سلو کو مارنے میں  
چنگا بہت کا کھلا کھڑے سال ہے۔ پچھڑا ہوا تھا کہ صرف سلو کے  
والدین کو دیکھ کر بیٹھے تھے۔ اس کی انسانی حالت پر ان کی  
جانتیں۔ اس کی لکائی کی آگ میں بیٹھے تھے وہ بھی تو کسی  
گھر کے پتھر دھڑکنے تھے جن کے والدین کا کھڑکی کا قلعہ  
برداشت تھا۔

"واضح ہے کہ اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے  
مشکل بات نہیں ہے لیکن اسے کھلا چھوڑنا بھی تو مناسب نہیں  
ہے، خاص طور پر اس لیے کہ اسے یہاں ریاض انور جیسے  
کوں کا اقتدار حاصل ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ جو کچھ  
ہو رہا ہے اس میں سلو سے زیادہ ریاض کا ہاتھ ہے۔ ورنہ یہ  
کے ممکن تھا کہ سلو یہاں آئے ہی بڑی کارروائی کر  
گرتے۔ یہاں کا پابنٹ اپ بنانے میں اسے بکھوتو تو  
لگتا ہے تھا۔"

"میت اپ بنانے کا کوئی مسئلہ نہیں۔ ہمارے  
اداروں کی فہم کی وجہ سے یہاں راکا بنا جاتا ہے میت اپ  
موجود ہے۔ اور اس طرح سلو جیسے مردوں کو بنانے  
میت اپ میں استعمال کر کے اپنے مقاصد حاصل کرنا ان کے  
لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔" اس نے بتایا کہ وہ اپنے ہاتھوں  
کی بات کا جواب دیا پھر اپنے ہاتھوں سے صرف وہ  
گیا۔  
"جیت تھی اور وہ خیاری سے اس کی عمر بھی کر۔ جاہو









شلف کے قریب کھڑے ہو کر اس نے پتھر پھینکا اور وہی  
 انظر وہیں جگہ کا جائزہ لیا۔ وہ اندر سے بھرا ہوا محسوس  
 ہوا تھا جس کی یا پھر فیصلہ معلوم ہوا تھا کہ اس کی فریاد کی طرف  
 سے راستے کی سادہ سی تیار کے کنارہ اخبار دیکر وہ دنگے  
 میں آئے تاکہ پھول کر ان کی خوب خبر لے اور صبح کو دنگے  
 کی اس طرح کی اطلاع اخبار سے دے۔ وہ ان کے قریب خاص

[illegible]

ضروری معلومات حاصل کر کے واپس آجاء۔" اس نے جاوید علی کو حکم دیا۔ دھماکے کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال سے اسے اس کچھ لیوا نہ آئیں تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اہل علاقہ خود پولیس کو کال کر رہیں گے اور پولیس معمول کی کارروائی کرے گی۔ یہ وہ معمولی سی جگہ تھی۔

”آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے قمار سب نے پہلے  
بڑا رسک کر لیا تھا۔ آپ کو نقصان بھی کیسک تھا۔“ اس کی اصل  
وجہ یہ تھی کہ وہ پہلی کار عہدار بن چڑھا۔

”اب تو کہتے ہیں کہ نقصان سے نہیں ڈرنا چاہیے، میں یہ  
ذہن میں رکھتا ہوں۔ کہ اسے نہ تو کوئی کوئی طرح نقصان  
پہنچا جاسکتا ہے۔ ان حالات میں مجھے جو بھڑکا ہوا دم ہے  
کیا۔ اب جس مسئلے میں مجھ سے کوئی بحث نہیں کرنا ہے۔  
تو اگر تم کیسا معلومات حاصل کر کے آئے ہو؟“ اس نے  
جواب دیا کہ جس طرح اس کی کھال نہیں چھوڑی تھی چنانچہ  
وہ کی ایک خبریں برادر مامحت کی طرح حکم کے مطابق اسے  
رہبر مت نہیں کر گئے۔

”سلو نے جس ایڈار منٹل اسٹور میں دھماکا کرنے کی  
کوشش کی تھی وہ خاصا بڑا ہے اور اسے حساب سے وہاں لوگ  
بڑی تعداد میں خریداری کرتے آتے ہیں۔ اس کے علاوہ  
اسٹور کی کوئٹھیں بھی کئی کارورنگی دوسرے اسٹورز اور  
ریستورنٹس وغیرہ موجود ہیں۔ چنانچہ اگر وہاں دھماکا ہو جاتا تو  
کئی انسانی جانوں کے نقصان کے علاوہ شدید خوف و ہراس  
پکھلا جاتا۔ ان بات یہ ہے کہ اسٹور کے مالک سے ٹیکہ نہ لے  
کے حساب نقصانات کی طرف کوئی جانچ نہیں دی ہے۔  
وہاں جو کچھ بھی گاڑا موجود ہوگا۔ ان کے پاس جو سامان  
موجود ہے اور چینگل کے لیے موجود اگر صرف داخلی  
دروازے پر موجود دروازے پاس موجود ہوتا ہے۔ جہان لوں  
خراب ہے اور گڑبگڑ کی ہول سے استعمال نہیں کیا جا رہا۔  
گھرائی کے لیے موجود کھیروں کی تعداد بھی قابل ذکر نہیں  
ہے۔ ایک کھیر دارنگی دروازے پر موجود ہے۔ جبکہ دوسری  
ایسے مقامات پر رکھی ہے جہاں جیس جیس سائیکل یا کچھ  
اشیاء رکھی گئی ہیں۔ کوئی کھیران اشیاء کو اپنی جیب یا پرس میں  
رکھ کر چھاتا ہے۔ کچھ غنڈہ اور کٹیران وغیرہ والے حصوں  
میں کھیرے موجود ہیں ہیں۔ میں نے اسٹور کے دونوں ایک  
اسٹور میں دیکھا ہے کہ اس وقت اس کے پاس کچھ بھی ایک



جاسوسی فائنل (176) نومبر 2012ء جاسوسی فائنل (177) نومبر 2012ء



کبھی ابھی لڑکی کے لیے کہتے تھے خواہ مخواہ رکھتے ہوں گے۔ میں تو بس آپ کو اپنے دل کی بات بتا رہا تھا وہ بات کہ دل کی خواہش اور تو میں تو دیکھ کر سکتا۔ اس وقت اب میرے بزرگ بچے، ماں کی اس آخری غمی کو چھڑا کرنے کے لیے میں آپ کو سارے اختیارات دیتا ہوں۔ اسے مار کر خالص خانہ سے نکال دے۔ اس کے بعد کے سارے مراحل بڑی تیزی سے طے ہوئے اور اسی جتنا جو اس کے بھائی کی محبت کی اس کی بنا دی گئی۔ بہت سادگی سے ہونے والے اس کلاش میں کسی قسم کا روایتی اہتمام نہیں تھا۔ دیکھ لیگا کہ چاندنی کی بھانجری پر پھینکی گئی شادی، یہاں سے لے کر پتلی دولہا کی طرح چھپنے والی سرخ ٹوٹی لگا بھی گئی۔ یہاں تو دولہا دیکھ کے لیے سب جڑوں کا اہتمام نہیں ہو سکا تھا اور وہ سب بچہ بچوں کے لیے سب ایک دوسرے کے منگہ دیے گئے تھے۔ کلاش کے وقت اس نے گلے میں لے رکھا تھا۔ سرخ انگارہ آسموں والی کپڑے پہنے اس کی طرح اس نے بھڑکنے والے بادل کا خواہش جاری ہو گئی تھی۔ ہمیں سے کہل میں بچپن کی بھاری ہو کر کوس پھوٹی کی تپ سے ہونے سے یہاں بھی پہلی آئی۔ اسے اٹھا رکھ کر وہ ہوس اس کی طرح صرف ماں کی غمی سے اس نے رشتے میں بندھے سے بڑے دماغی ہوئی ہو گی۔ یہ ہوس ہے کہ اس سے اس کی خاصیت کی معلوم کی نہ کی گئی ہو۔ ان کے پاس ٹکریوں سے شادی کے وقت ان کی پندہ پندہ معلوم کرنے کا روایتی ایسا تھا؟

اس نے اس کی اپنی سیدھی باجیں سوچتے ہوئے ایجاب قبول کے اصرار سے پہلے ہی کہیں سے بھڑکے ہوئے کچھ سوچنے کی مہلت ہی نہیں گئی۔ چراغ بھری کی طرح بھڑکی اس کی ماں کی زندگی کی لٹو لٹاک کے روبرو بڑی بری طرح بھڑ پڑا۔ اسی۔ ڈاکٹر نے نور دانی تمام مقلین کو باہر نکال دیا کہ کوئی کھینچ کر اندر آ جائے۔ حالانکہ وہ چاہتے تھے اور انہوں نے گاہ کی کہ کدوا تھا کہ باہر بہت مشکل ہے لیکن بھر گئی آخری سانس تک کوشش تو کرنی ہی تھی۔ ڈاکٹر کے تمام تھریٹس کے باوجود یہ کوشش تک نہ لائی اور انہیں بے گنتی سے باہر پھٹے مشاہیر خان، اس کے ماموں اور گل جیہ کو بری جھڑپائی پڑی۔

سب کو جاب دیتے ہوئے محسوس ہونے لگے اور یوں لگا کہ آسموں کے آگے اور راسی انچر سے اب اس شخص کو ہٹنے کے بعد اسے آگے کیا کرنا تھا اور کیا نہیں۔ اسے کچھ بھی نہیں آ رہا تھا۔ سب چارے ماموں کے لیے بھی گلاب اور انجیلی شہر تھا۔

ہوئے بھی چھوٹی جگہ سے آ کر وہ یہاں ویسے بھی گھبرا ہوا تھا۔ اب جو سر پر پٹی، انکار پڑی تو اور بھی پریشان ہو گیا اور کوشش کرنے لگا کہ کسی طرح مشاہیر خان کے حواس سنبھال سکے۔ ان دونوں کے ساتھ وہاں جو سولہ بچے بھی کھڑے تھے۔ یہ سولہ بچے اور سولے بچے کے بھائی بھی تھے۔ چنانچہ سب کچھ کامیابی سے کر رہی تھی۔ حواس سنبھال کر وہ اپنی اسی صورت حال میں لپکتا رہا تا کی فون بیل رخصت ثابت ہوئی۔ انہوں نے شہر پارکی سوچی، وہی دیکر ڈسے دار یوں کی طرح ڈسے دار کی بہت افسوس خیز طریقے سے شہال دیکھ کر کسی طرح مشاہیر خان کی ماں کی فون کھینچ کر سے رہتے تھے۔ اسپتال انتظامیہ کو قسم کھا کر کسی کمرے معمولی بات کی اطلاع آگئی ضروری جانے چاہئے چنانچہ مشاہیر خان کی ماں کی موت کی اطلاع بھی انہیں پہنچا دی گئی تھی وہ وہاں اٹھتے ہوئے اور مشاہیر خان کو ان کے کچھ بھائیوں کے ساتھ ملنے اس کی ماں کے لیے لے گیا کہ وہاں کی کچھ دھنیں کے چند کمرے کا بیان کی ڈی بی ڈی بھستان میں داخل اپنے گاؤں کے لیے پناہ گزین کرے گا۔ دونوں صورتوں میں انہوں نے خود انتظامات کرانے کی کچھ دہائی کر دائی تھی۔ ان کو فون پر کر مشاہیر خان ذرا ہوش آیا اور سوچتے بھٹکے کے لاق ہو گئے۔

کانے سے میں آپ اس کا کچھ نہیں جانتا تھا جس کے لیے وہ وہاں جانے کی اجازت نہ دیتے تھے وہ جانتا تھا کہ اس کی ماں کو اپنی زمین سے لکڑیاں پھاڑا۔ اگر مرنے سے پہلے اس کو اپنی ماں سے بھی کچھ یاد دہانی آجی ان زمین میں رہتے ہوئے کی خواہش کر گئی۔ اس نے ماں کی آواز کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے لکڑیاں کر لیا اور لپکتا رہا سے بھستان جانے کی خواہش کے اعتبار کردیا۔ وہ بھستان جس کے پھاڑوں میں اس کا باپ اور بھائیوں کی قبریں تھیں اور باپ وہاں ایک اور قبر میں اپنے اپنے کے لیے جائے گناہ کو خالص تھقیف سے ڈالنا تھا تھا اس کے دل نے شہر پار کی زندگی سے ڈالنا اور ان کے ساتھ ساتھ بھائیوں کی جیسے بھائیوں کے لیے بھی چننا آئسو سے چمک پڑے۔

وہ انتظامیہ کو آگ آگ تھا اس کے نہ ہونے کے باوجود بھی اس کا انتظام اس کی مشکل کوئی نہیں اس کے لیے سہارا بن گیا تھا۔ وہ لپکتا رہا تو کوکا پڑی گئی کہ ایک عام سٹور دار کو لپکتے کر کے ڈھول کی گھڑیوں سے دعا کرنے لگا کہ کوئی ایسا ملجوڑ دکھائے کہ ایک بار میرا سے شہر پار کا ساتھ نصیب ہو جائے اور میں وہاں تو کوئی ٹھیک میں بھی تھا کہ

اگر اسے ایک بار میرے موقع ملتا تو وہ پہلے سے نہیں زیادہ بدلتی تھی اس کی خدمت کرتا۔

☆☆☆☆

سلوک کو ذرا پہلے کے سیکڑے کی اسلاف میں شامل کر لیا گیا ہے۔ "خیرین کر خیر راجت بھندراں دو۔ ایک اسے معلوم تھا کہ کسی بھی آئی لپا کیلکرو کی اسلاف ایسے ہی چلتے پھرتے تھے۔ ان کا جانا تا اس شخص کے لیے بہت دیر بعد حال کر کوئی ایسا لوگوں کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں چار دن ہوئے تھے اس لیے اسے سلوک کو ذرا پہلے سے دیکھ لی گئی۔ اس کے تعلق کی تو معلوم ہوا کہ یہ ملازمت راضی انوری کے خصوصی ملازمت پر دی گئی ہے۔

راضی انور اور ذرا پہلے صاحبہ میں خصوصی دوستانہ مراسم تھے اور کہا جاتا تھا کہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی بات دیکھ کر کہتے۔ ایک ایک کا بار بار راضی انور صرف اس وجہ سے میں وقت پر انکسٹن میں چلے گیا تھا کہ اس کا وہ موجودہ وزیراعلیٰ کی پارٹی سے تعلق رکھتا تھا اور پارٹی کی فوٹاں پر انہوں نے راضی انور سے راضی کی کئی باتیں کہیں ان کے امیدوار کے مقابل ٹھکانا ہو۔ راضی انور نے دیکھ کر ہنسنے لگے۔ ان کی بڑی بات ان کی زبان پر آئی تھی جاتا تھا کہ مقابلہ صرف دوئی کا نہیں تھا۔ دونوں خانہ دانی خاصا لیں ہوئی تھی جس کے سبب راضی انور کو ملک بھگتا گیا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ کام لپنی اسے بچنے کی صورت ہے۔

اس کا ایک بچہ یوں بھی لگا کہ اسے کچھ نہیں وزیراعلیٰ نے راضی انور کے ساتھ سے ملنے سے پہلے کہ اسے امیدوار کھڑا کر دیا تھا کہ راضی انور نے اسے آزاد امیدوار کی حیثیت سے انکسٹن جیتنے کے بعد وزیراعلیٰ کی پارٹی سے انکسٹن کو لپکا۔ یہی حالات راجت تھے۔ یہاں بھی اس کو تسلیم کے وزیراعلیٰ کے سیکڑے میں اسلاف میں شامل ہوئے۔

سلوکی یہ علامت خانی از ملت نہیں ہو سکتی تھی اور پتیشہ اس کے پیچھے کوئی گہری سازش تھی۔ سازش خدا خواست باپ سے لگتی تھی۔ یہی سب اس کا افسوس پر جیادوست کوئی اہم کام آگیا تھا۔ ظاہر تو وہ سلوک کے لیے جس ایک سادگی کے طور پر کام کر رہا تھا اور اس نے اپنے تعلقات استعمال کر کے برسوں بعد واپس آئے وہاں ایک ٹوٹا ہوا کے روزگار کا بندوبست کیا تھا جس میں شاہرے کوئی برائی تھی۔ یہ ہوس وہ کہہ سکتا تھا کہ جس نے جو ہمہ اہم کام خلوکی نیت سے کیا۔ بچے کی معلوم تھا کہ سلوک کی نیت سے حکومت کے لیے یہ کہ وہ دن کی فیس دینا کیلکنت بن کر

آج ہے اس بات کی خبر تھی۔ راضی انور کی اس جگہ کے باغ اس کی نظر پر نقل کر لیا جاتا تھا۔ راضی انور کی خواہش کہ سلوک کا بچنے سے دوسرے کسی نقصان سے محفوظ رہے۔

اسے آج کا کر لے چاہئے دونوں طور پر سرگرم ہو گئے۔ اسے راضی انور کے تعلق سے اس کے معلوم ہو گیا تھا کہ ایک بچے وزیراعلیٰ کے بچے کا دوسرے اور ویسے کی اس دعوت میں صدر اور وزیراعظم سمیت کبھر سے بہت سی سیاسی اور سماجی شخصیات شرکت کے لیے آئی تھی۔ اس حساب سے اس شخص پر سیکڑے کی سخت انتظامات کا بھی اعزاز تھا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ سلوک کے لیے کچھ بھی کیے راضی انور کی اس اور یہ بڑی خطرناک بات تھی۔ جہاں محافظ سے ہی کھلے گا کہ وہاں کوئی سیکڑے کی جان بچان کا حساب ہونے کا امکان نہیں رہتا۔

اس لیے اسے ایک بندے کے لیے وزیراعلیٰ کے سیکڑے کی اسلاف میں چلے جائے۔ اس بات کا افسوس کہ اس کے بعد سلوک کو ذرا پہلے کر دئی کی جگہ کیا کر دئی کرے گا اس کے لیے جو دوسرے دیکھ سب سے بہترین موقع ہو گا تو اس نے کر لیا تو وہ سب ثابت کیا۔

"یہ اتنی بات نہیں ہے۔ سیکڑے کی اسلاف میں اتنی چانگ اور آسانی سے کسی کو شامل نہیں کیا جاتا۔ اس کا معاملہ بین کر نہیں نے اعتراض کیا۔

"کمال ہے۔ راضی انور جیسا دولہا اور ملک دشمن آدمی تو یہ کام نہیں کریں گے لیکن اس کے لیے یہ مشکل ہے۔" اس نے بھلا کر انہیں آڑے ہاتھوں لینے سے بھی اجتناب نہ کیا۔

"وہ ایک باکل الگ معاملہ ہے۔ یہ تم بھی جانتے ہو۔ سلوک کو ذرا پہلے کے خورانی ڈسے دار پر اپنا غصہ کیا ہے کہ اس کے ہر کس کے خود بخود وہاں جہاں اس کے حققت چلے یا پھر ہر اس کی ڈسے دار کا ٹھکانہ ہو گی۔ جبکہ میں اس حساب سے سمجھ رہا ہوں کہ میرا وزیراعلیٰ سے جیادوست ایسا کوئی شخص نہیں بلکہ کہ وہ راضی انور کے سلاطین کی طرح میرے سلاطین کوئی شخص نہیں بلکہ کہ وہ راضی انور کے سلاطین کے لطف سے راضی ہو جائیں۔ میں اپنے خصوصی اختیارات استعمال کروں گا جب بھی ضرور ہر جگہ پر کام کرنا ہو گا اور اس کے میرا بھگیا ہوا بندہ دو طرفوں میں آجائے۔ ہم تو سیاست دان ویسے ہی بدست ہیں۔ وزیراعلیٰ میرے پیچھے وہ نہ تو کھینچ لیا گاڑے ہیں۔ کر لیا اس آئی گا کوئی جاسوس نہیں گے۔" کر لیا تو وہ







مشاہیر خان کے موہاں میں جو بزرگ جگہ کوٹھے میں واقع تھا کہ دیکھا تو اسے اس شخص کے بعد اولاد کے علاوہ فراموش ہی کیا۔ اس سب چیزوں کو اپنے قبضے میں کرنے کے بعد اس نے اس آدمی کی شلوار سے ازار بندھ کر لٹا کر اس کی کندھے سے اس کا ہاتھ پکڑا۔ وہ بڑھے۔ اس کام کے فارع ہونے کے بعد وہ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔ شورش کو کھیل کے نتیجے میں وہ گر رہا تھا۔ ہوش میں آگیا۔ جرج کی کھدوروشی میں اسے مشاہیر خان کا چہرہ کس طرح نظر نہیں آ رہا تھا تو اسے دیکھنے ہی سے یاد آگیا تھا کہ بڑھے ہوش ہونے سے اس پر کیا اثر پڑی۔

"بلکہ... کون ہو؟ تم اور مجھ سے نہیں کیا دشمنی ہے؟" وہ دانتوں کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس سے غور پر بولا لیکن جابرا تھا اور وہ بڑھی ہوئی شکل سے یہ بھلاہو کر پانچا تھا۔

"میں آج اور وہی کا میں اس وقت ہو گا جب تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ گے۔" مشاہیر خان نے بھید سے اس کی بات کا جواب دیا۔

"میں تمام اہل بارہ ہے۔ میں تمہیں کا رہنے والا ہوں اور یہ میں جس میں ملازمت کرتا ہوں۔" اس نے بغیر کسی جھجک کے اپنا تعارف کروا دیا۔ نام اور پتا مشاہیر خان نے اس کے کشانی کارڈ پر خود لکھا تھا۔ بیٹھے کا رنگ پتلا۔

"میں جس کی خدمت پر کام کرتا ہوں؟"

"میں اسے نہیں آتی ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس فراموش کیا کیا کام ہے؟ کسی اسے اس آئی کے پاس میں نے بھی فراموش نہیں کیا تھا۔"

وہ اس کے گھٹے پر پیش سے تعلق ہونے کی وجہ سے وہ تعویذی نرے کے بعد سہلہ تھا تو اس کے کھوکھو دھماکتا بہر حال دوسری بات تھی۔ "بھوت ہونے سے پہلے خیال رکھنا کہ میری بہت اولاد نہ ہو گئی ہے اور میں تمہارے مجھے سے تعویذی کر سکتا ہوں۔" اس نے اہم پرانے لہجے میں کہا۔

"یہ میرا ذاتی شوق ہے۔" وہ بارے نظر میں چھپا ہوا تھا۔

وہ جواب دیا۔

"خوش... شوق میں فراموش کون اپنے پاس رکھتا ہے؟" مشاہیر خان نے جرات کا اظہار کیا۔

"میں ہم چند دوستوں کے ایسے ہی شوق شوق میں دو تین فراموش خریدے ہیں۔ اور ابھی ایک دوسرے سے رابطے کے لیے آپس میں انتظار کر رہے ہیں۔" وہ ایک ایسی بات کہتا تھا جو کسی صورت سے قابل نہیں تھی۔

"اور اس کے لیے تمہیں یہ باتوں کا استعمال کرتے

ہو؟" مشاہیر خان نے غصے سے پوچھا۔

"ہاں! کچھ لوگوں کے درمیان استعمال کرنے سے مسئلہ ہو سکتا تھا تو کیا قیامت کر دینا تو خواہ وہ عادی نہ تھا ہی ہو جاتی۔" وہ دہریہ دھناتی سے بھوت پر بھوت بول رہا تھا۔

"تجسس! بھوت کو اور جج کا بتاؤ کہ تم کس جگہ کے کنار کی بات کر رہے تھے؟" اس بار مشاہیر خان نے اسے حق سے پوچھا۔

"میرے دوستوں نے فلاہو پر دگرما بنا چکا تھا۔ مجھے بھی ان کے ساتھ ہونا تھا لیکن میں جاسکا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ فلاہو کے لیے ان ساقبت مناسب رہے گا۔" اس نے کوئی خاصے لیے بغیر ایسٹین سے جواب دیا۔ اس بار مشاہیر خان کا جواب دیا۔

"میں نے تیری کلاس بہت سن لی۔ اب کج بولنا شروع کرو۔ ورنہ ساری دھناتیوں کا کچھ کے سامنے باہر ڈال دوں گا۔" وہ غراپا۔

"میں نے جج بتا دیا، لیکن کرنا نہ کرنا تمہاری مرضی ہے۔" مشاہیر خان کا اظہار سے صبا تھا کہ کچھ دواہن بات پر جج تھا۔ اس بار مشاہیر خان نے اس پر پتا تھا چھوڑا تو روٹنا کھانا نہیں کیا۔ جگہ اور وہی شدت کا میں نے بغیر وہ اسے جھٹکا تھا چھپا گیا۔ جج کی ساقبت کے فراموش کرنے لے لے لیکن وہ اس کا رخ تھا کہ ہونے کا بدبودار ملک دشمنوں کا آڈاکار ہے۔ پھر پھر کچھ اس کی ذاتی فرسٹیشن بھی جھٹکا۔ کھانے کا سوچ کر لیا تھا اس نے اس سے اہم پرانے کی طرح پیچھا ڈالا۔ وہ چٹکا جاتا اس کی رہاستہار لیکن ایک بار وہ اپنی پھر پھر بولا کہ کھانے کے لیے رہا ہے۔ اس کی اس ذاتی کو جج مشاہیر خان نے پتہ آتا کہ اس نے اس کی رکی کوئی پتہ نہ کرے ایک جھٹکا دیا۔ کوئی نے دیے ہی اس کی کھلی کا طرح کیا دیا تھا۔ مشاہیر خان نے جھٹکا دیا تو وہ "میری طرح بھلا ہوا تھا۔"

"میری طرح ایک جھٹکا ہے۔ جج نے زبان نہیں کھولی تو میں تمہارے اس رقم میں آگئی ڈال کر وہی بڑی طرح کر دیں گا کہ تمہاری روح تک بچا لے گا۔" مشاہیر خان نے اسے سٹاکی سے دیکھ دی۔ ملک دشمنوں کے لیے وہ ایسے اس کے دل میں رقم کا کوئی پتہ نہ ہو سکتا تھا۔ اہم بارے اس کی دشمنی کو سمجھ کر زبان کھولنے میں ہی غایت جاتی۔

"بہہ... بتاؤ ہوں، رک جائو۔" آخر کار اس کی بہت جواب دے گی اور وہ زبان کھولنے پر رضی ہو گیا۔

بارج کی روشنی میں مشاہیر خان کو اس کے چہرے پر پہلے ہاتھ اچھٹا کر آئے۔ اسے لیکن اس کو کیا کہہ وہ شخص بھوت لے کر جرات نہیں کر سکتا۔

"یولہ... لیکن صرف جج کے بھوت کا گمان بھی ہوا تو جج اسے بہت سبب میں ایک بھروں کے۔ میرے بھوت کو یہ بھی بہت یاد آتی تھی۔ یہ گویا اس تمہارے ہم کے ایسے سبب میں کا تو ایسا کہ کرم ترپ کے لیکن موت میں آئے گی۔" مگر یہ بولی دوا کو ایک دفعہ اور دیتے ہوئے اس نے ایسی دھناتی کہ اس کا رخ یا رکہ ازیت سے کچھ ہوتا چہرہ غریب کی دھناتیں کھپ گیا۔

"میں باکل جج بول رہا ہوں۔ اصل میں ہم اپنے غریب میں بھی بہت بچے ہیں۔ وہ بارے خلاف ہونا ہے اسے ہم زندہ نہیں رہنے دیتے۔ آج جو آخری بس یہاں سے روانہ ہوئی ہے، اس میں ہمارے ساتھی بھی سفر کر رہے ہیں۔ سامنے میں اس بس کو میرے ساتھ دھک کر جن میں سوار ہمارے خلاف بات کرنے والوں کو کڑی دیکھ کر۔" اس نے ایک جگہ اس کی دھناتیں کر کے مشاہیر خان کا ٹونٹا کھول۔ وہ جتنی قائل نہ جانے کہ اس کے سامنے ہونے سے لیکن بے غلے تھان کے ہوتوں کا نشانہ بننے والے بے گناہ معصوم افراد ہوں اور پھر ملک کی اوارادت کا بعد شروع ہونے والے فرقہ وارانہ لہرات میں مل کر کیوں لوٹنا رہا ہے۔

"اسے سامنے سے بھٹکا کر اوارادت روکو۔ اس سے کچھ کہی کہ وجہ سے میں روک دیا گیا ہے۔" اس نے دھنات لے کر اس کے سامنے ہاتھ دیا۔

"اب اس کو کیا فائدہ نہیں ہے۔ میرے ساتھی اپنا کام کر رہے ہوں گے۔" اس نے بھی کچھ اوارادت جواب دیا۔ مشاہیر خان نے جھاک کی طرح گھبراہٹ سے ہاتھ سے لے کھانے سے اٹھا۔ وہ دیکھ کر کچھ اس کی کھلی کا جاساں کے پتہ پکار ہو گیا تھا۔ اس کا دل چاہا کہ اس شخص کو بھی مار دے۔ عالم دھنات میں اس نے بھوت کی دل اس کی جھناتی بھوت کی ترپ تھا کہ وہ اس کی بارگہ لیکن اس بار کے بھوت کو اسے روک دیا۔ وہ اس کا جواب دیا۔

"میں کوئی خاصے نہیں اس کی خواہش اور اور بات کو۔ مشاہیر خان کو اسے بھوت کی ہوا آگیا۔ اگر وہ اس شخص کو مار دے گا تو اس کے ساتھیوں اور اس باک جسے بچتا نہیں دھناتیں لے کر فراموش پر اپنے سبب سے کھانا اس کی آگئی

بھوت کی لہجے سے بہت کچھ اوارادت اس نے بھوت کو اس کے سر پر ہاتھ کیوت سے مارا کہ وہ صرف اسے ہوا ہو جائے۔ اس کام سے فارع ہو کر وہ بھوت کی طرف بھاگا۔ اس پر کھل کر دستا کرتے تھے۔ بھوت آ رہے تھے۔ بھوت اس کے گٹھ سے لٹل کر اس کے سر پر آ پڑا۔ یہاں اس کے ساتھ مضبوط اور ہوش میں جودہ اس کا گھٹا کواہر تھا لیکن وہ پانا بھید اس کے خوردہ کے یہاں سے بہت دور اور ہوش میں بیٹھا تھا۔

"تم وہاں روکو۔ میں کسی سے اپنا کر کے تمہارا غبر کرے۔" اس کی زبانی یہ شخصیت کن کر دھناتیں سے اہم بات تھی۔ "جاساں کو صرف "میں سر" کی کر سکتا لیکن اسے میرا نے میں تھا کھوے ہو کر انظار میں وقت گزارا آسان نہیں تھا۔ اسے بھگنے کے بعد وہ دھنات روز دھنات بھی جاتی تھیں۔ دھنات میں جس میں تھا جج کر تارے گنا اچھا لگتا ہے۔ اسے یہ خیال بھی آ رہا تھا کہ بھوت کے ساتھ جج بھوت میں بیٹھا ہوا ہوتی ہوگی۔ اسے معلوم تھا کہ بھوت کی مختصر آدمی میں کھل کر بڑی ہونے والی بھی جج کی زندگی میں اس کے چہرے کی ایسے سوانح آتے ہوں گے جب وہ اپنے گاؤں سے باہر تھا اور ان جج جو ساتھیوں میں سے کوئی ایک کسی موقع پر بھوت کا کھانا جج اسے بھوت میں چھپنے کا اتفاق ہوا ہوا۔ لیکن آج اس کی وجہ سے ایسا ہو گیا تھا۔ اگر چاہیے میں اس کے اوارادت کا بہت زیادہ دھناتیں تھا اور دھنات بھوت پر بھی بھوت میں تھا تو گناہ جج کا تھا لیکن یہ حالات تھی اس کے ہونے کو بھی کچھ اس کا اور اب بھی مشاہیر خان اس کے ہونے کی غلطی ہو کر وہ ان کے بھوت کا رہا کر کے اس کی ذمے دار شخص کے یہاں تک پہنچے جسے خاصا دھنات کھٹکا تھا۔

اسے انہوں ہوا کہ بھوت سے بھگنے سے گل اس نے ہاں کا بھوت نہیں کیا لیکن اس نے رقم از رقم فن پر ہی جج کے لیے پتہ نہ دے۔ جج نے پتہ چھاننے کی صورت میں وہ زیادہ تشویش میں تھا کہ اس میں لیکن اسے تو جانے کیا کیا سوچ رہی ہوگی۔ شاید اسے لیکن اسے ہوا کہ مشاہیر خان اسے بھوت میں لکھا چھوڑ کر خود کوئی فرار ہو گیا کہ یہ عجیب لاشینی سے سوچیں جج نہیں اس کے ہونے کی غلطی ہو گئی۔ اس کی غلطی سے بچنے کے لیے وہ ایک پھر اس کو سے تک بھی کہ آیا جہاں اسے بارے ہوش پڑا تھا۔ اس کی بھل چیک کر کے اس نے اسے دھنات کر لیا کہ اس کے ہوش میں آئے اس کی ذاتی گئے



وزیر اعلیٰ پاکستان نے ایک موقع اس روز مارچ ۱۹۷۷ء کے  
 ہنگامہ میں اس کی اور مشورہ و نصیحت میں صرف وہی لوگ  
 وہاں سے گزرتے تھے جن کے اقرب یا شریک شرکت کا  
 دولت نامہ موجود تھا۔ اسے ان لوگوں کو جان رکھانے کا  
 علاوہ اپنی شناخت بھی خاطر کرنا پڑتی تھی۔ شریار جہاں  
 خان کی شخصیت اختیار کرنے کے بعد وہیں اس کی دل  
 خواہیوں سے اس پر اپنے پس منظر میں ایک نیا تھا۔  
 تھے۔ میرا بھی اسے اپنی طبیعت سے جڑا تھا۔ جس  
 سوچوں، تکلیفوں، نفس اور دے والے بہتر انسان کے  
 اس کی شخصیت کے مجموعہ کا اثر کو کافی حد تک تبدیل کر دیا تھا۔  
 اسے میں اس کے لیے وہی ڈھنگ کے راستے کی حیثیت  
 سے کاروبار میں بنایا تھا اور اس کے لیے دھرتی و میرٹھ  
 شرکت کا انتظام ہو گیا۔ دوسری طرف جاوید کی پہلے  
 ہرے کی حیثیت سے وہاں بنایا تھا۔ اس کام کے

روائی کرنے کے سوا اپنے اس سچے اور ہمدرد  
کا اور زیادہ اہم کام بھی تھا کہ وہ کسی ایسے شخص  
کی تلاش کرے کہ جسے صدر اور وزیر پر مشتمل  
کمیٹی کے اہلکار کے لئے زیادہ اہم  
کام تھا جس میں سے کسی ایک یا دونوں کو نشانہ بنانا  
جاسکے۔ البتہ وہ اس بات پر یقین تھا کہ اس  
کے بعد جس نے اپنے انجام کے بارے میں کیا  
تلاش کی ہو گی، تو ممکن ہے کہ وہ خود  
سلامت نکل پاتا۔ اسے خیال کیا جاسکتا تھا  
اپنے آقاؤں سے اپنی جان کی قیمت وصول کر لی  
اسے یہ یقین تھا کہ کسی جانی جان کے  
بادلوں کے میں وہ شہر کی زنجیریں خیریت  
میں لٹا دیں گی۔ اس سوا کیا تھا جس کی  
جو درجن کی نفر میں انہی کوئی بات نہیں آتی تھی۔

[illegible]

”موقف تو اس نے اب بھی یہی اختیار کیا تھا کہ سہو  
 دے دیکھے کہ اس نے اس پر گولی چلانے کی کوشش کی۔“

اور اس سے محفوظ نکال لیا جائے گا اور پھر وہیں سے کسی  
 ملازم کو سزا دیا جائے گی جسے میں ان لوگوں نے چھو لیا ہے کہ  
 وہی چھو لیا ہے کہ جب وہ دروازہ پر آئے تو کوئی اسے  
 بیان نہیں کیا۔  
 "اور اس کی" ذیشان کی بات سن کر اس نے ہنست  
 کیلئے سے کہا۔ "میں بھی ان تھانہ کے دو اور اس طرح اپنی  
 جان کو ضائع کر چکیوں میں کیا تھا۔ جو اصل بات یہ تھی کہ ہمیشہ  
 کی طرح، ایک بار پھر یہ خوف بنا گیا تھا۔"  
 "بالکل ایسی ہی تھی اور اب بھی بات یہ ہے کہ کوئی  
 سمجھتا ہے کہ میں اس نے کیا کیا ہے۔ یہ جان بات یہ ہے کہ میں اس  
 بار کے خلاف کیس میں ملوث ہو گیا تھا۔" اس نے سرسوی

کر کھڑے کرتے جو بھی سلامتی کے لیے زادہ ہجر  
ہے۔ پہلی بار دہشتان نے اس سے اختلاف کیا تو اسے  
خاموش ہو چکا۔ دہشتان کی بات میں وزن تھا۔ کوئی تھا  
نہ اس کے بارے میں خبریں نہ ملنے پاکستان کے دیگر  
دشمن بھی اس کے گردوارے واقف ہوئے کی وجہ سے  
پاکستان کے خلاف کوئی سازش کرنے ہوئے اکثرہ بیشتر  
اس سے مدد لیا کرتے تھے۔  
”مگر اس معاملے کو اس طرح نہ لٹایا جائے گا تو مسئلہ کا  
کا ہوا گا“ اس نے سوال کیا تھا۔  
”اے زید کی طرف سے اس کی کٹالی میں ڈال کر  
اگر کا۔۔۔ کے پھر کرنا ہے گا۔۔۔ ہمارے کوئی

www.paks

اور انہوں نے تم دونوں کی شناخت ظاہر کرنے سے  
 نہ کر لی تھی۔ چنانچہ جس میں انہیں یہ سارا معاملہ آئی اس  
 سے کہ وہ گناہ اور جرم میں باوجود انہیں کے سلوک اور اپنی  
 ہیبت میں نہ لگے۔ اسی ایسی ہی کہ وہ خود کو غیور کہتے  
 لیے جس میں انہیں کوئی عیب نہ تھا۔ یہی عیب انہیں کے لیے  
 آئی تھی۔ انہیں آتی تھی اس کی طرح تو وہ بھی کہہ دے  
 نرے کہ یہ جانتے کہ بعد کہ اس سے کام لیا جائے  
 وہ اسے بھی سزا کرنے کا اقتدار رکھتا تھا۔ یہ تو خود  
 ان پر آباد ہو گیا۔ یہ ان کے اعتراف کر لیا کہ  
 جس میں وہ اولین سے وہاں پیدا سے دھت کر دی تھی  
 کہ اس کے بعد اس کے ساتھ پاکستان کے خلاف اس کے

نومبر 2012ء

”میں نے اس کیلئے جو کچھ کیا ہے۔ سارا مجھ کو خدا کے  
 مجھے اپنے ساتھ لے کر خود سوار کیا تاکہ تمہیں بھی بتا دوں  
 اسی آسانی سے میں پٹرل ٹینک میں رکھ سکتا تھا۔ وہ بالکل  
 اور سڑک پر لٹا ہے۔ میں اس پر خصوصی طور پر دیکھ چکا ہے۔  
 اس پر ایک پلٹ ہے۔ اگر کوئی چاہے تو اسے جہاز کو توہمت  
 کا مرتکب ہوگا۔“ اس نے مکمل دل سے جہاز پر ہل کر کہا۔  
 ”خود کو بھی تم سے بہت متاثر ہے۔ کراچی ایئر فیلڈ کے  
 افسران نے تمہارے بارے میں بہت ہی غور کیا تاہم ظاہر  
 ہے کہ وہ خود کو کچھ خاص قرار دے سکیں گے۔“ اس نے حیرت  
 میں بات کا چارٹا ضرر نہیں کیا، اس کے پاس وہ ان کے  
 ضرورت نہیں ہے۔“ ہوا پر کار کاڑھنے پر ڈھٹانے کے

ترہیت دی گئی اور کس مقصد کے تحت پاکستان بھجوا یا گیا۔ اس کے قائل پر بھی کوئی الزام نہ آتا کہ ایک طرح سے اس نے

باسمہ تعالیٰ ذیل



بروقت فیصلہ کی گھڑیاں محض چند ساعتوں کی محتاج ہوتی ہیں... جو ان ساعتوں کا استعمال جانتا ہے... وہ... فائزہ میں رہتا ہے... ایک ایسے ہی شخص کا المیہ جس نے بروقت فیصلہ تو کیا مگر اس کی غیر معمولی ہوشیاری اس کے گلے کا پھندا بن گئی...

**ایک انوکھی واردات... جہاں ہر شخص خود کو اس واردات کا مجرم ٹھہرا رہا تھا**

## پھندا

عبدالقدیر

”میڈم! یہاں معاملہ بگڑ رہا ہے۔“  
ڈرائیور نے ملذوف سے کہا۔ ”دیکھیں، جتنی پریس کاری میں کھڑی تھی۔“  
ملذوف نے بی بی انیسو اور سیاہ رنگ کی پولیس کاروں کی لائبریشن کی ہوئی درخشاں دیگھ ہال کی جگہ جہاں میزینیری اسٹور کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔  
”آپ آج چائیں گی کہ میں آپ کو گھر واپس لے جاؤں؟“  
جیسی ڈرائیور نے پوچھا۔

”جیسی! ملذوف نے جواب دیا۔ ”مجھے یہیں چاہیے۔“  
”ملک ہے، میڈم۔“ جیسی ڈرائیور نے ٹکی میں بیٹھ چڑھ کر کہا۔  
ملذوف نے کہا۔ ”ابا! اور وہی کھڑی رہی۔ جب جیسی چلی گئی تو وہ دوبارہ بہت قدم اٹھائی ہوئی اس بیلے رنگ کے پیرس میں تنگ چلی گئی جس نے بی بی انیسو کے سامنے کے کھمبے کو ملزوم بنایا تھا۔  
”اگر سڑ ملذوف! اس کے کالوں میں ایک جانی

ایک بار اسکرود پیرس کا ۱۹۶۰ء تو جی بی بی اسکرود وہ کریم آنکھ کی معاونت کرتی تھی...“ اسے خیال آ تو اس نے ڈیٹان سے وضاحت چاہی۔  
”وہ اپنی والدہ کی مدد کرنے کے لیے اپنے گاؤں کا گھر واپس سے واپس آئے ہوئے اسکرود میں پھرتا تو یہ وہ واقعہ بھی آگیا۔“

”اوہ تو اسی ہے چارے کی والدہ فوت ہو گئی۔ وہ تو اس وقت سے ہی بہت دانا ہوا ہو گا کہ میں اس کے اس میں شریک ہو سکتا۔“ ڈیٹان کی زبانی مشاییم خان کی والدہ کے انتقال کا سن کر وہ خود کی اسکرود ہو گیا۔ بھجوری کی کہ وہ ہر دم خود پر جان بھار کرنے کے لیے تیار رہتے والے مشاییم خان کی زندگی کے اس ایسے پر اس کے دل کی طرف بھی نہیں بول سکتا تھا۔

”مجھے تمہارے جذبات کا احساس ہے لیکن تم نے اپنے لیے جو داؤد بھی ہے اس پر چلتے ہوئے یہ سب برداشت کرنا ہی ہے گا۔ شریخ جی والد سے عادل خان تک کے سب طرح کے جذبات کی یہ قربانی سب سے اہم ہے۔ ویسے تم اسٹارٹ کرنا گھر کا صاحب نے اس وقت پر مشاییم خان کا بھر پور خیال دیکھا۔ میت کو لاہور سے اس کے گاؤں پہنچانے اور نہ جانیں کہ سارے انکشافات ابھی کی طرف سے گئے تھے۔“ ڈیٹان نے سچ حقیقت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اسے تسلی کی۔

”ڈیٹان! ٹھیک کر رہا ہے شہر یا رہا تہا رہی زندگی میں جیتہ پئی آئی ہے اس کے بعد اس طرح کے چھوٹے چھوٹے معاملات میں اٹھنے اور اسکرود ہونے کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ تم نے اپنی شخصیت مٹا کر ایک بہت بڑی قربانی دی ہے اور یہ قربانی اس لیے ہے کہ میں بہت بڑے بڑے کام انجام دیتے ہیں۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ اسکو والا میں تمہارے لیے صرف ایک ٹیٹ میں ہے۔ اس ٹیٹ میں کامیابی کے بعد تمہیں بڑا اور زیادہ کام کام سونپا جائے گا اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم میں اس کو مثبت دیا جائے۔“ عمر قرون نے ہاتھ اچانک مداخلت کرتے ہوئے اس سے کہا تو اس کے پورے وجود میں سنبھلتا ہوئی ڈیٹان آکر اسکرود کھڑی اس کی گنجائش کے لیے اسے تیار کیا جا رہا تھا۔

یاد رہے بی بی وینسنی خیر داستان جاری ہے  
مزید واقعات آئندہ ماحول حلقہ فرمائیں

”ڈیٹان! اسے اتنا...“  
”جیتہ پیرس اسکرود ایک خبر ہے اور اس کے سرے سے جیسی طور پر اس سزاؤں سے جا کر چلتے ہیں جو مذہب کے نام پر لوگوں کو بھڑکانے اور پکڑنے کے لیے بہت مظالم چلتے ہیں کی جا رہی ہے۔ اس نے فوراً رائے دی۔  
”تم حقیقت کو دیکھ رہے ہو۔ تقریبات کا اعتقاد کوئی اتنی انوکھی بات نہیں ہے لیکن دشمنوں نے بڑی ہوشیاری سے اس اعتقاد کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے ہاں انتہا پسندی کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے۔ اس میں میں بھی اب تک جو حقائق سامنے آئے ہیں اس سے بھی لگتا ہے کہ اس کا ردوائی کے پیچھے فریسی دشمنوں کی سازش کا فرما ہے۔“ وہ اسے تقریبات سے آگاہ کرنے لگا کہ کس طرح مشاییم خان نے اسے اسکرود سے فون کر کے اسے وہاں پیش آنے والے واقعے سے آگاہ کیا اور اس کے بعد اس نے خان کی مدد کے لیے کیا کارروائی کی۔

”تمہارا اعزازہ بالکل ٹھیک ہے۔ یہ کارروائی واقعی ملک دشمن عناصر کی کارستانی تھی آئی ہے۔ ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ دشمن نے ہماری آنکھوں میں دھول چھوٹتے ہوئے ان برف چٹائی پھاڑوں میں اپنا نظریہ ادا قائم کر رکھا تھا جہاں وہ انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کو بڑے پتے دے رہے تھے۔ مشاییم خان کی جرأت مندی کی وجہ سے ہی ہم ان کا وہ ٹھکانا جہاں کرنے کا کامیاب رہے ہیں لیکن اس بات کا تو کوئی حقیقت نہیں ہے کہ اس ٹھکانے کو تباہ کرنے کے بعد ہم سازش کو عملی طور پر ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ حالات بتا رہے ہیں کہ وہاں اب بھی سازش جاری ہیں اور دشمن انہوں کے ہاتھوں ہمارے لوگوں کو قتل کر داتے گا۔ دشمن ہماری دیکھ رہے ہیں اسے اس معاملے کو نظر انداز نہیں کرنا بلکہ اپنا کردار اس میں پر کام کرنے والے اسکرود چاہے کہ وہ اس معاملے میں مشاییم خان سے کام لینے میں بھی نچلے پڑا ہوا نہ دیکھائے۔ مشاییم خان بہت کام کا بند ہے۔ وہ ڈسے دار ہی سوچے سامنے بہت بگڑ کر رہے گا۔“ حالات نے مشاییم خان کو اس سے الگ کر دیا تھا لیکن وہ آج بھی اس سے خصوصی اہمیت دیکھتا تھا اور اس کی صلاحیتوں کا دل سے معزز تھا۔

”میں یہ کام پہلے ہی کر چکا ہوں اور مشاییم خان کو بھی ہدایت کر دی ہے کہ گورنری کے سر کی طرف سے اجازت ملنے تک وہیں ٹھہرے۔“

”یہ تم نے اچھا کیا لیکن یہ تو جاؤ کہ مشاییم خان



معصومیت... شرارتیں اور شوخیایں بچپن کے سنہری دور کی یادگار ہیں  
ہوتی ہیں... ان خوب صورت اور پھولوں سے بھرنے والی کو پہلانا  
کسی طور ممکن نہیں۔ مگر کچھ پروس فطرت لوگ ان معصوموں کے  
نازک دور کو گرہن لگا دیتے ہیں... ان کوں میں دوزخ خون کو منجند کر  
دینے والے سفالوں کا کھیل جو زندگی کو موت سے ہمکنار کر رہے تھے۔

## مرگ شیریں

منت آرازاد



جرم کی نئی اور دردناکایت سے ہم پر بندہ بات کی ماس پر مقرر

گزری تھی۔ وہ 556 غیر ملات کی طرف بڑھ رہی تھی  
جہاں کسی کا بٹہ پڑا تھا۔ جب وہ اندر داخل ہوئی تو اشتعال  
کے دھبے دیکھیں جسے میں اس کی ملاقات لیوگ سناؤتے سے  
ہوئی۔ یہی اسی طرح انہی میں بلورائیت کا مکر تھا۔  
وہ رات کی اونی پر تھا۔ جاگے کے باعث اس کی آنکھیں  
سوئی ہوئی تھیں۔

”مرگ“  
”میں سمجھتی ہوں کہ اگر آپ کسی کو قتل کرے گا تو مجھے بھی  
شرارت سے مل کر دیتے ہیں پھر آپ کا لباس کتنی طرز پر  
آلودہ ہوتا ہے۔“ ملٹری نے کہا۔  
”نہیں! میں نہیں! میں!“  
”خون آلودہ لباس کے لیے کسی کے سر کی طاقی کا دور  
مائل کرنے میں ہمیں تھکوت لگے گا۔“  
”آپ کو رات پر جاری ہیں۔“ سارنٹ فارے نے  
تہرہ کیا۔ ”اور اس کا لباس حائل کرنا چاہتی ہیں؟“  
ملٹری نے کوئی جواب نہیں دیا۔  
”میں اکیلا رات جاری کرتا ہوں۔“  
”ہو ہو ہو۔“  
اگلے روز سارنٹ فارے ملٹری کے کچن میں بیٹھا اس کی  
مظہر چائیت چپ کو کڑے کا تھکانے سے لطف اندوز ہوا تھا۔  
”آپ باہل عیب کبھی نہیں۔“ سارنٹ فارے نے کئی  
چٹکی لیتے ہوئے کہا۔ ”میں وہاں پر ایک خون آلود چٹون  
اور کچن کی ٹیبلٹ سے تھک ہو گیا کہ وہ خون کتنی تین کا  
تھا۔ آپ کب کو کیے پتہ چلا کہ وہ کتنے شہرے کیا ہے؟“  
اس بات پر ملٹری نے مسکرای۔  
”جب ملٹری وہ کبھی اعتراف کرتے ہوئے چٹ پٹ  
تو اس وقت اس کا مقصد مار گیت یا ایک تین کو ہمارا پر کھین  
تھا۔ وہ اس وقت اپنے آپ کو بچا چلا رہا تھا۔ اسے قتل کا  
تھکی تین کو شہر سے لے لیا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود  
اس نے یہی کہا کہ اس نے اسے گولیاں مار گئی ہیں تاکہ  
اس کے اس اعتراف کو رد کر دے اور اس کو قتل ہونے کے شہ  
سے خارج کر دے۔“  
”کیا ساتھ ہی وہ یہی جانتا تھا کہ کسی کو بچا کر لے  
کر چیلری سنو میں بلایا گیا تھا اور اس رات میں کیا تھا جس  
میں اس کی لاش دریافت ہوئی۔“  
”تو پھر؟“ سارنٹ فارے نے اٹھکے ہوئے لہجے میں پوچھا۔  
”تو پھر یہ کہ اس نے یہ مہرقت کر لیں کہ اس کو کھین  
کتنے کاس کی مولا کی کٹ شفت میں ٹوٹے سے دور کر  
دیوان لگا لیا گیا ہے۔ وہ خود خود پیر کے بعد وہاں اسٹور میں  
پہنچا تھا جس کی قوت میں سرزد ہوا تھا اور یہاں بات اس نے  
جس سے کی تھی جس کے لیے پھانسی تھی۔“  
”سرسر ملٹری؟“ سارنٹ فارے نے سناٹے کیجے میں  
کہا۔ ”آپ دائمی حالت سمجھتے ہیں۔“  
”میں یہ سمجھتی ہوں کہ ان دونوں کے خیالی میں ڈی کی کو  
میں نے ڈی کی لگا کیا ہے۔“ سارنٹ فارے نے لڑکتیلی  
اس بات پر ملٹری نے مارگریٹ کے گرد اپنی گرفت اور  
مضبوط کرنے سے اسے خود سے چٹا کیا۔  
”نہیں۔“ ملٹری نے فحش لہجے میں کہا۔ ”میں تم دونوں کو  
گتیش کی مشکلات سے دو چار نہیں ہونے دوں گا۔“  
اس بات پر سارنٹ فارے اور ملٹری نے دونوں نے  
چوک کر ملٹری کی جانب دیکھا۔  
”ہاں، جیسی کوشش نے لگا کیا ہے۔“ ملٹری نے کہا۔ ”میں  
نے رات بہا ہلاکارا کے سنو میں بلایا تھا اور پھر اس کی کین  
سے اس پر گولیاں چلا دی تھیں۔ مجھے یاد نہیں کہ کس نے کتنی  
مرتب فریکر دیا تھا۔ پھر میں نے کتنی دھبی پیچک دی کی اور  
وہاں سے نکل گیا تھا۔“  
”میں سمجھتی ہوں کہ کوئی ضرورت نہیں ہے۔“ مارگریٹ نے  
کہا۔  
”میں سمجھتی۔“ ملٹری نے کہا۔ ”تھراپوٹری وہ واحد  
فرز قاتل جس کا کسی سے ایئر چل رہا تھا۔“  
اس بات پر مارگریٹ نے پھر مائی۔  
”اکی لے میں نے اسے لگا کیا ہے۔“ ملٹری نے کہا۔ ”وہ  
مارگریٹ کے خلاف نہیں دیتا۔“  
”تھراپوٹری اعتراف جرم کے باوجود جس میں جس اس رات  
میں نہیں رہا۔“ سارنٹ فارے نے کہا۔ ”کیونکہ میں  
تھراپوٹری اس اعتراف کے بارے میں پرستش نہیں ہوں۔  
مجھے مزید شہوت چاہیے ہوں۔“  
ملٹری نے کوئی جواب نہیں دیا۔  
”آپ کتنے ہیں، سرس ملٹری نے فی الحال یہاں پر ہمارا  
کاہنٹ کیا ہے۔“ سارنٹ فارے نے کہا۔  
پھر وہ دونوں باہر نکل آئے اور سارنٹ فارے کی کار میں  
سوار ہو دیں سے چل پڑے۔ جب کار راجا روے سے  
باہر نکل آئی تو ملٹری نے پتے پر پھا۔ ”کیا کوئی دشمن درخت ہے،  
سارنٹ؟“  
”جی۔“ فارے نے قرار کیا۔ ”میں کو قتل کر کے نہیں  
بلکہ اس کی ضرب سے کٹ گیا ہے۔ ملٹری کو خیال ہے کہ سرس  
مارگریٹ میں ان کے بیٹے جیک سے نہیں لگا ہے اور وہ  
اٹھن چاہتا ہے۔“  
”اے جیک، وہ بچا چاہ رہا ہے۔“ ملٹری نے کہا۔  
”کیونکہ ان دونوں کو نہیں۔“



”اور تم کیا کہتی ہو اس بارے میں؟“ چہرہ لکھی کی خاموشی کے بعد اس نے جھٹکن کے چہرے سے نظر اٹھا کر دیکھا۔  
”میں جا رہی ہوں۔“ اس نے مختصر سا جواب دیا۔  
”کیا مطلب؟“ ہانپنے سے چپک کر اس کی طرف دیکھا۔  
”میں جائے واردات پر نہیں جاتی تھی۔“ جھٹکن نے وضاحت کی۔  
”تو تم؟“ اس نے الفاظ چبانے سے کہا۔  
”مجھے اس واقعے کی اطلاع بھگدیر پہلے ہی ملی ہے۔“ اس نے ہانپنے سے جواب دیا۔  
”لیک۔“ تم نے جھٹکن کو ٹون کر کے اطلاع کیوں نہیں دی تھی؟“ ہانپنے کے لیے سے سخت ہراسی جھلک رہی تھی۔ اس نے لیک کو گھورتے ہوئے اس طرح پچھا کر پیچھے دھکیلی کی باتیں میں اسے کیا چاہتا ہے گا۔  
”آدمی رات ہو جائے اور پارٹنر سے تیز ہو جاتی تھی۔“ لیوک نے اس بار پارٹنر سے اس کے جھٹکن کو ٹون کرنے کی وضاحت کی تھی کہ شروع کی۔ ”میں نے سوچا کہ اس وقت پریشان کرنے کا کیا ہے؟“ چہرہ لکھی کی خاموشی اس کے لیے گوارا بن گئی تھی۔  
”جیہاڑی ہانپنے سے۔“ اس نے ہکا بھکا سے جواب دیا۔ اس کی نظر پھر اٹھ کر پھر پڑ گئی۔

”لیوک تم اس بات پر یقین کر سکتے ہو کہ وہ لاشا متاقل میں کسی قسم کی تبدیلی سے نہیں اور اس کی کیا اور قابل سے خود کو چھپانے اور پھنس چھپنی کو تھکاتے سے ڈالنے کے لیے خود کو لاشا اور چپک دی تھی؟“ ہانپنے نے لیوک کے جھٹکنی لیے کہ کہیں اس کی باتیں سنی ہوئی تھیں۔ اس لیے جھٹکن کی نظروں میں اس نے نیچا دکھانے کے لیے ہانپنے نے ایک طرف رخ کیا۔  
”مجھے اس بات سے اتفاق نہیں ہے۔“ لیوک نے بے یقینی سے ہی جواب دیا۔ ”میں نے لاشا اور جھٹکن سے بات کی اور جھٹکن سے واردات کا تفصیل سنا لی۔ وہ لاشا کو گرفتار کرنے میں بھی بہت اہم تھا۔ یہی سب کچھ تھا۔ وہ آپ خود کر سکتے تھے۔“  
”اس کی باتیں سنائی تھیں آپنی؟“ اس نے ہانپنے سے اس بات کی تائید کر سکی۔ البتہ وہاں پر یہ وہی جھٹکن سے واضح سمجھتے ہوئے تھے۔ ”لیوک نے اپنی بات تم کی اور ہانپنے کا چہرہ سمجھنے لگا۔

”لیوک تم اس بات پر یقین کر سکتے ہو کہ وہ لاشا متاقل میں کسی قسم کی تبدیلی سے نہیں اور اس کی کیا اور قابل سے خود کو چھپانے اور پھنس چھپنی کو تھکاتے سے ڈالنے کے لیے خود کو لاشا اور چپک دی تھی؟“ ہانپنے نے لیوک کے جھٹکنی لیے کہ کہیں اس کی باتیں سنی ہوئی تھیں۔ اس لیے جھٹکن کی نظروں میں اس نے نیچا دکھانے کے لیے ہانپنے نے ایک طرف رخ کیا۔  
”مجھے اس بات سے اتفاق نہیں ہے۔“ لیوک نے بے یقینی سے ہی جواب دیا۔ ”میں نے لاشا اور جھٹکن سے بات کی اور جھٹکن سے واردات کا تفصیل سنا لی۔ وہ لاشا کو گرفتار کرنے میں بھی بہت اہم تھا۔ یہی سب کچھ تھا۔ وہ آپ خود کر سکتے تھے۔“  
”اس کی باتیں سنائی تھیں آپنی؟“ اس نے ہانپنے سے اس بات کی تائید کر سکی۔ البتہ وہاں پر یہ وہی جھٹکن سے واضح سمجھتے ہوئے تھے۔ ”لیوک نے اپنی بات تم کی اور ہانپنے کا چہرہ سمجھنے لگا۔

”لیوک تم اس بات پر یقین کر سکتے ہو کہ وہ لاشا متاقل میں کسی قسم کی تبدیلی سے نہیں اور اس کی کیا اور قابل سے خود کو چھپانے اور پھنس چھپنی کو تھکاتے سے ڈالنے کے لیے خود کو لاشا اور چپک دی تھی؟“ ہانپنے نے لیوک کے جھٹکنی لیے کہ کہیں اس کی باتیں سنی ہوئی تھیں۔ اس لیے جھٹکن کی نظروں میں اس نے نیچا دکھانے کے لیے ہانپنے نے ایک طرف رخ کیا۔  
”مجھے اس بات سے اتفاق نہیں ہے۔“ لیوک نے بے یقینی سے ہی جواب دیا۔ ”میں نے لاشا اور جھٹکن سے بات کی اور جھٹکن سے واردات کا تفصیل سنا لی۔ وہ لاشا کو گرفتار کرنے میں بھی بہت اہم تھا۔ یہی سب کچھ تھا۔ وہ آپ خود کر سکتے تھے۔“  
”اس کی باتیں سنائی تھیں آپنی؟“ اس نے ہانپنے سے اس بات کی تائید کر سکی۔ البتہ وہاں پر یہ وہی جھٹکن سے واضح سمجھتے ہوئے تھے۔ ”لیوک نے اپنی بات تم کی اور ہانپنے کا چہرہ سمجھنے لگا۔

”لیوک تم اس بات پر یقین کر سکتے ہو کہ وہ لاشا متاقل میں کسی قسم کی تبدیلی سے نہیں اور اس کی کیا اور قابل سے خود کو چھپانے اور پھنس چھپنی کو تھکاتے سے ڈالنے کے لیے خود کو لاشا اور چپک دی تھی؟“ ہانپنے نے لیوک کے جھٹکنی لیے کہ کہیں اس کی باتیں سنی ہوئی تھیں۔ اس لیے جھٹکن کی نظروں میں اس نے نیچا دکھانے کے لیے ہانپنے نے ایک طرف رخ کیا۔  
”مجھے اس بات سے اتفاق نہیں ہے۔“ لیوک نے بے یقینی سے ہی جواب دیا۔ ”میں نے لاشا اور جھٹکن سے بات کی اور جھٹکن سے واردات کا تفصیل سنا لی۔ وہ لاشا کو گرفتار کرنے میں بھی بہت اہم تھا۔ یہی سب کچھ تھا۔ وہ آپ خود کر سکتے تھے۔“  
”اس کی باتیں سنائی تھیں آپنی؟“ اس نے ہانپنے سے اس بات کی تائید کر سکی۔ البتہ وہاں پر یہ وہی جھٹکن سے واضح سمجھتے ہوئے تھے۔ ”لیوک نے اپنی بات تم کی اور ہانپنے کا چہرہ سمجھنے لگا۔

”لیوک تم اس بات پر یقین کر سکتے ہو کہ وہ لاشا متاقل میں کسی قسم کی تبدیلی سے نہیں اور اس کی کیا اور قابل سے خود کو چھپانے اور پھنس چھپنی کو تھکاتے سے ڈالنے کے لیے خود کو لاشا اور چپک دی تھی؟“ ہانپنے نے لیوک کے جھٹکنی لیے کہ کہیں اس کی باتیں سنی ہوئی تھیں۔ اس لیے جھٹکن کی نظروں میں اس نے نیچا دکھانے کے لیے ہانپنے نے ایک طرف رخ کیا۔  
”مجھے اس بات سے اتفاق نہیں ہے۔“ لیوک نے بے یقینی سے ہی جواب دیا۔ ”میں نے لاشا اور جھٹکن سے بات کی اور جھٹکن سے واردات کا تفصیل سنا لی۔ وہ لاشا کو گرفتار کرنے میں بھی بہت اہم تھا۔ یہی سب کچھ تھا۔ وہ آپ خود کر سکتے تھے۔“  
”اس کی باتیں سنائی تھیں آپنی؟“ اس نے ہانپنے سے اس بات کی تائید کر سکی۔ البتہ وہاں پر یہ وہی جھٹکن سے واضح سمجھتے ہوئے تھے۔ ”لیوک نے اپنی بات تم کی اور ہانپنے کا چہرہ سمجھنے لگا۔

”لیوک تم اس بات پر یقین کر سکتے ہو کہ وہ لاشا متاقل میں کسی قسم کی تبدیلی سے نہیں اور اس کی کیا اور قابل سے خود کو چھپانے اور پھنس چھپنی کو تھکاتے سے ڈالنے کے لیے خود کو لاشا اور چپک دی تھی؟“ ہانپنے نے لیوک کے جھٹکنی لیے کہ کہیں اس کی باتیں سنی ہوئی تھیں۔ اس لیے جھٹکن کی نظروں میں اس نے نیچا دکھانے کے لیے ہانپنے نے ایک طرف رخ کیا۔  
”مجھے اس بات سے اتفاق نہیں ہے۔“ لیوک نے بے یقینی سے ہی جواب دیا۔ ”میں نے لاشا اور جھٹکن سے بات کی اور جھٹکن سے واردات کا تفصیل سنا لی۔ وہ لاشا کو گرفتار کرنے میں بھی بہت اہم تھا۔ یہی سب کچھ تھا۔ وہ آپ خود کر سکتے تھے۔“  
”اس کی باتیں سنائی تھیں آپنی؟“ اس نے ہانپنے سے اس بات کی تائید کر سکی۔ البتہ وہاں پر یہ وہی جھٹکن سے واضح سمجھتے ہوئے تھے۔ ”لیوک نے اپنی بات تم کی اور ہانپنے کا چہرہ سمجھنے لگا۔

”لیوک تم اس بات پر یقین کر سکتے ہو کہ وہ لاشا متاقل میں کسی قسم کی تبدیلی سے نہیں اور اس کی کیا اور قابل سے خود کو چھپانے اور پھنس چھپنی کو تھکاتے سے ڈالنے کے لیے خود کو لاشا اور چپک دی تھی؟“ ہانپنے نے لیوک کے جھٹکنی لیے کہ کہیں اس کی باتیں سنی ہوئی تھیں۔ اس لیے جھٹکن کی نظروں میں اس نے نیچا دکھانے کے لیے ہانپنے نے ایک طرف رخ کیا۔  
”مجھے اس بات سے اتفاق نہیں ہے۔“ لیوک نے بے یقینی سے ہی جواب دیا۔ ”میں نے لاشا اور جھٹکن سے بات کی اور جھٹکن سے واردات کا تفصیل سنا لی۔ وہ لاشا کو گرفتار کرنے میں بھی بہت اہم تھا۔ یہی سب کچھ تھا۔ وہ آپ خود کر سکتے تھے۔“  
”اس کی باتیں سنائی تھیں آپنی؟“ اس نے ہانپنے سے اس بات کی تائید کر سکی۔ البتہ وہاں پر یہ وہی جھٹکن سے واضح سمجھتے ہوئے تھے۔ ”لیوک نے اپنی بات تم کی اور ہانپنے کا چہرہ سمجھنے لگا۔

فہم سمجھا۔ ”وہ خاموش کھڑی ہوئی قہمی اور ہائیلک تشویش  
 ہمرے لیے سب سے چھوڑا تھا۔“  
 ”آؤں گا، میرا پارٹل۔ میں دیکھ لوں گی جو وہ بیان  
 کر رہا تھا۔“ اس نے خشک لہجے میں جواب دیا۔  
 ”تم دونوں کے لگا کر کوئی ایسا نہیں ہے؟“ اس  
 نے تھوڑی سی پرل ڈالنے ہوئے ایک بار پھر سے غائب کیا۔  
 ”کیونکہ...؟“ جنسن نے جواب دینے کے بجائے  
 اتنا سوال کر دیا۔  
 ”میرا مطلب تو غریب سمجھو نہیں ہو۔“ اس نے خشک لہجے  
 میں کہا۔ ”مجھے ایسی طرح مطمئن ہے کہ اس دفتر کے باہر بھی تم  
 دونوں کے درمیان ایک شہسور موجود ہے۔“  
 ”چھوڑو یہ بات۔۔۔۔۔۔ ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں  
 ہے، جیسا کہ آپ سوچ رہے ہیں۔“ وہ ہائیلک کی بات سن کر بھلا  
 ہوئی۔  
 ”میرا خیال ہے کہ ان کے پاس کچھ ایسا زیادہ نہیں ہو جس  
 بیان کا ہے۔“ ہائیلک نے ہاتھ پر فیکشن نمودار ہو گئی۔ ”کوئی  
 بات تو ضرور ہوگی جو ان کے سامنے نہ آئی ہو۔“ ہائیلک نے  
 لہجہ کی اس غلطی کو غلطی قرار دیا۔  
 ”چھوڑو یہ بات کو۔۔۔۔۔۔ جنسن نے بھی ہائیلک کے خشک  
 کھنکھس کر لیا تھا اس لیے اس نے بات کو گلے سے پہنائے  
 ”میرا خیال ہے کہ میں خراب فہم کر رہا ہوں۔“ وہ ایک اچھا انسان  
 ہے۔۔۔۔۔۔ میں دونوں کی زبانوں میں اس کی محنت دیکھ رہی ہوں۔۔۔۔۔۔  
 دوسرے کا سامنی کی حیثیت سے خیال رکھنے کی کوشش کرتے  
 ہیں۔ اسی لیے شاید اس نے میرے آرام کا سوچ کر ان  
 کرنے سے گریز کیا ہو۔“ اس نے ہائیلک کو سمجھانے کی کوشش  
 کرتے ہوئے چائی بھی کر اس بات کو کہ اسے وہاں دو گن کی  
 راستوں پر پہنچانی ہو سکتے ہیں۔ وہ ڈراما ہو گا۔  
 ”مگر یہ بات ہی اچھی طرح جاتی ہو کہ میں نہیں جانتا  
 کہ جس بھی کوئی تکلیف پہنچے۔ میرے دل میں اب بھی  
 تمہارے لیے محبت ہے اسی لیے۔۔۔۔۔۔“  
 ”چھوڑو ان باتوں کو ہائیلک۔ اب انہیں دھڑلے سے لے لیا  
 تھا۔۔۔۔۔۔ جنسن نے اس کی بات کو سمجھنے سے گریز کر دیا۔  
 ”تم شادی شدہ ہو تمہاری ایک بیوی ہے، چھوڑو سے بچنی  
 ہے۔ اب اپنے تمام تر جذبات ان کے لیے مخصوص کر دو۔  
 ابھی میں نے کہا کہ مجھ کو حاصل نہیں۔“ یہ کہہ کر اس نے جواب کا  
 انکار دیا بغیر کوئی دوسرا دوسرے کی طرف نہ بھاڑے۔  
 لہجہ اور جنسن ایک ہی کمرے میں بیٹھتے تھے۔ ان کی

میرا سامنے تھی۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تو لڑکے  
 سر ہکا کر کچھ کچھ سے مصروف تھا۔ اس کے کندھوں کی آہٹ  
 کن اس کی نظر سے گزری تھی۔  
 ”غیر متحرک تھی؟“  
 ”ہاں۔۔۔۔۔۔ جنسن نے مختصر سا جواب دیا اور ہائیلک کی  
 پر غور کی۔  
 ”کیونکہ میرا فہم۔۔۔۔۔۔ لہجہ اسے خوش بھی ہوئی کہ کل  
 رات میں دونوں تکیں پر۔۔۔۔۔۔“  
 ”جواس بند کر لیا۔“ اس نے بھلا کر کہا۔ وہ چائی  
 قہمی کر کے ہائیلک کی غلط فہم کا بھی رخ انکار دیا۔ وہ  
 حیران اس موضوع پر نہیں تھا کہ چائی بھی اس لیے اس نے  
 لہجہ کو کل ہی ڈالنا چاہا۔  
 ”میں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ۔۔۔۔۔۔ لہجہ کہ سب سے بڑے  
 میں کہا۔  
 ”چھوڑو ان باتوں کو۔۔۔۔۔۔ غور نہیں کیا پھر میں کر رہا کرتے  
 ہیں اور پھر کیا رہا۔۔۔۔۔۔ چائی دیکھتے ہیں انہوں نے کہا تھا مارا  
 ہے۔ لہجہ کہ سب سے بڑے بات میں کات دی اور کوری  
 سے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ کچھ روز بعد دونوں گفت کے ذریعے  
 گراؤ نظر پر جا رہے تھے۔  
 ☆☆☆  
 لہجہ اور جنسن کی سال سے ایک دوسرے کو جاننے  
 تھے۔ وہ دونوں ڈراما گروہ میں ایک ہی جہان کرنے سے  
 قبل امریکی فوج کے کھنکھس دئے اہلیت ڈیٹا فورس سے  
 وابستہ تھے۔ جنسن ان چاروں جہان میں سے ایک بھی نہیں  
 صرف سب سے پہلے اس وقت میں شامل کیا گیا بلکہ انہیں  
 وابستہ گروہ کی فراہمات تھے۔ معاہدے سے پہلے کی بھی  
 خصوصی تربیت فراہم کی گئی۔ تربیت عمل کرنے سے بعد  
 جب کا گھر میں کے ایک مشن نے ان چاروں کو یورپ کی تربیت  
 اور اہلیت کا جائزہ لیا تو اس کے بعد ہی عمر جاری کیا گیا کہ  
 مردوں کے ساتھ ساتھ اہل خواتین کو بھی اس وقت میں برابر  
 کی بنیاد پر شامل کیا جائے۔ جنسن اور دیگر گروہ کی اس اہلی  
 کا کردہ کی کارافز تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ چاروں سے  
 جن دو گروہ کی کارکردگی کی پر پختہ کیا گیا، ان میں سے  
 ایک جنسن تھی۔ اس سے کل ڈیٹا فورس میں یہ خیال پایا جاتا  
 تھا کہ جن جن فرائض کے باعث اس وقت میں خواتین کی کویت  
 مناسب نہیں ہے۔  
 ”لیک ڈانچ بھی ڈیٹا فورس میں آجی دونوں بھرتی  
 ہوئے۔“

جب جنسن اس میں شامل ہوئی تھی۔ وہ مختلف قسم کے  
 پتے پر استعمال کرنے کا پابند بہترین نشانہ بنا اور مارشل  
 آرمز کے ایک ہیٹ ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اس کا سر  
 ہی تھا۔ وہ ڈیٹا فورس سے اب بھی کے زمانے میں لوگ نے  
 بھلا کر۔ جن میں ایسی ہی اصل کو چند کہیں کی نہیں بھی کر دار اور  
 ان کا اور ہی سامنے چہ وہ سوت سے بال ہل ہوا تھا۔ اس مشن  
 میں جنسن کی پہلی آفر ہی بارمان دونوں نے بیروت میں  
 کر کے تھی۔ اس کی آفر میں جس طرح اس میں اس میں  
 کے حزب اللہ شہر کی قید سے امریکی پر قانون کو رہا کر دیا  
 تھا۔  
 ڈیٹا فورس سے ریٹائرمنٹ کے بعد دونوں نے گلز  
 صنف کے احاطہ میں حصہ لیا اور قیادی شہر حاصل  
 کیے۔ اس کی کارکردگی اور احاطہ کے پتے کی جیسا کہ  
 معاہدہ اور سب سے بڑہ کہ ان کی چاروں کے مطابق دونوں  
 کو اس وقت تک کے لیے کام کرنی میں ضرورت دے دی  
 تھی۔ انہیں بھی شمولیت کے بعد ہی جانے والی تربیت کی  
 عمل کے بعد لہجہ کو اس وقت تھا ڈیٹا فورس کو کھنکھس  
 فہمات کر دیا۔ ایک سال بعد لہجہ کو بھی فوج کو بھیج دیا  
 گیا۔ جنسن پہلے سے ہی یہاں کام کر رہی تھی۔ اس لیے  
 دونوں کو پابند کے طور پر فرائض سنبھال رہے تھے۔  
 جنسن اور لہجہ کے اکثر کام میں کا کہنا تھا ان  
 دونوں کے بعد صرف جنسن رہتا تھا اور لہجہ نہیں۔ وہ کہتے  
 کہ دونوں کے فراہمات کے لیے کام نہیں کرتے۔ وہ کہتے  
 کہ سزا دیکھ اس کا خاف مشن تھا۔ جنسن کی ایک کے پیچھے  
 بننے کے لیے انہوں نے تھا ہوا تھا۔ ”نئے سے چار ڈیٹا فورس  
 سے اٹھائے۔“ وہ بیرون کو کھانہ سوت سے نظیر دیا کرتی تھی۔  
 انہیں ان کے وقت کے دوران میں انہوں نے بیرون کی  
 انکسوں کو گرفتار کیا اور اس کے علاوہ وہ کھنکھس اور لہجہ کی  
 بھاری متدارت کر کے میں بھی انہیں کر دار اور لیا تھا۔  
 ☆☆☆  
 سب کے پتے کو پہنچنے والے تھے۔ ہاتھ کے بعد لہجہ  
 اور جنسن واپس دفتر پہنچے۔ اس وقت وہ لہجہ کی طرف  
 جا رہے تھے۔ اندام خفیات کے حوالے سے جنسوی  
 لہجہ کی نہایت جدید مغلطہ پر قائم کی گئی تھی۔ انہیں لہجہ کی  
 انکسوں نے لہجہ کی طرف سے شہسور کی طرف سے مراٹھ سے انکر  
 دونوں ایکٹ مرکزی دروازے پر پہنچے۔ انہوں نے انکر  
 پابندی آدھ کی اطلاع دی۔

”آجے آئے۔۔۔۔۔۔“ چہرہ لہجہ کے بعد وہ انہیں خوش  
 آہ یہ کہہ رہی تھی۔  
 ”سر ہاں اور اسی عورت کی عین سال کے قریب  
 ہوگی۔ کل رات دہلی لڑکی کی لاش کے پکڑوں کا فرائز تک  
 معاہدہ اس کی ذمہ داری تھی۔ دونوں ایکٹ اس سلسلے میں  
 یہاں آئے تھے۔  
 لہجہ چھوڑا ان دونوں ایکٹ کو لے کر اپنے کمرے میں  
 داخل ہوئی۔ یہ چاروں کے ایک بڑا سا کھانا تھا جس کے کچنوں  
 چل آگیاں تھیں۔ اس میں کی بڑی سی میز پر وہ کپڑے اور دیگر اشیاء  
 رکھی ہوئی تھیں جو اس وقت سے لہجہ اور بیرون کی لڑکی کی لاش  
 کے تھ پر موجود تھے۔ ابتدائی فیکشن کے مطابق لڑکی کا نام  
 میری این انجی تھا۔ یہ بات اس کی جیسا کہ میں موجود اس کو  
 کاڑے سے پہنچا گیا۔  
 ”پکڑوں کے ابتدائی تجربے سے یہ بات ثابت ہو گئی  
 ہے کہ وہ لہجہ کی مٹ میں ہی طرح جھانکی۔“ لہجہ نے ان  
 دونوں کو سوت پر پہنچنے کا اشارہ کیا اور خود ایک کرسی صمیمیت  
 کے اس سے سامنے بیٹھی۔ ”پکڑوں کے تجربے کے بارے  
 میں انجی بتا رہی تھی۔“ لہجہ نے پہلے سے وہ جہنم کے  
 تجربے سے یہ بات چاہی ہے کہ وہ کافی عرصے سے نشو  
 و نما کر رہی تھی۔  
 ”انکار دے کہ وہ کسی قسم کا نشو و نما استعمال کرتی تھی؟“  
 جنسن نے کہا۔  
 ”وہ کسی قسم کے نشے کی حامل تھی۔“ لہجہ نے کہا شروع  
 کیا۔ ”میں سمجھ کر اسے جوشن لیا۔ اس نے استعمال کر لیا۔  
 اس کے پکڑے بہت پہلے سے اور کی کھنکھس سے انہیں بھرا  
 نہیں تھا۔“ اسی وجہ سے یہ بات کی جا سکتی ہے کہ وہ ہر قسم کا  
 نشو و نما استعمال کرتی تھی۔  
 ”پرہیز نہ کیا تھا۔“ لہجہ نے کہا۔  
 ”کی۔“  
 ”تقریباً دو گھنٹے کے اندازہ۔“ لہجہ نے غور سے دیکھتے  
 ہوئے کہا۔  
 ”لوگ۔۔۔۔۔۔ تو پھر ہم چلتے ہیں۔“ جنسن اٹھتے ہوئے  
 ہوئی۔  
 ”پکڑو یہ بعد ان کی گاڑی کو ایک نیکل سٹو کی طرف  
 بھاری تھی، جہاں میری انجی کی لاش کا پست مارم ہوا تھا۔  
 جب یہ اسپتال پہنچے تو اس وقت تک پست مارم عمل ہو چکا  
 تھا کہ انہیں استعمال سے چاکا کر پست مارم ڈال دیا گیا۔“













خود ہر اس کی طرح سامان کے چیلے اٹھاتے ہوئے تھا۔  
 وہ بڑے آرام سے چلے ہوئے اپنی کار تک پہنچے۔  
 پرانے دال کی چاد رنگ کی مینڈان کی لپوک نے کچلی  
 پشت پر سامان کھار دھن اٹھائی شست پر بیٹھی۔  
 "کپ کہاں چلتا ہے؟" لپوک نے گاڑی اسٹارٹ کر کے  
 ہونے کہا۔  
 "آرٹھ سے بات ہو تو جی؟" جھنسن نے جواب دینے  
 کے بجائے اٹا اٹا کیا۔  
 "ہوئی ہے وہ چارہ ہے۔"  
 "تو تو چھپک ہے۔ اسے ان کر کے ڈانٹ رہا رہتا تو  
 میں باؤں پڑا ہوا دھن کر لیتے ہیں۔"  
 "چھپک ہے۔" لپوک فون کر کے آرٹھ کو ڈانٹ  
 رہتا تو جھنسن نے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔  
 آرٹھ کھڑے پھنس کے اپنی ڈرگ پوٹ میں کچن تھا۔  
 وہ خاما خاما پھنس جھنسن کے منصوبے کے تحت لپوک نے  
 اسے مدد کے لیے آباد کیا تھا۔ وہ لپوک کا چھوڑا دست تھا تو  
 تیار ہو کر جھنسن کے منصوبے کے تحت کارروائی تو وہ دونوں ہی  
 کر رہے تھے۔ ہر جس جگہ انھیں پھنس کی مدد کی ضرورت پڑے  
 اسے لپوک نے آرٹھ کو پوری طور پر سامنے آ جانے کا پابندی کی۔ صورت میں  
 سارا کرپٹ آکھن چاہتے گا اور کای کی صورت میں وہ دونوں  
 ذستے ہوا ہوں گے۔ اگرچہ یہ کارروائی وہ دونوں خود بھی کر سکتے  
 تھے مگر انھیں معلوم تھا کہ فون کے تحت کچھ بے مشی  
 فروعوں کے خلاف کارروائی صرف پھنس کر سکتی ہے۔ اس لیے  
 انہوں نے مجبوراً آرٹھ کی مدد لی۔  
 جب وہ مجبوراً رہتا تو جھنسن نے آرٹھ کو اس کا مختصر  
 جھنسن نے جب اسے بتایا کہ کتنی بڑی تعداد میں بچے اس سے  
 چڑھ کر خریدے گئے تو وہ یہ سن کر بہت حیران ہوا اور پریشان  
 ہوئی۔ یہ بچپائی کی بات ہے جی کہ کسی کے لیے کچھ کام نہیں  
 ہے۔ فروعیں استعمال کرنے کا لپوک نے اسے سامنے لپکا تھا۔ میری  
 اہلیان بھیا کسی بھی تاہم ابھی اس کیس کو یاد دہانی کی ہے  
 نہیں لپکا ہوا تھا مگر جھنسن کے امکانات نے اس کے دماغ کی  
 پچھلیس ہمارے گھڑائی نہیں۔  
 "یہ تم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔" آرٹھ نے ہماری برداد  
 سننے کے لیے لپوک کو جواب کرتے ہوئے کہا۔ "انار پھنس  
 فرما رہی تھی ہمارا ہتھوڑا ہوگا۔"  
 "اور تم بھی وہ۔۔۔ کیا تم کو ہماری ہمدردی ہے۔ ہو۔"  
 جھنسن نے سگرا کر کہا۔ "بھڑے کر کہہ رہی ہاں میں کیا اور دقت  
 کے لیے انار نہیں۔ فی الحال تو بات ہونے والی کارروائی کو

حق عمل دے لی جائے۔"  
 "پال۔" یہ کہتے ہوئے وہ جھنسن کی طرف دیکھ کر  
 "تیار کیا کرتا ہے۔"  
 یہ سن کر جھنسن اسے رات کو کی جانے والی کارروائی کی  
 منصوبہ بندی سمجھانے لگی۔ "ہاں، جب تک ہے۔" اپنی  
 بات مکمل کر کے اس نے آرٹھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔  
 "جب تک ہے۔ اس منصوبے میں کوئی غالی نہیں۔ اس  
 سہرا بڑا کر جاب کیا اس کے بعد وہ جھنسن سے کہنے لگے کہ  
 رات کو جب کارروائی ہوئی تو اس سے فون دو تین گھنٹے میں  
 کے گھر میں آکر بیٹھیں گے کہ انکاروائی کے بعد کیا ہوگا۔  
 ☆☆☆☆  
 رات کے ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔ جھنسن اور لپوک  
 ایک کمار میں جب آرٹھ اور دیگر پھنس والے دھری کار میں  
 ایک دوسرے سے ملے گا۔ پھر انھیں اسے اسے جو حادثہ  
 منصوبے کے مطابق پیش اور لپوک کی طرف سے انکاروائی  
 کے بعد آرٹھ کی گاڑی آگے آگے چلی۔ اس کے پیچھے جونی  
 کی کپاہ بھی اس کے پیچھے جھنسن اور لپوک کی گاڑی ہوئی۔  
 وہ گھبرا کر آگے جا کر ہٹا کے چلے۔ یہ پہلے گاڑی ہاتھ کوٹنے  
 والے راستے سے جگہ پہلے جونی کی کپاہ کی گاڑی چاہتے  
 اس کے بعد جونی کو پھنس والوں کی گاڑی میں ٹھکر کر گیا۔ چاہتے  
 گا اور کای پھنس والوں کی کپاہ میں ٹھکر لے گا۔ اس کے  
 بعد وہ سب ڈنگ انڈر سٹراپ انجی کے سینف والوں میں  
 کے اس کے بعد کیا ہوگا۔ صرف جھنسن کو چاہتا ہے کہ یہ  
 چلا گیا تھا کہ کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ جھنسن کے بعد  
 انکاروائی کارروائی میں جھنسن کا ہاتھ نہ ڈھکھڑا کر کے  
 تیار ہوا اور اٹھ کھینچے کے اندر کے اندر دیکھ ویران ہو جانے لگی  
 چھپک سوا آٹھ بجے لپوک اپنی گاڑی سے اُپر اٹھا۔ وہاں  
 ہوا میں سونے والی دھندلے کے داخلی دھندلے سے پرکھنا۔ چدرٹ  
 بعد اس نے ایک کپاہ کو ہاتھ آتے ہوئے جھنسن کی نظر  
 میں ہی اس کے لپوک کی کارروائی تک پہنچے۔ جھنسن نے اپنی فکر  
 "وہاں پر نظر ہے۔" اس کا ہتھوڑا ہوا رات آرٹھ کی  
 اس رہا تھا۔ وہ تینوں ایک ہی فریکسی پر راکھی جا کی اسٹارٹ  
 کر رہے تھے۔ اس کے پہلے کہ کپاہ میں ملکر پر آئی۔  
 بڑے سب سے اٹھا اٹھا ہوا اپنی گاڑی کی کپاہ کیا  
 "وہ طبع رنگ کی کپاہ میں آ رہا ہے۔ گاڑی ملکر پ  
 لے آئی۔ اور۔۔۔ جیسے یہ لپوک نے پیغام دیا۔ آرٹھ کی گاڑی  
 تیزی سے ملکر پر آئی۔ گاڑی آگے بڑھنے لگی۔ اسی انکار  
 کپاہ میں لپوک کی گاڑی کے برابر سے گزری جیسے وہ گھڑا آگے

کمانے کے لیے جس چارے نے دانی اس کی جھنسن کی شہادت  
 گمانہ کام ہوا تھا۔ اس کی بنائی اس کی معنویت میں مختلف  
 نشیات شامل کی جا رہی تھیں، جس کا مقصد نہیں کوٹنے کا عادی  
 بنانا تھا۔ اس طرح ایک طرف تو وہ اس کی معنویت کا ہوا۔ وہ  
 زیادہ تر عیسائی دھرم کی طرف وہ نشیات کے لیے اس کے  
 تھکنے کے کپاہ تک نہ جاتے۔ کاروائی کا خیال تھا کہ باقی اظہار  
 میں سے کے استعمال کا رکنان کا ہوا ہے۔ اس لیے اس نے  
 ہانا کے ساتھ لپوک کے منصوبے بنایا تاکہ حکومت، ادارے،  
 پھنس اور ان میں انڈر چاہے کرتی رہیں۔ خود ہاڈوں کی  
 تعداد کی طرح نہ ہونے والے دھری ان کا وعدہ مانہ  
 بڑے پچھلے ایک سال سے وہ اپنی تاس معنویت کی غیر  
 خصوصاً انکاروائی رات لپوک کا ہاتھ جونی ہی تھیں، جس  
 میں اس کے سوسے ڈاکٹر میں یہ کام کر رہے تھے۔ جونی کے  
 مطابق اس سمیت سارے سکریمین کو وہ باقاری سے بہت  
 اچھی طرح اچھی کرتا تھا۔  
 جونی کو یہ بات سن کر وہ ہلا کر رکھ دیا تھا۔ البتہ وہ  
 غرض بھی تھے کہ بروٹ اس گمانہ کی سازش کا بچا نہیں تھا۔ وہ  
 بھی دقت تھا کہ وہ حشرہ نہیں کا کا جن کروا کر انھیں لٹے سے  
 کھڑو کر سکتے تھے۔  
 جھنسن، لپوک اور آرٹھ کا فون اس دم میں بجے ہوئے تھے  
 اور سامنے سے جونی کے بروٹ کی گاڑی کا ڈونچل پھنس لپوک کی  
 "کپ کہا کرتا ہے۔ یہ معاملہ بہت سنگین ہے۔ اس سے  
 پہلے کہ جونی کی گرفتاری منظر عام پر آئے۔ ہمیں کاروائی کو بڑا  
 کھڑو نہ دے۔ انار کے ہاتھ سے گلے نہیں ہے۔" وہ عیسائی تو  
 آرٹھ نے تو طعنے لگے۔  
 "جھنسن سوچ رہا ہے۔" جھنسن نے کہا شروع کیا۔  
 "انارے پاس صرف آج کی ہی رات ہے۔ سب کو ہونے پر جونی  
 کی گرفتاری کا معاملہ کھین کے ہمیں اس کے۔"  
 "تو اب کیا کریں؟" لپوک نے جھنسن سے سوال کیا۔  
 "میں نے سوچا ہے۔" جھنسن نے کہا۔ "یہ کہہ کر اس نے آگے کارروائی  
 کا منصوبہ بنایا تھا۔ جھنسن نے چدرٹ کے بعد وہ دھندلے گئے  
 "تم وہاں ہی بہت ہی کھنڈ ہو۔" جھنسن نے بات ختم کی تو  
 لپوک نے اسے سنا لیا۔ ہاں سب سمجھتے ہوئے تھا۔  
 "قرعہ میں بعد میں کیا۔" لپوک نے اپنی ہاتھ پر کی کی چادر  
 کرلیں۔ "اس نے گزری ہوئی نظر لگتی ہے۔" جھنسن نے سنا لیا۔  
 ☆☆☆☆  
 صبح کے سوا چار بج رہے تھے جب جھنسن کی سربراہی میں  
 آ رہیں پھر کی گاڑی آتا ہوا۔ آ رہیں سے جگہ پہنچنے لپوک نے خود



## فائز

الحمد لله

انسان کی شخصیت اس کی شناخت کی اہلہ دار ہوتی ہے... اور اس کی یہی شناخت اور پہچان زندگی کا اصل مہرہ ہے... وہ کسی صورت اپنی شناخت کسی کے سپرد کرنے کا وارادہ نہیں تھا... اپنی شخصیت کو کھو دینے کے احساس سے بے ادب ایک شخصیت خیز کیانی کے دور ہے...

اس فاتح کا قصہ... جس نے بھی شکست کا سامنا نہیں کیا تھا

”مصر میری گریں دل“ میں نے آخر میں قدم رکھے  
 اچھے چھوڑ کر اگلے نے مجھے سنا سنا کر حنا کا۔  
 اس نے لگا دیا کہ وہ ہے اثبات میں سر ہار دیا۔  
 ”میں سرخ رساں خارج و غلبہ ہوں۔“ میں نے اپنا  
 عقاربہ کرتے ہوئے کہا۔ ”مجھے فریاد ثابت بخنے کا کھڑی۔“  
 وہ اپنی دیسی پر غلط میرے کچے گھونٹے والی کپڑی پر  
 اسے کھرا ادا کر کے بیٹھے کھانا روک کرے ہوئے بولا۔ ”تم  
 میری کھانسی کچھ بھیسے کے لیے آئے ہو؟“

”تم نے ٹھیک سمجھا ہے۔ چند ایسا کہیں ہیں جو تمہارے بھائی نے اپنے عقد سے کے دوران میں لگیا رکھا۔“

”تمہارا سرفروغ خوش گواردہ؟“ اس نے پوچھا لیکن اس کے چہرے کے سپاٹ تاثرات اور سرد آہستہ اس کے الفاظ کا کئی کر رہی تھیں۔

”وہاں کوئی اسم یا جگہ کا ذکر واقعہ دہنا میں ہوا۔“ میں نے جواب دیا۔ پھر اس کے چہرے پر نظر کر رہا تھا۔ ہونے والا۔ ”تم تینا خود ہی کہہ رہے ہو۔“

”ایک ہی جہز کے چڑاں بچے ایک دوسرے کے ہم فعل ہوتے ہیں۔“ اس کے کچھ میں سا سفر تھا۔ ”ہم ایک جہاز پر ایک ہی جہز ہوں۔“

”بھئی مجھے یہ بات بتا چکا ہے۔ لیکن مجھے اعزاز نہیں تھا کہ دونوں اس قدر مشابہ ہوں گے۔ تم دونوں میل طور پر ایک دوسرے کے جلیقہ بن گئے ہو“ میں نے سنا لیکن مجھے نہیں کہا۔

منصوبے کی عمرانی جمن کر دی گئی۔ اس کی کوششوں سے  
اس منصوبے پر کام شروع ہو سکا۔ ٹیسٹ کے نتیجے میں بار  
سوجان کے توان کیوں میں ملامت کے اثرات ملے۔ پھر  
اپنے ایک تھے جو علاج نہ ہونے پر بہت جلد عانی اثر کا  
سکے تھے۔ منصوبے کے تحت ان کا مفت علاج کیا گیا اور وہ  
صرف دو ماہ کے عجز سے میں مکمل طور پر صحت مند ہو کر زندگی  
کی طرف لوٹ آئے۔

☆☆☆  
سیدہ ہر وقت تھا۔ جسٹس پینڈروم میں جلی ہوئی تھی وہی دیکھ  
رہی تھی۔ اچانک ایک سے مشروب کا اشتہار دکھایا جانے  
لگا۔ ”بچوں کی توانائی بھال کرے۔“ تھے جسوں کو بھٹ  
کرے۔ ”اشتہار کی پلانٹ اس کو چٹا کنی۔“ اس نے فوراً ایک ک  
فون کیا اور اسے دہانت کرنے لگی کہ اس مشروب کے نمونے کا  
لیبارٹری ٹیسٹ کروائے۔

دوسرے دن جب جمن اپنے کمرے میں بیٹھ کر تویلیک  
 رپورٹ لکھ رہا تھا۔ "لیبارٹری رپورٹ آگئی ہے۔  
 سب ٹھیک ہے۔ شراب میں نامحاسب کوئی آڑا شامل نہیں۔"  
 اس نے جمن کو دیکھ کر آگاہ کیا۔

”معلمے کو قوت سے مل کر تم کو اسی لیے میں نے سنبھال لیا۔“ جوشن خن دی۔ ”خردوری نہیں ہے کہ ہر بار کوئی میری انجمن کی میں خطرے سے آگاہ کرے۔ بلکہ وہ ہم خود بھی کر سکتے ہیں۔“

”جیسا کہ تمہاری اور میری شادی۔“ لیک نے روڈیننگ

اعلانہ کیا۔

”آہستہ بولو۔ ہاس نے سن لیا تو قہقہہ ماری جان بھی خطرے میں آگئی ہے۔“ جیٹسٹن نے جیسے ہوئے کہا۔

”یہ تو ہے۔ وہ کج خلقیت پڑھا کھوٹ، نہ جانے اس کے سر سے تمہارے عشق کا بخار کیسا اترے گا۔“

”جب ہم پر ہنی مومن کا بھوت سوار ہو جائے گا۔“ اس نے شرارت بھری نگاہوں سے لیوک کو دیکھ کر کہا اور دونوں زور زور سے

ای دوران میں جو نیکو ایکٹ تھا مس کمرے میں داخل

ہوا۔ ”مستثنیٰ... اس نے فوراً بلا دیا ہے۔“  
 ”اور مجھے؟“ لیوک نے پوچھا۔

”جہیں نہیں، صرف جہنم کو۔“  
 ”جہاں... لگتا ہے کہ میری باتوں نے روحانی طور پر اس کی

میں رقاہت کو پیدا کر دیا ہے۔" لیوک نے جتے ہوئے کہا۔

کے لیے ہیڈ کوارٹر سے چھ ماہہ وار کو بھی طلب کر لیا تھا۔ آپ بلیٹن کے وقت قحط کو کے مضامین میں واقع قحطی میں کام جاری تھا۔ جوئی نے پہلے یہ بتایا تھا کہ قحطی میں رات کو کھانے کی گھرانی میں اصل کام ہوتا ہے۔ دن میں تو وہاں صرف سیب کا جس تار کا مانتا ہے جو بالکل اسی ہوتا ہے۔

فصاحت اور فصاحت میں آپ بیتی عمل ہو گیا۔ فطرتی سے ہیں آدمیوں کو کوثر کار کیا گیا۔ کار میں نے حراحت کی کوشش کی اور جہش کی گولی کا کائنات بن گیا۔ اس کے تین کائنات بھی مارے گئے جاہ و جگر و لوگوں نے ہتھیار ڈالنے میں حالت بھی اور جاہ سر سے ہو رہا اگر خود کو بوس کس کے حوالے کر دیا۔

فیملری سے بھاری مقدار میں مختلف نشہ آور اشیاء برآمد ہوئیں جن کی مالیت کروڑوں ڈالر میں تھی۔ ریکھابری طور پر اس کارروائی کو پولیس کے کھاتے میں ڈالا گیا جس میں ڈرگ ٹرانزیکشن کے خلاف کارروائی کی جارہی تھی۔

کاروبار کے دفتر سے ان تمام بکریوں کی فہرست بھیجی گئی جو اس کے خزانہ دار تھے۔ فہرست میں ان لوگوں کے نام اور گھر کے پتے بھی لکھے ہوئے تھے۔ یہ سارے پتے اگلے روزی ملاخوں میں کام کر رہے تھے۔ پولیس نے راتوں رات تیزی سے کارروائی کر دی تھی کہ تمام بکریاں پکڑ کر لائی گئیں۔

آپ جین کی تکمیل پر جب جین اور لوک بچہ کو اور بچے کو  
 صبح کے چھ بج رہے تھے۔ لیبارٹری رپورٹ آ چکی تھی۔ جس کے  
 مطابق جنموں میں خلیات کی تعداد دو دو تک مقدار پائی گئی تھی۔  
 ”رپورٹ آرڈر دلا کر لوگوں کو“ جین نے لوک کو ہدایت کی۔

”وہی اس سے پہلے ہاشا کر لیا جائے تو کیا یہ زیادہ مناسب نہیں ہوگا۔“

”آج میری انجمن کی روح کتنی پر سکون ہوگی۔“ گھٹنا بھر بعد دونوں ایک ریستوران میں بیٹھے ہوئے ناشتا کر رہے تھے،

جب جیشن نے افسردگی سے لیک کر کھٹک ب کرتے ہوئے کہا۔  
 "کسکا ہوا جو وہ نقشے کی عادی تھی۔ آخر کو تو وہ معصوم بچی۔"

”سچ ہے۔“ یہ سن کر لیوک نے کہا شروع کیا۔ ”اگر میری انگوٹھا کا کیس سامنے نہ آتا تو نہانے کہتے اور بچے موت کے منہ میں

چلے جاتے۔ اس نے اپنی جان دے کر سیکڑوں بچوں کو بچا لیا ہے۔

میری انجمن کی موت کو ایک ماہ گزر چکا تھا، جب ڈارگ  
انفوریسٹ ایجنسی، پولیس اور محکمہ صحت کے اشتراک سے شروع

کے مجھے پروگرام کے تحت ۱۵۰ لاکھ کے تمام اسکولوں کے بچوں کا میڈیکل ٹیسٹ شروع کیا گیا۔ اس پروگرام کا نام تھا "میری

ایک منصوبہ برائے نکل رنگ زندگی۔  
جامعہ سی ڈائمنسٹ



## دائرے میں سفر

احسان اقبال

کچھ خوشیاں... راحتیں... اور لذتیں ہانی کے بلبلوں کے مانند ہوتی ہیں... جیسے صحرائی ریت... پل کے پل منہوں میں آتی اور پھر پسپاں گئی... ایسی ہی عارضی اور لذتوں میں تشنگی کا احساس جگاتا دینے والی خوشیوں میں ذوقی ابھوتی تحریروں... اس لڑکی کی کھٹا چوہا پانی ویران و بنجر زندگی میں مسکرا بلوں اور مسرتوں کے پھولوں کی اہواری چاہتی تھی... ہر موسم کے سہنے اس کی آنکھوں میں ہر اچھا نہ... مگر اسے یہ معلوم تھا کہ ان خوابوں کی کپالور کتنی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے... اس کی زندگی میں یک بیک... زمان و مکان کے سبھی فاصلے پر نمایاں ہو گئے... دھواں دھواں ہو گئے...

اسے ہی خرابیوں کے فشار میں ریزہ ریزہ ٹکڑے بن جانے والی کال گماز قضا نجات

ایئر پورٹ جانے والی انکچر میں بیٹھے ایک لڑکے آخری بیک سے ہٹ چلے دایم ہاتھ لگی تھی۔ چھ مہینے والی دو دو یا پھر تیس دس کے تھاپے میں سے سٹیل میں کی لڑک بتم کی لڑکی سی آئے جانے والی کاروں کی کھیت کے لیے اسے درمیان میں سٹیل لائن کے جسم ضرور کاٹنا تھا مگر یہ کچھ بھی بیٹھ نہ دیکھ جانے کے باعث نہیں تھا آخری دو تیس سے قابو تھی اس معمولی نظر والی دایم لڑکی کی لڑک معمولی مشیت کا اعزاز وہ دونوں طرف کی فٹ پاتھ کے ساتھ مضبوط آہٹیں لگے سے ہوتا تھا جوڑکے کے آخری بیک کسی کو بھی سوک پر آنے سے روکتے تھے۔ جہاں کو گزرتا ہوتی تھی وہاں وہ ہٹتا دھڑکا پھرانی روزانہ سے جس کے ساتھ کھلتے غولادی روزانہ سے اندر کے حافظہ ریموٹ نکرتا دے کھلتے اور بند کرتے۔ اس نے لگے کے پیچھے جو ان کے لڑکیوں کا ایک سہا کار کام دیکھا جوڑکے سے گزرنے والے کسی ستاروں

”تو بچہ کچھ ہوا“ میری نے جانا تھا۔  
”تو ایک پرانی بٹ سرخ رساں ہوں اور جھارا جاتی میری گر لیں لی میرا گھٹت ہے۔ لی الوقت میرا واحد گھٹت“ میں نے بتایا۔  
جب ہم وہاں سے روانہ ہوئے تو وہ غامضی کے ساتھ اعزاز لگے میں مصروف ہو گیا کہ سنا لیا ہے؟  
میں نے اپنی ہتھک اپڑا کر پس جانے والی ہائی دے پر ڈال دی تھی۔ میری رفتار سڑکیں لی کھٹا تھی اور کار سب رفتاری سے اپنی دے پر دوڑ رہی تھی۔  
”صاف کھٹے بعد میری گویا ہوا۔ وہ معاملے کی تنک بچہ بچکا قضا نہایت دھکی آواز میں بولا۔“ اچھیں کے نکلتا تھی چھیں کر رہی۔  
”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔“ میں نے اثبات میں سہلا تے ہوئے کہا۔ ”لیکن کی کو تا نہیں چلے گا کہ میری کی جگہ میری نے لی ہے۔ ٹھیل میں میری کی سزا اب تم کا ٹوٹے۔“  
”میں اچھیں کے نکلتا تے کے لیے بچہ کر دوں گا۔“  
میری نے وقت بچتے ہوئے کہا۔  
”بچہ کرنے کی قوت ہی جیسی آئے گی۔“ میں نے جواب دیا۔ ”ایک دن آگ لگے گی اور جب وہ لوگ تم تک پہنچیں گے تو تمہارے دونوں ہاتھ اس حد تک ہل چکے ہوں کہ ان اچھیں کے نکلتا تے بھی نہیں چلے جائیں گے۔ آگ سے صرف اور صرف تمہارے ہاتھ ہی نہیں گے۔ اور باقی تمہاری جیہوں میں موجود تمہارے قضا کی کاغذات بھی جیہی حور پر بدلے ہوئے پائے جا چکیں گے۔ وہاں تمہارے بجائے میری کے کاغذات موجود ہوں گے۔ اور تمہارے کاغذات میری کی ٹھیل میں لٹکا جائیں گے۔ میری اپنی نشست پر کھلتا ہے ہوئے بولا۔“ میری تمہیں اس کام کا کیا معاوضہ دے رہا ہے؟“  
”تمہارے سالانہ دینے کا نصف۔ ساتھ ہزار ڈالرز سالانہ دینی تیرہ پوری زندگی تک کے لیے“ میں نے بتایا۔  
”میں اس کا دیکھتا ہوں گا؟“  
”سودی۔“ میں نے کہا۔ ”مولوں کو بچکا ہے۔ یہ ایک بے شہ و معاہدہ ہے۔“  
”اس میں میری کے لیے کیا ہے؟“  
”آزادی جسب سے مقدم ہے؟“  
”اور؟“  
”ساتھ ہزار ڈالرز سالانہ دینے کی تیرہ پوری زندگی کا معاوضہ۔“



کی ایک جگہ دیکھنے کے لیے ایک دوسرے کو سنبھال کر آئے  
آنے کی دیوانہ وار جدوجہد کر رہے تھے۔ اس واقعہ کی  
تجزیہ میں کردار، مجبور ہو جاتے تھے کہ بچے بہت کم طاقتور  
ڈاکٹر بنے گا۔ دنیا کا یہی کلیہ تھا۔ جسے آئی کے قانون  
مسترد کر دے کہ یہ سترارہ ہے انسان کے کائنات میں آئے  
کا سونے کا تودہ یہ پسندیدہ وقتوں سے شہر کی عکس کی  
طرح چمٹ جاتے۔... ان سے بات چیت مانے اور ان کو گراف لینے  
والے بچے رہ جاتے۔ وقتوں کو چمٹے... ان سے ہاتھ  
دست لے لیں گے۔ ان کے دانے ان کا مضر فطرہ دیتے۔ وہ  
ان کے بچے تک بچھا دیتے اور ان کی ہر چیز کو درہم برہم  
کر دیتے۔

دنیا ہمیشہ پرستاروں کے جذبات کا انعکاس ایک ہی  
دعا کی کے ساتھ ہوتا تھا۔ یہ رنگ ان وقتوں کو دھڑکتی  
سے نکھار دیتے کے لیے ہی لکھی گئی تھی اور کوئی پتلا رنگ  
چمک کے سرک پر گرا کر جاتا تو اس کی زخموں سے خاطر واقع  
کے لیے بچس موم کی ہے پھر ہر سال اپنا رزق کی تقریب  
پر نظر آتا تھا جب کے بعد کوئی سے اس کے سطر  
کے سارے وقتوں کی گاڑیاں گزرتی تھیں۔ یہ صرف  
استاد کا حربہ دیکھنے والوں کی بچہ داری کی کہ وہ خود کو چھپا  
اور اپنے گزیر جائیں کہ کسی کو پتا نہ چلیں۔... کہ شہر دیکھتے  
والے نے اور غیر معروف فنکار بھی ان میں سے ہاتھ بٹاتے  
ہوئے جاتے تھے۔

اس کی اپنی ایک سرمنہ بنی کہ فخریہ پرستاروں کو  
یا دعا بہت پسند کرتا کہ اسے گارہ جاگتی تھی۔ اب وہ دوسری دیکھی  
تھی گاڑی میں جا رہا تھا اور اپنی پیشوں کے اندر کالے پردے  
دیکھنے والے خاص فیض آرائی کر رہے تھے۔ وہ دیکھتے تھے کہ  
اس طرح اپنے چمکانے والا کوئی ہر سترارہ ہو سکتا ہے کہ وہ  
اس کی ایک جگہ بھی دیکھتے تھے۔ قاسم نے... وہ کوئی کون  
نہیں دیکھتے تھے۔ صرف اپنے پرستار کے جذبات عموماً  
ہونے پر فخر تھے۔ ہم ہی ان کی عزت، دولت اور شہرت کے  
اس مقام تک پہنچاتے ہیں اور وہ ہم سے ہی پاؤں پھینچتے  
ہیں۔

سلیمان خان مقرر یا بدعلاقہ پر فخر نہیں تھا۔ عام  
دلوں میں وہ اپنے پرستاروں کو وہ عزت اور مقام دیتا تھا جس  
کے وہ حق تھے۔ ہر رات وہ طاقت کا تیز اور مسلسل کرنے  
والے ایک درجن افراد کو جانتے پر ملا تھا جن کا انتقال اس  
کا عمل اور سکیم دلی کے ٹوک کر تھے۔ سکیموں کا معاملہ

مردوں میں سے صرف بارہ ایسے خوش نصیب ہوتے تھے  
سلیمان خان تک پہنچنے میں کامیاب ہوتے تھے۔ ہر ملک  
شہر میں ہوا اور شوگن میں معروف تھے۔ اس کے لیے صرف  
آدھ ملاقات تھا۔ وہ سلیمان خان سے انوکھا لگتے تھے  
اس کے ساتھ خوب پرچمچاتے تھے اور چاہتے تھے کہ خوش خوش  
چلے جاتے تھے۔ ایک اور صرف ایک سوال تھا کہ  
اجازت ہوئی تھی اور سکیم دلی گاڑی دھڑکے سب پر فخر  
رہتے تھے۔ اس کے دیکھنے لان اور بارگ کے چاروں طرف  
خفیہ کمرے تھے لیکن ان کے بعد سلیمان خان کا وہ پاتا وہ ستر  
ہوتا تھا کہ اسے خود ہی اپنا سطر کی روشنی میں وہ ستر  
تھے اور جاڑا بھی... ملتے ہیں ایک دوسرے پر۔ ہر سطر  
نہیں یک یا کوئی فخر پرستاروں سے بات بھی کر لیتا تھا۔ اس  
کی آواز بہت دہری کی اور اس کے بارے میں اختلاف میں  
کچھ بھی لکھتے وہ ایک اچھا فنکار ہی نہیں۔ اچھا آدمی بھی  
جاتا تھا۔

گھٹ خوب تو بھلا اور اس کی گاڑی سے بھی گزرتی رہتی  
تھی۔ وہ اب کچھ نہیں اپنے آئینے کی حدود میں تھا۔  
پانچ سو ایک پر پہنچتی ہوئی سکول اور باغات کے درمیان  
آئینے کے مختلف شعبے اور وقت تھے۔ آج کی تقریب کے  
لیے یہ رات اعلیٰ درجے کے نگارہ تھا۔ ایک دوسرے  
آنے والی شاعرہ گاڑیاں بل ہر کے لیے آڈیو ریکارڈ  
ساتھ گھبرتی تھیں اور آگے بڑھ جاتی تھیں۔ دونوں طرف  
قتار اور فنکار سکول کے فیس کار تو ہیں کی طرح ایک  
فیض تو شہر کے سارے ملک کے بڑے فنکاروں اور اعلیٰ  
کے ساتھ آج سب سے بڑے آنے والے کو چاہتے ہیں  
کرتے والی روشنیوں میں ہال کے دروازے سے اندر  
جانے تک فیس میں لگتے تھے۔

سلیمان خان اپنے سیاہ سوٹ میں روایتی سکرابٹ  
کے ساتھ آئے اور ایک منٹ کے لیے دونوں طرف دیر  
کے ہاتھ ہاتھ سے اس کے فوٹو اور فوٹو کے ستر فرام  
کیا۔ اس کے ہم جیہ پیشہ فرائض کے ماہرین کے ایجنڈا  
کیے ہوئے سکول میں تھے کہ فخر اور رات سے جاتی  
وقتوں سے اپنی اپنی پیشہ بناتی تھی۔ جلوس کی سارگی  
فرمانی کی ریکارڈنگ کے لیے کسی فرام کرتے تھے۔ انہوں نے  
چھ پچھلے تیار کی شروعات کی اور آج ہر ایک کا روپ اور  
اعزاز قیامت خیز تھا۔ ہر ایک نے فوٹو ایک حد تک روپ  
باز رکھا تھا اور ان کے سین اور اس کے ماہرین کی کمان  
تھا کہ اس "عد" میں بھی دیکھنے والے کی نظر کہاں تک پہنچی

ہے اور کیا بچہ کچھ لکھتی ہے۔ جو نظر میں نہیں، وہ حضور خود  
آجاتا ہے۔  
ہال میں ابھی نصف سے کچھ کم لوگوں کی جگہ تھی۔  
درمیان سے گزرتے ہوئے سلیمان نے اپنی پرانی خوش  
حالی اور بے فکر کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقتوں سے  
ایک حباب پر گزرتے تھے، انہیں دوا دیتی تھی وہ فٹنگ سکول سے  
قوار اور ایک فنکار میں اپنی شہرت پر جانتا۔ سامنے اس کے  
دو بیٹے کا کسٹس اس شروع نہیں ہوا تھا جن میں سکول کی  
پرست میں بھی نظر آتی تھی۔ رنگ اور خوشبو کا  
اجان اپنی کمان کی اس سطر کی روشنی میں وہ ستر  
اپنے سینے میں ہاتھ پرے اور آج اپنا رزق لینے کی امید  
رہتے تھے۔ اگرچہ عازروں کا پانچ بھی لیکن سلیمان خان کو  
خیر تھی، اعلیٰ درجے کے پتا دھار کا رزق تھا اس  
کے نام تک۔ یہ اطلاع ملنے لگی ہونے کے امکانات  
جس سلیمان خان طرف تھے۔ سارگی کی قسمت کی تھی۔  
جس سلیمان خان کے اندر کی ایک آواز اسے مسلسل سین  
روٹی کی کمان اور اسے ہی گئے کہ فخر نہیں ہے اس کی ہی اندر  
آواز دوسرے بھی سنتے ہوں۔

اس کے لیے مخصوص مومنے پر آگئی کی جگہ تھی۔  
خفیتوں سے محنت بڑے جا رہی تھے ہوئے محرم زمانوں  
پر گزرتا وہ اس کی ہی کہ وہ وقت کی پابندی کر رہی اور بیشتر  
دو بیٹے دیکھتے تھے کہ تاجر سے بچنے لگتی ساری پیدا ہو  
جاتے ہیں۔ تاہم ہر زمانوں میں عام کوئی نہیں تھے۔ وہ  
خاص تھے۔ اور اپنی خفیت یا کوئی شے یا بوجھ  
بہت کم تھی۔ تاجر پر مٹنے کے باعث یہ ہوجاتی تھی۔ وہ  
خود وہ کھٹے کھٹے کھٹے میں کامیاب رہا تھا۔ اس کا کدہ یہ ہوا  
تھا کہ کوئی کوئی سے مل لیا تھا۔ تاہم آج اس کی ہی پکڑی تھی  
یہ حالہ تقریب کے آغاز میں اپنی محنت ہی رہ گئی تھی۔  
سلیمان خان اس وقت چمکا رہا تھا کہ اس کے ہاتھ کا بھولا  
ہن کے ایک لڑکی اس کے ساتھ آگئی۔ وہ نکلنے اور نکلنے  
والی اس بیٹس سالہ برطانوی راج پر ڈکو پہنچی وہ چمکا تھا۔ وہ  
ایک نکلنے والی اور فرائضی تھیں کے لیے خوب ترس کی کمر  
رکھی تھی۔ اور اس کے ہم سے زیادہ وہ خود کو بڑی ہے  
کہ اس سے استعجال کرتی تھی۔ یہ ہر ایک کو وہ دیکھ  
پاکمال میک اپ سے چمکا چمکا پید کرتی تھی اور اپنے شباب  
کی جوانی کو بہتر منظر میں لایا کرتی تھی وہ... صاف  
پچھے نہیں بھی سامنے آتے ہیں نہیں... کبھی ہر جاتی تھی  
"با اجازت دل اعزازی کی معذرت۔" اس نے

سلیمان نے اس کی بات کاٹ دی۔ "آپ کا خود اپنی  
خفیت کے بارے میں کیا خیال ہے۔ آپ کے والدین  
نے تو آپ کو سارا وقت ہیاد ہوگا۔ ہم اپنے بچے سے اتنا عیار  
کرتے ہیں کہ کس کی اس نظر سے اس کی ہر چیز کو عیار  
کر سکتے ہیں... یہ عیار ہے جس نے ہمیں ایک قابل  
رنگ بنی بنا دیا ہے۔ بدعلاقہ بھی پتا نہیں...  
آئی کے آنے پر پہنچیں ہوئی اس وقت کے نہیں کمانے  
پر مجبور کر دیا۔ تقریب کے آخر نے اس کی اتنا بچہ پر کے  
ہاتھ سنبھالنا تھا۔ اس کی سکول کی چکا چند ہی اپنی  
سامانی کے ساتھ کیٹ واک کرتی سب کے درمیان سے  
گزر رہی اور طرف سکرابٹ بھری سلیمان خان کے ساتھ  
آگئی۔ انہوں نے اس کی اعزاز میں سکول کے سامنے ایک  
دوسرے کو سنبھال دیا۔ یہ ستر دیکھنے والے کی وارفتگی

چند جمعیتیں سب کی توجہ ترقی پر ہی تھی۔ سارے ملک کے محکمہ کے درجہ پر مقرر ہوئے اور یہاں ملنے غامضی بھی انی تو سلطان نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تم جانو جو کدیر سے آئی ہو... میں اسے توجہ حاصل کرنے کے لیے۔“

”آپ کے بدلے کا اعتبار صرف اس کے لیے ہی تھی سے ہوں۔“ توجہ ترقی کے حاصل کرنے کی جی میں گریں کی... اس کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔ اس کے چلنے گئے۔ میرے لیے نہیں تھی۔

”وہ نہ تھی نہ تھی۔“

”میں ہمارے میں۔“ وہ سامنے دیکھتا رہا۔ ”تم مجھے ہمارے بارگاہ کو چاہیے ترقی کی میں میری بی بی ہو۔“

”یہ بات نہیں کہیں ہو سکتی۔ ہم پر سب کی نظر ہے۔ ہمارا راجہ دیکھ رہا ہے۔ اس نے ایک اور شخص کی منگواہت کے ساتھ آئی ہو گی۔“

”ایک کھٹے بعد پر یک ہو گا۔ ہمارے پاس آدھا کھٹا ہو گا۔ ہم اپنی مردم میں بات کریں گے۔“

”تم تیار ہو جاؤ مردم میں بات کرو گے؟“

”جی۔“

”سنو، ابھی سے تاج گانے کا پروگرام ایک کھٹے چلے گا۔“

”ہاں! آج کا پروگرام بڑی کامیابی کا اعلان کیا۔“ وہ ہنسنے لگا۔

”ہمیں، لڑکوں کے دم و کرم پر اس خدا کی بھلی دیکھا۔“

”میں ایک فریڈم فائٹنگ کے بچوں کی تعلیم کے لیے ایک دیکھا۔“

”وہاں اتنا ہی نہ کرنا۔“ وہ بچوں سے صرف ایک دیکھا۔

”وہاں صرف سادہ سے روپے ہاتھ پر لڑائی کی اور ایک کرے میں سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

”وہاں صرف سادہ سے وقت سونے کی اجازت تھی۔“

ایک لمحے کے لیے آنے والی کی نظر میں سوال ابھرا کہ "تم کون ہو؟" پھر اس کا کلف دور ہو گیا کہ اس نے لفظ دروازے کی کال تکل نہیں بجائی تھی اور اندر سے صدیقی صاحب نے بھی آواز دی تھی کہ "کون ہے لہذا؟" وہ عورت فضا کو کھٹکھٹا رہی تھی۔ صدیقی صاحب نے فضا کو دیکھا۔

"کون تھا آپ؟" اس نے پوچھا۔

"اپنے پاس سے ملنے سے مجھے اور میں مانگن ہوں اس مگر کی۔" صدیقی صاحب کی بیٹی... کون تم ہو؟" اس نے چار حادہ نہیں کیا۔

فضا کے دروازہ بند کر کے وہ سامان کو لاؤنچ میں چھوڑ کے صدیقی صاحب کے کمرے میں پہنچ گئی تھی۔ "کون ہے یہ روت لیا؟"

صدیقی صاحب نے فضا سے کام لیا۔ "عاصرا تم اپنا کمرہ... بخیر کی اطلاع کے... پہلے تو چلو کہ میں کیا ہوں؟"

وہ ان کے بیڑے پر بیٹھ گئی۔ "مجھے نظر آ رہا ہے کہ آپ جھپکی ہیں۔ اپنا کمرہ آگئے؟" سراج کی کوئی کارفرم تھی تھیں نہیں۔ انہوں نے کہا کہ چلو تم بھی اس لیے لیجا۔

سین دن ہو گئے۔

"لیکن باپ سے بٹنے کی فرصت آئی تھی... اور وہ قراپ سراج عدلو تو شاید وہاں سے واپس لندن لوٹ جائیں گے۔"

"آپ کو کیا معلوم ہے کاروباری چکر کیسے ہوتے ہیں۔ آپ بتائیے یہ پتھر کیا ہے۔ کون ہے پراگ؟"

"یہ فضا ہے۔ میرے ساتھ رہتی ہے۔ یہ مگر ایک کاز خانہ تھا اس کے آگے سے پہلے۔"

"میں نے چہ چھا تھا یہ کون ہے۔ آپ کی ملازمہ نہیں بیٹھتی... کسی شہیت میں راقی ہے یہ آپ کے ساتھ؟"

"یہ تم سے بہت سی بات چلتی ہے مگر میں... تمہیں شرم آتی ہے۔"

"شرم؟" کوئیں آری تو مجھے کیوں آئے۔ آپ کو لوگوں کا بھی خیال نہیں۔"

"جواب دیتے ہیں کہ یہ میری بھینجی ہے... میرے مرحوم بھائی کی بیٹی۔"

"اور مانی کا ڈاکٹر بڑا جھوٹ... آپ کا کون سا بھائی تھا؟" ایک بھئی کی جواب نہیں ہے۔

"تم میری نیت پر شک کر رہی ہو۔ الزام لگا رہی ہو

اپنے باپ پر... صدیقی صاحب نے قلع کے کچے کچے۔

"شک میں اس کی نیت پر کر رہی ہیں۔ الزام میں لگا رہی ہیں۔" اس نے ابھی فضا کی طرف اٹھائی۔ اس غیب صورت ہونے سے فضا کیسے لایا ہے آپ کو۔ یہ جھپکیوں کی کر کے کی آپ سے اس خبیث پر بھینچے کی خاطر۔ سب جانتی تھیں ہوں۔ اس کی گھبراہٹ میں کی ہیں لیکن میں ایسا ہونے نہیں دوں گی۔"

صدیقی صاحب کا ہاتھ اورادور کر گیا۔ "عاصرا اس وقت کل چار بجے میرے کمرے۔" فضا اپنا سامان اورادور کر گیا۔ آئینہ وہیں تھا۔ وہیں کچھ نہ کچھوں۔ ذم نہ تھا میرے کی۔ اس کی ضرورت نہیں میرے جنازے سے بھی آئے کی۔ چلو لگو۔ وہاں پہنچا اور اپنا سامان۔"

فضا کی مداخلت کی کوشش را ناگاہی تھی۔ وہ عورت کچھ جھپکی گلیاں اور دھمکیاں دیتی رخصت ہوئی۔ فضا صدیقی صاحب کی حالت سنہانے میں کی دن لگے۔ ان کی خبریں بریک ڈاؤن ہوا کا زلزلہ کر رہی تھیں۔ ان کا ہر چکر خطرناک حد تک بڑھ گیا تھا۔ فضا کو اسڑ کا ڈھکھا مگر صدیقی صاحب نے اپنا دل جانے سے انکار کر دیا اور یہی کہتے رہے۔ "مجھے مرنے دو... اب میں جی نہیں چاہتا۔ اولاد کے باغوں ایک ذات افسانے کے زندہ رہتا ہے عزلی ہے۔"

عاصرا نے صرف آس پاس کے لوگوں سے بات کی تھی بلکہ سراج کی بیٹی سے اپنے بھائیوں کو بتایا تھا۔ انہوں نے جو کچھ سنا کر پرکھا تھا۔ اس کا خلاصہ سراجی تھا کہ اس میں وہ ایک دانشور کی بیٹی تھیں۔ ایسے شرم کی باپ کی اس کوئی ضرورت نہیں۔ اس پاس، اس کوئی بھی ہو سکتا تھا۔ ان دونوں کی مجبوری کو بہت کم نے سمجھا۔ باقی نے صرف برداشت کیا۔ چنانچہ اس پر شرمی اعتراض بھی کیا اور کہا کہ کبوجت میں کر رہا ساتھ رہتے ہے پھر تھا کہ مصدق صاحب اس عورت سے نکاح نہ چھوٹا ہے۔ پھر ان کی بیوی یقیناً بڑھاپی کی ذرتی۔ فضا نے زیادہ صدیقی صاحب نے سب پر شک نہ ڈالام اور سراج الزام کو بھلا۔ معلوم نہیں اس کے اندر کی آواز بھی یا اس کو آواز نہیں جس نے انہیں برداشت میں کر دیا کہ اب ان کے پاس زیادہ وقت نہیں رہا۔ فضا کی حالت کے باوجود انہوں نے اپنا بیٹھ کوئی طور پر سے دوسرے۔

شاید یہ اندر کی اذیت اور فضا کے انہوں نے ذات دینے والوں کو سزا دی اور عزت یا خدمت کا انعام فضا کو دینے کا اختیار استعمال کیا۔ اس سے زیادہ وہ کچھ بھی نہیں

کچے پھر ان کا بلڈ پر تیار ہے وہ باج ہو تو فضا نے انہیں اپنا دل نہیں کر دیا۔ وہ چھک ہو جاتے لیکن فضا میں دوا سے زیادہ پہنچنے کی خواہش کا کر رہی ہے۔ وہ حیرت جیاتی نہیں جانتے تھے تو طالع کیا کرتا۔ ایک معمولی اور ایک شریہ بطور کہ ہے چار برس کے بعد ایک رات انہوں نے فضا کے پاس سے ایک گھنٹہ کا اعتراض کیا اب وہ حیرت سے اس کے لیے جھپکیوں کر کے اور زندگی کی پانی چنگ اسے تھا لڑا ہوا۔

"زندگی تمہاری اپنی ہے۔ ہمت سے جیو۔ باتیں بنانے والے تمہارا بھتیجہ کیڑا کرے۔ بھونکے والے کے ہر جگہ تھار راستہ دوں گے اور ڈاکے چھوٹی جی تو تم پر حملہ کر رہی گے۔" وہ لیتے رہے اور فضا اس کو بھانے کے سات ان کی کٹی بھی لٹی رہی۔ وہ ایک طرح سے رخصت کی اجازت را کج رہے مگر وہ ان کے الفاظ ان کی وصیت تھے۔ رات کو ایک وقت ان کا دل غامض ہو گیا اور آری سانس لے داس دلیا ہے ہوں چلے گئے کہ فضا کو بھری نہ ہوئی حالانکہ وہ جاگ رہی تھی۔

صدیقی صاحب کی خواہش کے مطابق اس نے کی کو بھی ان کے کمرے کی خبر نہیں دی۔ سینے ہر بعد ان کے ایک بیٹے نے کئی کا وہاں سے بات کر چاہا تھا۔ فضا نے اسے بتا دیا۔ "ان کے انتقال کو ایک مہینہ ہو گیا۔"

"اور تم نے کچھ نہیں سنا؟" وہ پوچھنے لگا۔

"انہوں نے مجھے سن کر دیا تھا اور خود نے آئے تھے مگر میں بدحواس تھا۔ وہ دن رات۔ اپنا دل سب سے۔ کسی نے پوچھا؟" فضا نے کہا اور دن بند کر دیا۔

زیادہ شریہ توکل ان کی بیٹی کی طرف سے رات کو آیا۔ "ابا مگر کچھ نہیں ہوا؟ غیبت میں؟"

"یہ غیبت انہوں نے میرے نام کر دیا ہے۔" فضا نے جواب دیا۔

"مجھے پتا چلتا ہے ہوا کو تو کیا کھانی ڈالیں؟ ایک غیبت کے لیے تو بے بار ڈالیں انہیں... میں کس کر دوں گی تجھ پر... تو قاتل ہے۔ ان کی۔" تجھے چھائی کے تختے تک نہ پہنچا تو میرا نام ماسٹر نہیں۔

فضا نے پھر نکول رہتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ ایک مینا تھا جس میں رہے ہیں۔ کسی کرنے سے پہلے اپنا دل سے اور معلوم کر لیا اور تمہارا بہت چیرا اور وقت ضائع ہو گیا۔ اور ان کے فون کی سہت نہ گئے۔" اس نے گلیوں کے غور میں رہی اور رکھا دی۔

☆☆☆

ساتھ سال کے انھوں صاحب خرمی میں غرضی اس اور غرضی ہاش آدی تھے۔ وہ اسے بڑے سچے صنعت کار نہیں تھے جتنا آصف نے بتایا تھا۔ چار بیٹوں کو انہوں نے ایک ایک کاروبار کر دیا تھا اور وہ ایک طرح سے خوش رہتے۔ انہوں نے بڑی خوش مزاجی سے بتایا۔ "دو بھائی کے اپنی اپنی زندگی ہے۔ جو جتنی عت کرے گا اتنی ترقی... ہمیں تو باپ کی طرف سے اس صنعت یں بھی ملی۔" وہ اپنی بات پر غور تھے۔ "مگر سب کو روکتی ہیں مگر اس زمانے میں صاحب اب اپنی سے کئی کوئی نہیں... پھر میں ایک ٹھکانہ کی حالت سے دوسرا اختیار میں، جی رہا اس لیے اور چھوڑ دینے نہ۔" باگل دے پڑا۔ اوائے کالے کو بلیک ہو گیا۔ اسو... وہ چنا تو نہیں ہو جاتا۔ اپنی اس سے ٹیکنا مل ہے اس میں میرے ساتھ ہے میرا داماد اور یہ میرے مرنے کے بعد ملے گا میری بیٹی کو... لیکن اپنا بھی کوئی ارادہ نہیں کرے گا۔ اس کی تو میں جان ہوں۔" وہ قہقہہ مار کے ہلے۔

ایک ملازم نے ان کے سامنے جانے دکھ دی۔

"آپ زندہ آوی آئی ہیں۔" فضا نے مسکرا کر کہا۔

"مجھے زندہ تو آئی ہے۔ مرنے کی ذمہ داری کا نام ہے۔ مردہ دل کیا خاک جیا کرے گی۔" فضا نے جواب دیا۔

بتاؤ۔ آصف نے جتنی تعریف کی تھی آپ کی، اس سے زیادہ یہ تو آپ دیکھتے ہیں... لیکن اس کی آئی ابھی نہیں ہے۔ صرف لی ایک حکم ہے آپ کی... صاحب کو بھی اس کی انہی اے کے۔

"مراسم حالات لے اجازت نہیں دی۔ میں ایک چیر خانے میں بیٹھ رہی تھی۔"

"ایہا، چلو دیکھتے ہیں۔ اصل جز تو کام ہے... کار کردی۔" انہوں نے جانے کا ٹھونٹے کر مینے فخر میں کیا۔

فضا اس فضا کا مطلب غیب سمجھتی تھی۔ "میں آپ کو مطمئن نہیں کی ہوئی عرض کروں گی۔"

"وہ تو فک ہے لیکن سنا فضا آپ نے جو بیانات دیے ہیں وہ کچھ زیادہ دیکھتے ہیں؟ آج کل تو میں مطوی ہوا کہ انہی بی اسے جو جی میں رہے ہے فخر آتے ہیں۔ پہلے ایک لڑا کا کہہ اسے تھا آپ کی جگہ... وہ دن ہزار میں کا کرنا تھا۔"

"آصف صاحب مجھے چہرہ ہزار دے دیتے... دیکھ بیٹوں کے علاوہ..."

"دیکھ کر مجھے ہم بھی دہی کے شیر ہے۔" انہوں نے



بصر پر غفلتوں سے فضا کا جائزہ لیا۔ "آسمان کی رنگ و مک  
سے واقف ہوں۔ وہ جہیں کیا دیتا ہوگا اس سے عرض نہیں  
جائے۔ میں ہوں دلوں کا آئینہ... پر فحش کے بعد عیار ہوا  
ہے۔ جسے "مستور کوئی بولہ لگا کر لٹا جائے گا۔" میں سے  
آجائے۔

بارہزار ہا مانت پر کاں اٹھائے ہوئے۔ اس کے بعد  
وہی ہوا جو ہوتا تھا۔ دو ہفتے دو اس سے آتی چلی رہی۔ پھر  
امان صاحب نے اس کے دن اس سے اس بات پر کہ کر لیا  
اور اگلے دن سے گاڑی اسے لانے سے ہانپنے لگی۔ امان  
صاحب کی یہ فحش پرستی تھی۔ فانی کے دم پر وہ بہت بگم  
کئے گئے۔ پہلے وہ اسے اپنے سامنے بٹھا کے چائے پلاتے  
تھے۔ دوسرے سینے دو فضا کے لیے لے لے پھر فضا  
کی سادہ رو سے اسے اور اسے امان صاحب کی طرف سے ڈر  
میں ایک ساڑی، پر نیم اور جیلری کا قندلا۔ ان کی  
میراٹیاں اور دستے کے لوگوں کی باتیں بدلتی گئیں۔ صفائی پر  
نامور ایک اوپیرنگ ٹیڈا سے ایک دن بڑے غصہ اور  
بھوری کے ساتھ گولڈن کھانا چاکر امان صاحب سے صفائی  
رہے۔ "تم سے پہلے کسی کی آگ اور نہیں۔"  
فضا نے اسے زائت دیا۔ "اسے تم کام سے کام  
رکھو۔ میں اپنا پتھر بھلا کر آتی ہوں۔"

فضا جی جی کی کاسے صلاحیت اور کارکردگی کی بجا پر  
مراسات خاص نہیں سمجھتی تھی۔ اس کی بڑی عمر تھی کہ  
وہ کسی طرح ایک بگ کوس میں داخلے کر لیا۔ مانت سے  
مکراس کے پاس دو صفات تھیں۔ وہ ایک دینا تھا اور اسے  
فیس دے۔ کچھ بڑا استعمال بھی وہاں دینی دیکھ کر کتنی ہی۔ وہ  
ڈنٹن کی اور غرب صورت چہرے کے ساتھ چہرے پر شمس اس  
کاب سے بڑا تھا۔ بالکل اچھے سے پڑھائی سے اپنی  
جیوری کو کھوری پر لیا اور آج سائنس زندگی کی خواہش کے  
سامنے تنہا واقف چلی گئی۔ اس نے جہاں کام کیا،  
پرستار کی نظر اس کی راہ میں بدل دیا۔ وہاں کے کتہہ مانت سے  
گرتی۔ ایچ مہرا بھائی کی۔ اس نے اس سے دل میں بھی  
چاہا تھا۔ جی جی کی کاسے کی نسبت سے۔ یہ  
تھے اور اس کے ساتھ تمام عمر گزارنا چاہتے تھے، سب اسی  
جیسے معمولی آدمی والے لوگ تھے۔ وہ امان صاحب کے  
حریف یا رقیب بنتے ہوئے بھی ڈرتے تھے اور زیادہ تر  
تعمیل یا اعتبار سے۔

تعمیل خاں کی اور اس کے بعد اسی جی جی میں گزرنے  
والی زندگی کی سختی سے اسے ڈر لگتا تھا۔ وہ اپنے بے پیش و

آرام کی زندگی کے خواب دیکھتی تھی اور اپنی صلاحیت  
ملازمت سے اس کی زندگی کے صرف خواب ہی دیکھتے جاتے  
تھے۔ زیادہ بھرپور اسے اپنے حسن و جمال اور کھلبلی  
ہونے کی کشش پر اسے جس کی شکل و صورت تھی۔  
لڑکیوں سے کہہ دیتی، اس پر اپنی شوہر حاصل کر لے تھے اور  
اب وہ ان کے گھلوں سے بھی جیل جیت بٹھل گئی۔  
میں بارہوی شہر کے ساتھ تھی تھی۔ وہ سب ہائیکو ذرا  
تھے۔ وہ اسی طرح کے گھلوں کے لیے اخصائیاں بن گئیں۔  
دولت مند بننے والے لوگ تھے۔ لیکن فضا کی نہیں اس ملک  
کے سبز و کھردر غریب عوام جانتے تھے کہ اپنی ہڈیاں آبی  
تکڑا۔ اس میں کوئی بڑے سے بڑا خطر چھپتی ہے چھوٹی کاروبار  
نہیں اور کھل۔ حسیات کی کوئی افلاک نہیں ہوتی۔ یہ وہ  
چٹاری دیکھتے تھے فضا نے کھانا کھا تھا۔

لیکن دوسری طرف دیر سے معیار والے دولت مند  
تھے۔ وہ دیوبند، راجستھان، بکیر پٹری سب کے لیے ایک ایک  
اصول، معیار اور قیمت رکھتے تھے۔ شریک حیات، مگر  
ڈاکٹر اور دیگر کی ماں کے لیے ان کے کھانا پینے  
پر کھلے تھے۔ وہ واقف، تعاون اور سوشل انٹینس کو  
شادی کرتے تھے۔ فضا کی لڑکی ان کی توقع سطح کے  
لے، جیسے جیسے غریب صورت بھولتے تھے جو دنیا کی  
دیکھتے تھے۔ فضا نے معمولی قیمت پر دستیاب تھے۔

ملازمت میں حسیات اور رعایت کا ہر دور ایک اجنبی  
پر کھنکھرتا ہوا تھا۔ فضا کے بعد امان صاحب اور پھر  
ان جیسے کی اس جیسے کے بعد فضا کی یہ بڑا تر رہی تھی کہ  
اس کی دل وہ خیم خانے کی دینا سے غلے کی تعمیر بل شان  
پر دلا کر اسے اپنے چہرے چاہنے پر اجازت دے۔  
اسی تک وہ چاہنے کی طرف۔ کچھ دیر ہی اور پھر تو اس کے  
تعمیل دینا میں بھی تھا۔ وہ وہی پتھر ہزاروں بے مانت  
کی نوکری کے عمار میں گڑی کر رہی تھی۔ ہر بار جب کوئی  
سیڑا اس سے آگے لگتا تھا تو فضا کی کھلی شہر خوار  
وہی کی اس کی دعا تھی۔ اس سے آگے وہ کھلی جاسکتی۔  
اسے اب کسی کی ملازمت کے لیے "ضرورت ہے" کے کالم  
دیکھنا شروع کر دینے چاہییں۔

قیامت اس کاب سے بڑا سامرا تھا۔ یہ نہ ہوتا تو اسے  
کوئی کھلے رہنے کی جگہ نہ دیتا۔ کچھ خائف سے اس کی  
الہا پران بھرتی تھی۔ غریب صورت لباس، جوئے پر بیرون  
پڑھ کر دست و پاؤں، ان کے کھلی جیلری... یہ سب بے وقت

جی جی جی۔ مگر وہ اسے اپنی نگاہ میں ہی چڑھتا تھا اور  
ساتھ سال میں کوئی کر کے وہ مشکل سے جاس جاس  
چلیا کرتی۔ پتا ہی اس سے بہت کٹتی تھی۔ وہ اپنی رات کی  
اور اس کی ناول کی طرح سن سونو کے فحش کی تو کوئی بہت جیتی  
گاڑی اس کے انکسار میں ہوتی تھی۔ رات کو وہ کب آتی تھی  
اور کب نہیں آتی تھی، اس کا کوئی کالم نہیں تھا۔ اس نے  
والے بھی اب تک کے پتھر تھے۔ کچھ معاشرے کی  
اصول کے ٹیکہ کاروں نے اس کے خلاف کی قدم بھی اٹھایا  
تھا لیکن اس کا نتیجہ انکار تھا۔ فضا کے پر پاس کے خون پر  
پیشا پانی کوں گولڈن کھانا تھے کی۔ کب وہ اٹھان  
جیت تھے کے دامن آتے تھے وہ دوسروں کی فسادوں کی ہوا  
کھلی تھی۔

کیا یہ زندگی بھری اور پوری میں غریبوں کے پیچھے  
بھاگتے گزر جائے گی؟ وہ خواب۔ جس کے دماغ میں وہ مانی  
داؤلوں اور مانتوں کے ڈر سونے سے بھرے تھے۔ دینی  
کر کے محبت کا پیغام دینے والوں نے بھی اسے بالکل دور کا  
دی دیا تھا۔ وہ سب اپنی غرض پوری کر کے بھاگ گئے تھے۔  
صرف ایک بار اس نے اس کو ٹھیک کرنے کی کھلی بھی کی  
تھی جب اس نے اپنی کمر سے اسے لٹا کر دیا تھا اور وہی  
وہی کی وہ اس پر سب کے ہاتھ ہو کر پڑا۔ وہ کھلی تھی  
کی۔ انکار کا مذاق نہیں تھا۔ ڈی این اسے ٹیسٹ سے  
جیت دیا تھا۔ کاب کے کاب کاب کاب... اپنی دیکھتی تھی  
جانتے پہانتے تھے۔ یہ دور پورٹ بھولا اس کی تو اسے ساری  
جامد جیسے تھیں لڑا کر پڑی۔ وہ رات آج میں اس کے  
ادرجو میں غرض کی آگ بھڑکائی تھی جس نے بے بسی کے  
آنسو بھرا دیے تھے۔ جب اسے ہوش آیا تو فضا کی اپنا ہاتھ  
میں کی اور پھر ایک پاک صاف تھوڑی دو تیز بین تھی۔  
امان صاحب کے ساتھ کاب کا دور کاب کاب کاب تھا۔

یہ لاف وہاں صرف چند ماہ بعد وہ دیکھ کر رہی تھی۔ لے  
"ضرورت ہے" کے کالم دیکھ رہی تھی۔ آج کا برس میں  
پر اسے جلد ہی سے زیادہ ہو گیا تھا۔ وہ ایک قیمت ٹور  
اور پھر اس کے سانس کا ہاتھ ایک تھی۔ یہ جگہ تھا۔  
دھڑکائی کا ہاتھ کا ٹور، انکسار اور امان کی اسے پھر  
رہن گزارنے کا کالم کے پرانی جگہ تھی۔ وہ اسے کاب  
جاب، دیکھ کر کے بات کرتا تھا۔ اگر مانت کی اسے کی جگہ  
لی اسے پاس سے کم چلتے تو پھر وہ نہیں کھلی... اس میں  
لاؤ۔ یہ وہ جگہ کی ضرورت ہے کہ ہر ہزار میں ایک  
گر جگہ سے کاب کے شام کو کوئی ٹور لے گا مگر کاب کاب

جاسوسی ڈائجسٹ 228 نومبر 2012ء

اور کیا مگر والوں کو دے گا۔ کیسے آگے جاتے گا...  
جاسوسی ڈائجسٹ 228 نومبر 2012ء







تجسب کیا تھا، وہ میں نے انہیں کہا تھا۔ اسے سو فیصد درست مت سمجھو۔ وہ میرے ایک چنان چہ تھا۔“

ظانثار نے ہوئی۔ ”اگر وہ موت تھا تو مجھ کو آپ بھیے اب بتائیں گے۔۔۔ کیا وہ سو فیصد درست تھا؟“ اس کی کیا حالت ہے؟ آپ کے اس چنان کے بارے میں تو شاید خورشید صاحب بھی نہیں جانتے؟“

”رائٹ۔۔۔ مگر جو کچھ میں کہیں بتاؤں گا، اس کی تصدیق آسان ہوگی۔ جنہیں وقت ملے گا خود مطلع کرو۔“

جہاڑی شاہی بھی فوراً اسے خبر دی ہو رہی ہے۔ خاتہرے سے دلہا نہیں دیکھے گا اور پسند کرے گا توہیں شریف کویت مٹا کرے گا۔ تم نے تو غیر مشروط طور پر اسے قتل کر لیا ہے، کیا یہ جہاڑی ہے۔ جہاڑی ہے تو اسے کی جہاڑی روئیں گے۔ تو میری بات سمجھو میرے ہوا؟ میں کی پٹنی رکھنے کا قائل نہیں۔ اگر انہی کے ساتھ کوئی اور شخص تھا تو ان کی کو بہت جلد تم کو ظاہر بھی بن جاوے گی۔ یہ صرف جہاڑی کو قتل سے نہیں ہوگا۔ وہ میری بات ہے۔ میں اسے قاتل کروں گا کرتی اگر اذی بیست۔۔۔ تم نے ابھی بھی یہی اس کے لیے نہیں ہوئی۔ یہ ایک شخص کو چنان ہے جس کی کامیابی کے لیے شخص کو قتل ضروری ہے۔“

”میں کچھ کچھ آپ کی بات سمجھتی ہوں۔“ فغانے سر ہلایا۔

”گڈ! ابھی تم سے سبکی امید تھی۔ جہاڑی سے کام لو گی تو جہاڑی زعمی کے خواب کو تعبیر مل جائے گی۔ تم غریب سے نہات جا چکی تھیں اور انہی پر نہیں زندگی۔۔۔ تم نے جہاڑی کے قتل کو روڑوں کی بانگ بن سکتی ہو۔ تم کیا کہیں۔“

”میں جانتا ہوں۔ جہاڑی زعمی کے گردن کی اور رمارت کی رمارت میرے پاس ہے۔ قہد قہ شدہ۔۔۔ اگر تم جاہو تو دیکھو گئی ہو۔“

”کی بات کریں۔“ وہ دنگی سے ہوئی۔

”میں اس کی یاد آ رہا ہوں۔۔۔ مجھ نے اشتہار میں کنواری کی شادی بھی ہوئی کی یا تم کنواری ہوا؟ اس میں میں بھی اتنی ہی ہے جتنا ہے۔۔۔ کیونکہ شادی سے پہلے جو لڑکی کنواری کہلاتی ہے۔ آپ ان کا راز کبھی شادی شدہ ہو چکا نہیں کنواری ہو۔“ وہ کھڑا میز پر غصے سے جھک کر ہلکا ہوا۔ ”بھری کے سامنے کہیں ایسے ہی چلیں گا کہ۔۔۔ اگر شریف باہر ت غریب قاعدہ کی لاوارث کنواری لڑکی۔ غریب سے غریب غریب صورت، سب کچھ مظلمہ، معیار SPECIFICATION کے مطابق۔ جو رمارت میں

نے اپنے دریاغ سے حاصل کی ہے؛ وہ میرے پاس کھڑو رہے گی کی حالت کے طور پر۔۔۔ لاکھ بھین بھین سے کرم انگریز کی سب کی شرط سے انحراف نہیں کرے گی۔“

فغانا کا دماغ ہو چکا تھا کہ وہ اشتہار ایک حال تھا جس میں وہ اپنے لالچ کی وجہ سے کچھ بھل سے غریب خود پر وہ اپنی اپنی فکر میں نہیں تھی اس کی قیاس کر سب کچھ کو ہمارے ہمارے جائے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کوئیں تک بھلی کے ہمارے کوٹ آئے گا تو کوئیں میں کہی تو اسے کوٹ جائے گا۔ دولت مند کی اس دسویں میں کئی شکرات آ رہی تھیں کہ ہر کام میں ہوتے ہیں۔ بڑی کامیابی کے لیے کسی کوئی آسان راستہ نہیں ملتا۔ وہ سب کیل رہا تھا اور فغانا اپنے خیالات کی باہر زبانت کے ساتھ اس کی آواز میں سن رہی تھی۔

”میرا ایک سال ہے۔۔۔ کچھ دوسال ہیں۔“ وہ ہلے ہی اٹھنے لگا۔

”جتنے حالات جاہو پچھو۔ تمہارا مشتق ہوتا ہے۔“

”آپ نے۔“

”آپ نے کہا کہ آپ اب بھری صاحب کے سب سے قابل اعتماد اور پرانے دوست ہیں۔ نصف صدی کی پر مشروط دینی چھانٹے سب بعد آپ کو کس بات نے بھری صاحب کے خلاف یہ سازش کرنے پر مجبور کر دیا؟“

”اس کا پھر یہ سبب تھا۔“ فغانا دوسرا سوال کیا ہے۔“

”آخر کار شادی کا نتیجہ یہ کہنے کے بعد اس غریب بھری صاحب کو کوئیں شادی کی ضرورت کیوں نہیں آتی ہے؟“

وہ کچھ دیر کمرے میں بیٹھا رہا۔ یہ فیصلے ہی یہ فیضانہ والی خاتہرے کا کہہ کر کہا۔ ”آج راز یہی سر۔“

”میں اسے آج راز خاتہرے نے اس کی طرف دیکھے بغیر کیا کیا۔ ملازم صاحب ہو گئی۔ ان کے کھانے آتش بھیل پر لگا کر کیا۔ وہ آئے سامنے بیٹھے۔ کھانے میں بڑی پر مختلف شادی کی۔ یہ وہاں کی چھوڑ کر چلا تھا۔“

”بھری صاحب کا جہاڑی کہہ چکی ہیں۔“ غریب خاتہرے نے کہا۔

”میں اس کی یاد آ رہا ہے۔“ فغانے کہا۔

”بھو جانا کی۔ ہلدی کوئی نہیں۔ ابھی تم نے وہ دواں کیے تھے۔ ان کا جواب ایک یہی ہے۔ اس میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتی ایک زمانے میں کچھ بڑس کا کہہ تھا کہ۔ اس کے خلاف کاروبار ہوتے تھے کوئیں میں۔ وہ کوئیں کا شعری کر سکتا تھا کیا اگر مقتصد بھری سے ان کا مناجاب ہوگا

قہا۔ ابھی ہے۔ اس کے چار کوئیں میں شاعر اتر کر ہے۔ برطانیہ امریکا فرانس اور سوئڈن لینڈ۔۔۔ لیکن یہ پہلی بات ہے۔ اب صرف ایک شخص ہے اس کا۔ بڑس وہ ختم کرے گا۔ اسے ضرورت بھی نہیں تھی اس کے اپنے کافی ہیں۔ اس نے واقعی کئی شاہی کی تھیں۔ اولاد کسی سے نہیں ہوئی اور وہ کئی سال بعد اس کی وفات کے بعد کوئیں شادی کر لیتا تھا۔ یہ عمر کا بھی تھا تھا کہ اس نے حریے کا پہلی بیٹے کی بدو جہد میں کی۔ اس بات نے مجھے بھی حیرت دلائی اور بددل کیا۔ یہ تمہارے پہلے سوال کا جواب ہے۔ میرا خیال تھا کہ اتنا غریب اپنی بے غرض دینی چھانٹے گا انعام بھی کچھ ہی گا اس کے پاس ہے میرا راجہ بڑا ہاتھ تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اس کے احوا سے کہہ دیا گیا کہ اسے لوٹ لیتا اور اس کا صلہ بھی کیا ملا؟ اس نے سارا بڑس امدادی چھانٹا اور ملا وہاں نہایت دلی۔ ان حرازدوں میں جو ر حقیقت اس کے بچے نہیں تھے کہ اس کا بعد میں ہوں میرا لوٹ گیا اور میرے اندر سے اس کی خواہش کوئی نہ ہو۔ اس کے بعد مجھے نے اسے اساتذہ لا کر وہ تمام غریب دوست میں اپنا گناہ دار ملازم بنایا تھا۔ چھاس سال میں کچھ ہوتے تھا اس کی زعمی میں نے دے دی۔ یہ جب تک میں غریب نہیں تھیں دولت مند کی تھیں۔“

فغانے نے بھری سے کہا۔ ”یہ بالکل غریب روئیں تھا۔ بہت مدد کے کی بات کی۔“

”آج اس کے بچے کوئی نہیں رہے اور سب باہر مہمان کی زعمی گزار رہے ہیں۔ وہ بھری کو فون تک نہیں کرتے۔ قدرت نے بھی اسے اس کی سزا دی۔ اب سے کوئی سال میں پہلے تھا اور کائنات کے کاموں کی اپتال میں انقلاب ہوا۔ اس نے وہاں کی سبکی کی معرفت اپنے اشتہار بڑی کی عمر کی دیکھ لاکر میں رکھا دی تھی۔ اس بات کے ساتھ کہ اس کے بعد بھری تک پہنچا دی جائے گا کہ وہ زندہ ہو۔ معلوم نہیں اس نے کیا کیا کیا؟ اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ وہ خاتہرے سے مرچا۔ شاہ بدو حورت مرچے سے پہلے اشتہار بڑم کر کے اپنے میر کا بوجھ لگا کر اپنی تھی۔ اس کے دوسرے شوہر کی موت سال پہلے ہو چکی تھی۔ اسے سمجھا تھا کہ کچھ بھری کے ساتھ بھری کی بات سے منسوب ہوئے۔ یہ بھری کے منہ پر کھڑا تھا تھا۔ اس کا وہ بھری بھی کسکتا تھا۔ اور وہ اپنی بے کی کتاب وہی کا کچھ نہیں لگاؤ لکھا تھا۔ اس کو یہ احساس ملا کہ ایک حورت غیر میں چپ کچی کی گرامر بڑو سے غور کے ساتھ اپنی حرت



تھا لیکن وہ اس کے جان کے تمام خطوط اور خطبے و فرازی کی ساری دل آویزی کو بڑے بہادر و اعزاز میں لے گا لیکن کرتا تھا اور دلکشی کے جڑ کو آہستہ آہستہ گہرا کرتا تھا۔ اس طرح کہ دیکھنے والے کی نظر جیسے کی مصمم اور اسے سننے سے سنو خود کیے بغیر جانے اور ستر کی رہنمائی کرتی جانے کے ضمن مستعد بنے اس کی ہوشیاری کے لیے کوئی بھی نہیں رہا ہو۔ اس اہتمام میں فغانے نے اپنی کئی خود کو آپ کی بھی دیکھ کر اس کی فطری صلاحیت کی اور یہ کہ تجربہ کار و مرد کی فکر کو کام میں لیا اچھا اور بہتر خیال کا سر کرنا چاہتی تھی۔

فغانے نے سکرارتے ہوئے سلام کیا تو اس نے کھڑے خاموشی سے اس کا ہر کردار دیکھنا چاہتی تھی۔ وہ اس کا سر ہاتھ پاؤں کا ہر ایک اور ایسا نگارہ ہوا کہ اٹھا نکالا اسے جیسے کا اشارہ کرتا بھی بھول گیا۔ خود غرضی آگے بڑھی۔ ”سرا اجازت ہو تم میں بیٹھ جاؤ گا“

”ہو چلا۔“ ہاں۔ ہاں بیٹھو فغانے ہے تم جہاد اور...

”اچھا ہاں۔“ اس نے سکرانے کو سنا لیا۔

”کیا بہت اہمیت تھا مجھے آپ سے ملنے کا۔“

”کیوں؟“ اس نے سمجھنے کیلئے سنا۔ ”میں کیا کٹاؤ ریح خان ہوں؟“

”ایک قسم میں آجھے آپ کے بارے میں بہت کچھ بتایا گیا تھا۔ یہ میرے جیسے بڑے بہادر تھے۔ میں خود جہاد اور ملتان چاہتی تھی کہ میری زندگی میں کے ساتھ گزرنے کی کیا دائمی وہاں ایسا ہے جیسا کہ بتایا گیا۔“

”اس کا تو تمہیں بعد میں بتلے گا۔ میں فغانے ایک نظر میں نہ مگر کئی فیصلہ کر سکتی ہو اور نہ میں۔۔۔ لیکن مجھے اتنا فرق تو اس کی بات کی میرے بارے میں جو اچھا نہیں ایک ہفتے تک بگھڑتا رہے؟ میں کیا زبان خان بول رہی ہوں کہ اس کی تعمیر کرتے رہے؟ ایک سنا جیسے ہل کرتے رہے۔۔۔ اور کیا اس ویسا ہوں جیسا کہ بتایا گیا؟“

”ابھی آپ نے ہی کہا تھا کہ ایک نظر میں کیا پتا چلتا ہے۔“

”وہ ہاں۔“ جواب دہ میری بات کا۔“

فغانے پر سکون رہی۔ ”بھلا ڈاکٹر جیتنا کھٹ ہے۔۔۔ آپ کا نقشہ میرے ذہن میں بگھڑا رہا تھا۔“

”کیا؟“ مجھے معلوم ہے۔ یہ سارے لالچی گم جو میرے گرد گھٹیں ہیں۔ منہ کے اندر سے۔“

”میں سرا آپ نے اپنے دوست اور معاون بڑی بگھڑا رہی ہے منتخب کیے ہیں۔ وہ ڈاکٹر تھیں اور جہاد اور...

میرے خیال میں۔“

”تمہارا خیال۔“ فغانے بھی... جن کو میں چاہیوں چاہیوں سال سے جانتا ہوں، ان کے بارے میں میری رائے کو صرف ایک ایک منٹ کے بعد سب کو دیکھ رہی ہوں۔ اس سے اعزاز دہوایا ہے مجھے کہ خود تم کی شکل ہو۔“

”اب سب کا مطلب یہ نہیں کہ میں اپنے لیے بھلا نہات کی رو میں بہرہ گیری کرتا۔ وہ آپ کی پسند کے معیار کے بارے میں خیرات ہے اور آپ اس سے مطمئن نہ ہوتے تو چاہیوں سال کر دیتے۔۔۔ آپ یہ نہیں سمجھتے نہ شگاہے اور اس کی کال باہر کرتے۔۔۔ میرے بارے میں آپ کی یہ پہلی رائے بگھڑے ہوئے دل سے چاہیے گی۔۔۔ جو آپ نے ایک نظر دیکھ کے کام کر لی۔“

”وہ فغانے کو گھبراہٹ۔“ آخر حوالہ ہے جسے خود بڑے۔“

”آپ کی شریک جیات ہیں کے زندگی گزارا کوئی معمولی شخص نہیں بھری صاحب۔“

”وہ چنگا۔“ میرا نام کیا تم۔۔۔ سب مجھے سکتے ہیں۔“

”کہتے ہیں کے ٹیکہ دوہ آپ کے ملازم ہیں۔۔۔“

”یہ میرا رشتہ بگھڑا ہو گا۔۔۔ ابھی تو صاحبہ کدو ہوں۔۔۔ اور نہ میں اپنی بیوی ہیں کہ مجھے میرے ملازم کے ایسے ہی نہیں سمجھتی ہوں کہ۔“ اس نے سکرانے کے اپنے ہاں سوار ہے جو اس کے چہرے پر بار بار پھل رہے تھے۔ ایک دم۔۔۔ آپ۔“ تم پر کیا کیا۔“

”میری نے میں بیچ میں لگا ہوا ایک شخص دیکھ کے کہا۔“

”ابھی کسی نے نہیں بتایا تھا۔“

”وہ ڈاکٹر ہے۔ فغانے اصرار کیا۔ اس میں کافی کے ساتھ چاہئے۔ اس سنگین اور دوسرے ڈاکٹر بھی تھے۔“

”تم سب جان رہے ہو کہ میرے ساتھ ایسا کرتے ہو۔ اگر میں ایک مختار نہ بناتا تو تم دروازے سے نکلتے۔“

”کھڑے رہتے۔ ابی افکار میں کہ بڑا حاکم مجھے میں نے دیکھا ہے۔ اس کا ہر بڑبڑ بڑاتا ہے۔ یہ سوچا بگھڑا میں ہے۔ میرے ہاتھ کا۔“ اس کی تھریہ یہ انتقال میں میرا برہنہ کمر تن ہو چکا ہے۔“ وہ دروازہ پر اور درمیان میں اس نے خاموش بہت سی گھڑی گھلائی بھی دی۔۔۔ ”اب کھڑے کیوں ہو گا؟“ اتنا کافی نہیں ہے کہ میری آواز۔۔۔ دینے ہو چکا۔ یا جو تم کھائے جاؤ گے۔“

فغانے نے خاموشی سے اپنے بعد میری کے لیے کافی بنائی۔ اس نے ایک نمونہ لیا اور گلی دے کر گھٹ پھینک

”کسی نے کہا ہو گا تم سے کہ مجھے شکر ہے اور تم نے کافی میں کھینچ لائی۔“

”اس لڑکی میں کافی کو میٹھا کرنے والی کوئی نہیں تھی۔“

”جیسا میں تم کو کھینچ پیتے ہوں کی وہ بھی۔۔۔ تم چاہتو ایک چھوڑ دو۔۔۔ صحت کے معاملے میں نہیں کو میری مائی کی۔ یہ بے سے کہ تم نے نہ مائی میں چاہا کی۔ بہارم کی اور کوشش جیات بنا لینا جو تمہاری زندگی کی دکن ہو۔“

”میں اس کی ہی تھی اب تک کہ میں اس میں نہیں ہوں۔“

”میں ایک شکر ہوئی شہیت ہے فغانے ہمارا خوش نام ہو گا۔“

”میں سنوئی کی بھری۔“ اور تم بھی میری جان بابت نا ہو گے۔“

فغانے کی توقع کے برعکس اس نے سنا اور دھما کے نہیں بچتا۔ اس نے دوپہر میں دیکھے گم دی۔ میرے لیے کھانا چکا تھا۔ اس نے کافی لپٹا لیا۔ ”ڈاکٹر۔“

فغانے نے دل میں اپنی پہلی کا مائی پر ایمان کسوں کیا۔ اس نے کھانے کے کچھ کھینچ ڈال دی۔ بہت جلد وہ اس پر سوار ہو کر کھانے کی اور اسے دیکھ کر کی گواہی کاڑی میں جوت تھی۔ اسے بہت ہوشیاری۔ اور اس کے کام لیتا ہو گا کہ اس کی نئی کہاں گری۔۔۔ ابھی تک اس کا کالار۔۔۔ بھری نے کافی کا دوسرا گم خاموشی سے چا اور فغانے کا جاکر لیتا رہا۔ ”بڑا ذوق فریق تو نہیں ہے اور اسے میں۔۔۔ بلکہ باقی نہیں پڑا۔“ اس نے جیسے خود سے کہا۔

”بھری نے آپ کے خدا اور دوسرے چھوڑے کے صلے کی بات مائی۔“ اگر آپ اس طرح خدا کو کرتے رہتے تو میں آپ کو کھینچ دلائی ہوں کہ جلد بے پھر یا شکر تو بگھڑی نہیں۔“

”ایک دھنگ معمولی اس میں اس نے کئی نجات پائیں کے۔ میں آپ کو پاگل ٹھیک دیکھتا چاہوں گی۔ ابھی میں نے آپ کی مینڈ میں کھینچ کر رکھیں دو۔“

”آخر میں کیا ہو چکا۔۔۔ میں کدو کھا ہوں۔۔۔ یا دانا گدے وہ کھینچ ڈاکٹر مجھ پر اصرار کیا کرتے ہیں؟“ وہ بڑکلا۔

”میری ایشی نے میں سال ایک ہسپتال میں کام کیا۔“

فغانے ہاں بہت اچھے ڈاکٹر تھے۔

”وہ بھی نے بتایا نہیں تھا۔۔۔“

”لہذا ڈاکٹر کوں کے ساتھ کام کرنے سے تم ڈاکٹر نہیں بن سکتی۔“

”ابھی۔“

”ڈاکٹر سب اچھے ہوتے ہیں۔ برے تم جیسے میں نہیں ہوتے ہیں جو ان کے شہرے پر پوری طرح میں نہیں کرتے۔ کیا کدو نہ اور دوا میں کر کے کہ کوئی خود

ایک جان کا فغانے۔“

”خود اسے سونہ کے بچوں نے تمہارے دماغ میں میرے خلاف بنے ہر مہر ہے۔“

”اس کا لٹکا لٹکا انہوں نے کیا تھا۔۔۔ میں خود اس کا ایک سونہ لپٹا نہیں ہوں۔۔۔ تم خود اسے ساتھ کر کے ہو۔“

”اسے پاؤں پر تم خود کھائی مار رہے ہو۔“

”میری نے قریب کی میز پر رکھا ہو گا۔“

”کے بار پر چھٹا ہمارا۔“ بڑا کوشش ہو گا۔“

”میں اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے۔“

”وہ تو ڈاکٹر کے لیے کیا کر دی؟“

”ایک گم دان اور تو دو۔“ اس نے دوسری میز پر سے گم دان اٹھا کے میری کو حوالہ دیا۔ ”آج سارے گم دان تو دو۔۔۔ کل کے لیے سے آجائیں گے۔“

”اس نے دوسری گم دان بھی پاش کر دیا۔“ ہاں تم کو ان ہوتی ہو مجھے دیکھ کے دانی؟“

”میری اتم نے جانا چھو۔۔۔ ابھی ہی بتائے کے لیے۔۔۔ میں تمہاری ڈاکٹر ہی نہیں کی۔ میرے تم پر کچھ حقوق ہوں گے۔ اسی طرح ہی جیسے تمہارے مجھ پر۔۔۔ میں صرف وہ دماغی نہیں کہ میں اس کی جو کچھ خوش کرنے کے لیے ہوں۔ میں وہ کوئی کی جو کچھ ہو گا۔ ایک ہی کے فرائض میں شامل ہے کہ خود شکر کو بے خوف نہ بنائے۔ اس کی خوشی کے ساتھ ساتھ اور آرام کا خیال بھی کرے۔ اس کی خواہش میرے لیے دماغی کرے اور دوا میں کیونکہ اس کا خیال ہے۔“

”کوئی کا پٹا پڑا ہے نہیں چاہتا کہ میں ڈاکٹر وہ دان زخموں میں۔ سب گدے ہاں میں تھے۔“

”بگھڑا میری اگر تمہارا میرے بارے میں بھی یہ خیال ہے کہ میں صرف تمہاری دولت کے لیے تم سے شادی کر کے پر دماغی ہوئی ہوں تو اس منہول اور بے فہم خیال کو دل سے نکال دو۔ اور میں نکال سکے تو خدا حافظ۔“ اس نے ایک اٹھایا۔

”رنگ چاؤ۔“ وہ ہاں۔ ”میری اجازت کے بغیر تم نہیں چاہئیں۔“

”کے کہ کا کدو جب تمہاری اجازت کے بغیر میں جی بھی نہ سول ہوں۔ تم نے خود اپنے گرد ایسے ہی لوگ جمع کیے ہوں گے اور اسی لیے آج تمہاری رحلت ہے۔“

”کیا تمہارے میری؟“

”پاگل ٹھیک ہوں میں۔۔۔“

”تھا مجھے۔“

”وہ بگھڑا۔“

”تم سو گئے حوصلے کے ساتھ؟ میں







[illegible]

کہا۔ "بیشت... بیشت... بیشت کیسے کر سکتی ہوں؟"  
 "یہ دینی کی بات ہے کرو۔ اس میں کوئی جہی  
 فیر تو نہیں۔" وہ بھری سے مشرک کو اذانت کیا ہے تو  
 ساری رات ہی تھوڑی سی چٹائی پر لیٹی اس کی پیری حُرمت  
 کروڑوں پر اکام کیا ہے۔ کتنی سچا اہانتا کی۔ دم توڑ کرنا  
 ہو گا نغما جیڑیں ہوں۔"  
 فضا نے سر ہلایا۔ "کمال کروں میں... چپک  
 کھوں۔"  
 عمر عادل نے سر ہلایا۔ "اس پر گزشتہ روز کی تاریخ  
 انا جب بھری زندگی تھا۔ چپک کیاں ہے؟"  
 فضا نے ایک ریل کیس حوالہ جس کے ایک کان فہر  
 بھری نے اسے دو دن پہلے ہی بتایا تھا۔ اس کے ہاتھ کانپ  
 رہے تھے۔ اس سے وہ فضا میں فرق آگیا تھا۔ کبری  
 سائے کے گراس نے ایک اور باسقل سے اتارا اور یکہ در  
 بعد چپک کے عمر عادل کی طرف بڑھایا۔  
 "اب رحمان سے میری بات سنو۔" عمر نے چپک کو  
 اپنے پرکس میں رکھا۔ "میں اس کی موت کی خبر کو چھپا رہا ہوں۔"

[illegible][illegible][illegible]





تفتیش، سماعت اور سزا کے عمل میں ایک سال کیلئے  
کا ہر دہائیے میں ایک خاتہ ویران کی بنیاد میں آئی ہوگی۔  
کیا ان کے لئے خرابیوں کا یہ سفر اس کے لئے جیسے ایک  
دائرے میں سفر تھا۔ خاتہ ویران اور اطلاق کی ایک نئی شکل  
عالی شان، بھرپور اور خوش حالی کی آبرو خواب کا ہوں ہے وہ  
مکرمی اور خاتہ ویران کے حالات میں تفتیش کے عمل، عدالت  
میں سماعت اور جیل کی ایک دہائی کی کوئی ایک ماہ، مگر  
کے ہر دہائیے میں آئی کی جہاں سے پہلی آئی۔ اس دوران  
قلمی سے نوٹ کے کسی دور، ایک خوش اور مطمئن تھی جتنی یہاں  
سے لکے تھی۔ ایک تھکے کا گزیر ہوا، گزیر ہو کر خوشی کی تلاش  
کے سفر میں آئی، کا، مطلب اور روحانی اٹھانے اور نفاذ آج  
اپنے خدا کی فکر کرنا اور جس سے ایک محفوظ رکھا۔ آج  
خاتہ ویران کے ایک نئے دور، ہر فرسوا کے لئے جو اپنے  
کی اور جہتی کی ویرانی میں خاک کھینچی۔ اور وہ خاتہ ویران

ہے کوئی بڑا اوکھیل جس کی شکل میں حضرت کی طرف سے  
ہم کیے جانے والے اوکھیل سے اسے صاف بتا دیا تھا کہ وہ  
میں ایسا نہ دے۔ زیادہ امکان یہی ہے کہ کھاتہ اسے  
خراستے صومٹ جانے کی اور عمر عادل بھی اس صومٹ جانے کے  
درا جائے گا۔ اس کا نتیجہ خفا ہے جرم میں شریک تھا اور سن  
کے لیے اعد ہوگا۔ نفا سے اسے اپنا مقدمہ لایا تھا۔  
خرا ہونے سے پہلے وہ جو تیل بنی پٹا پیر کی اور کمرات کو  
بنی پٹا کے ساتھ کھڑا کر دیکھ کے جاتی تھی تو اس کی طرف  
جاتی تھی۔ وہاں پر اس کی طرف سے لاکھوں کے لیے اس کی طرف  
جاتی تھی اور اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

صاحب نے کب میں چھوڑا تھا۔ وہ اس میں بہت محنت سے لیکن اس اور نواسر عادل ہوں۔ ہوں میں اس کی مخالفت ہے لیکن اس وقت میں عادل مراد ہوں۔ کوئی نہیں تھا۔ میں نے اس کا کوئی اور غارت کے مطابق پہلے اس کے اوپر گئے ہوں چھوڑے گئے اور آج میں اس کی جگہ میں کسی مراد میں میرے پیچھے تھے اور اس کی جگہ میں اس کے پاس ہوں تھے۔ میرے پیچھے تھے اور میں نے اس کے پاس ایڈیٹر کی فکری فکر ہے۔ میں خاموش ہو گیا اور اس کی غولے گئے۔ اگر میری صاحب کے اتفاق کا پتہ مل جائے تو اس کی وقت میں نہیں کہتا ہے۔ لیکن جب میں نے اس کو تو میں خاموش رہا۔ ابھی ایک دن پہلے ایک کی وی پیس میں اس میں سے اس کے پاس ایک راجہ میں اس کے لئے اتفاق سے دیکھی۔ اس میں میری صاحب کے علاوہ مراد عادل اور افغانی کو کہا گیا تھا فریڈریم افغانی کے نام سے ہوری میں اس بات سے مجھے مجبور کیا میں صاحب کے علاوہ مراد عادل اور افغانی کو کہا گیا تھا فریڈریم

حقاً۔ فقہا بھی جیسا کہ اس کا ساتھ دے۔  
 حالات نے فقہاء کی مجبوری کے طرہ کو تسلیم کرتے ہوئے اسے صرف ایک سال کی مہداری دیا، ذرا کچھ نہیں سال کی اور مرادول کے لیے سزائے موت کا اعلان کیا۔ مرادول اپنی زندگی کی کجگیاہلی سے مڑ رہا تھا۔ ذرا کچھ دنوں میں حقاً۔ یہ صرف فاضل جواہری مہداری کے کھلے انکسار کی نظر پر کے دائرے میں اس کا طرہ کو تسلیم ہوا جہاں سے شروع ہوا تھا۔ اب اسے ایک بار پھر اخباروں میں "مردود" کے پتھار ڈال دیے گئے تھے۔ اس امید پر کہ شاید کوئی اسے گناہ سے بچا دے۔ یہ جبری میں ملازم سے دے۔ وہ ملازم تو پھر اس اسسٹنٹ سے شروع ہو کے عارضی ملازمین کے منصب تک پہنچ کر ختم ہوا تھا۔



رفا کے اندر آگیا۔ وہ اس کی گرفت میں لے لے کے جہاں جرت زدہ سی ہو گئی۔ کمرے کے وسط میں لاکر اس نے دو چار بار رخسار کو گھمایا اور پھر اسے صوفے پر بٹھا کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ رخسار نے یہ چہما۔

”زین تم فیک ہو؟“ وہ بڑا غصا سے... ”اس کے لیے میں ہمیشہ میں جزی کر رہی اس کی بات قطع کرتے ہوئے غصی سے لبریز لے کھینچا۔

”میں تمہارے بارے میں سو فیصد فیک سوچا تھا۔ آج مجھے میرے چین کا ثبوت بھی مل گیا ہے۔ تم کھلا میری ہمت ہی نہیں، میرے لیے غصی بھی نہیں ہو۔“

”بات کیا ہے۔“ رخسار نے شامے بغیر جرت سے یہ چہما تو زین اس کی طرف دیکھنا چاہا۔ گلابی لباس میں بیٹھیں رخسار کے چاہے کیلے کیسے ہونے پر اور بکواس کے گلابی پائل نیلے چہرے پر پچھلے آگے۔ بڑی بڑی لٹائی آسموں میں جرت جی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ تپتے سرخ یوں پر کئی سوال چل رہے تھے۔ کتنی سے غصی کڑھ گئے۔ جذبات میں زار سا گھبراؤ آیا تو وہ بولا۔

”اب سے مجھ کو پرہیز، بددعا، بد حالات اور مجھے غور اپنا آپ اور تم بنا دینا چاہتا تھا۔ میں آج تک نہیں سمجھتا تھا کہ میں نے ایک رخسار کو میں دنیا میں سو بدواروں کو کون میں سے ایک ہوں جو بکرا ہوتا ہے۔ کیڑے مکوڑے جن کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ لیکن اب میں ان اور یہی کونوں میں سے ابھرنے کرکڑا ہوں۔ وہ چھوٹے چھوٹے بے شمار غراب ہیں جن کے لیے میں ترس رہا ہوں۔ وہ اب میری دھڑکن میں ہیں۔ اس کے شرم رانگ لہجے میں اپنی بات کی۔ ”رخسار اس کی حالت دیکھ کر پکرائی۔ اس نے غیر محسوس اعزاز سے زین کو کھوڑے قریب کیا اور اس کے ساتھ بڑھ کر بیٹھنے ہوئے ابھی سے بول۔

”زین تم فیک ہو؟“ اس نے کوئی غیر ذمہ دار نہیں کیا۔ ”کے ہاتھ دھو کر کھانے کے ساتھ دو کھلی کر لیا تھا۔

”میں مطمئن ہے رخسار، میں نے آج تک کوئی نثر نہیں کیا لیکن اب ایک نہیں کیلے میرے آگے ہیں۔ ذرا غراب ہو گئے گی۔ دولت کا نثر تمہارے قریب کا نثر ہے۔

دعا کوئی نہیں ہے۔ کھانے کے ساتھ میں شامیں کھولیں گے۔ وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر دوسرے کے دامن میں گھر بنا کر ہم دونوں ایک دوسرے میں گھومتے رہا کریں گے۔

”تمہارے درمیان دنیا نہیں ہوگی۔ تم اور میں... میں...“ زین قریب بیٹھ کر رخسار کے بدن کی حد سے حریر بھرا ہو

## کھر در اس جیت

امجد حبابیہ

انسان کی حرص... اس کا مزاج اور وہ معیشتوں پر حکومت کرنے کا غور... اس دنیا کا دستور بن چکا ہے... وہ ابھی تک باور اور جیت کہ کھیل سے ہی لطف و اندوز ہوتا ہے... کائنات کی خوب صورتی کو اپنے گھنٹوں کے اعمال و فعل سے بد صورتی میں بدلنے والوں کی عکاس تصویر... جس کے کربناں قربانیت و فطانت کی بولت سے مالا مال تھے... وہ اپنی قربانیت سے دنیا کی طاقتور سیاست بننا چاہتے تھے...

دولت کی تاریخ میں ہرگز نہ چین لوگوں کی کھانی کا ذکر ملتا ہے سرور کی کہانی

درمیان میں کھل چکر اس کا سلسلہ قاضیوں کے درو ایک لاکھ ڈالر جیت کر کھیل میں سنا تھا ایک پھر بار جانے کے صورت میں وہ اس مقابلے میں سے باہر ہو جاتا۔ وہ فیصل کے اس آخری سرے پر پہنچا جہاں جس سے آگے اس کے کلم کی انتہی تھی۔ اس نے دروازے پر پھٹ پڑا۔ اچھی کی کھوکھوت دینا ہوئی تو اسے ہوش آیا۔ ڈور تپا۔ پچھے کے دروں میں جھڑپ ہوئی گی، اس سے اندازہ دیا کہ جس سے اس کے پچھے کے جواب محفوظ ہونا شروع ہوئے۔ جسے اس کا دل اچھی کی تیزی سے دھوکے لگا۔ کبھی ڈور تپا۔ بار بار اچھی سامنے ہارو فیصل ہو جانے کے بعد قلاب بھڑکا تھا۔ یہی دور تھا قلاب زین علی کا سانس رک گیا۔ اسے کبھی بائیں سر نہیں نے اسے بکڑ لیا ہو۔ تھپہ سامنے آئے گی وہاں تھا۔ اسے یوں لگا جیسے تپاں کی دوری ہو۔ اسے تو یوں اپنے دل کی دھوکوں کا شور مٹاتی دے رہا تھا۔ باہر کی آوازیں بائیں صدمہ ہو گئی

تھیں۔ بائیں پر ایک صفحہ ظاہر ہونے لگا۔ وہ جب مکمل ہوا تو اس پر ابھر کر بڑی کے کھل چکا رہے۔ وہ مقابلہ جیت چکا تھا۔ کھیل واد جیت جانے کی فوج اس کی تھی۔ ایک آسودہ زندگی اس کے ہاتھ آ چکی تھی۔ اس نے ایک گہری سانس لی اور کرسی کی پشت پر یوں ڈبے گا جیسے کوئی قادی باسرک کے کونے میں اسباب کھن کا وقت کے بعد بچہ جاتا ہے۔ بائیں پر بہت کچھ تیزی سے چل رہا تھا۔ انعام دینے والی شیم کی مارک یاد اور گھانے کن لوگوں کے صفات ظاہر ہو رہے تھے۔ وہ خود کو شہل ریا تھا۔ کبھی ڈور تپا پھر اچھی۔ اسے احساس ہوا کہ یہ تپا تو کرسی کے دیر سے تپ رہی ہے۔ وہ ہڈیاں غصا سے اٹھ کر دروازے کی طرف گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دن کی روشنی اس کے سامنے رخسار کی تھی۔ اس کی ساری کوفت غصی میں بدل گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ پہنچتی بڑی آگے بڑھا اور دونوں ہاتھں پھیلا کر اسے زور سے کھینچ لیا اور اسے

کیا۔ وہ اسے اپنے آپ میں گولہا جانتا تھا۔ رخسار کو زور سے کھینچنے ہوئے اس کو مزید قریب کرنا چاہا۔

”زین! یہ کیا پاگل پن ہے تم مجھے کچھ ہاتھ کے بھی کیا نہیں۔“ وہ صحت کے لیے کھینچے ہوئے زور سے کہنے لگی۔ وہ بھی پچھتے ہوئے ایک طرف ہٹ گیا جیسے ہوش میں آ گیا ہو۔ اس نے رخسار کو نرم ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا، پھر اس کی تھرکی انگلیں کو سہلانا ہونے لگا۔ وہ کھڑے ہوئے اس کی اٹھایا جیسے کسی فخریادی کو خطیرا اٹھا جاتا ہے۔ وہ حیران ہوتے ہوئے اس کی جانب دیکھنے ہوئے اٹھ گئی۔

”آؤ! میں تمہیں بتاؤں۔“ وہ یوں بولا جسے اس کی آواز میں دوسرے آری ہو۔ وہ یوں اس کے ساتھ جلی جلی۔ ”یہ دیکھو! اب ایک لاکھ ڈالر جیت گئے ہیں۔“

اس نے بائیں پر غور سے دیکھا۔ پھر ہوش میں آ کر سرسری ہوئی آواز میں اس کی چھاپنے سے چھین نہا ہوا۔

”ہی... ہی... سب کیا ہے... تم ایک لاکھ... ڈالر... یہ کیا ہے نہ؟“

وہ اسے نظر انداز کر کے ایک جگہ اٹھی سے اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ ”دیکھو! انہوں نے یہ تم میرے اکاؤنٹ میں اس قدر پیسے کی دی ہے۔“

”جی جی نہیں آ رہا ہے۔“ وہ آکھیں پھاڑے اس میں دیکھنے ہوئے ہوئی۔

اس نے اس کے پیروں پر کھٹے اٹھائے اے دکھا دیے جاس کے جان کی قدرتی کر رہے تھے۔







ساتھ ہی ایک لڑکی بھی ہوئی تھی۔ بہت زیادہ مفید اور سرخ رنگ کی۔ انتہائی سرخ کال، بچنے سے ہوتی اور کبھی سیاہ آنکھیں جگہ اس کے بال بھورے تھے۔ اس نے سب کی طرف دیکھا اور کال کی تنگ دیکھ کر آواز میں کہا۔  
 ”اچھا بھائی میرا ہے۔ نکال میرا ہے۔“  
 ترقی اور انسانی دامن میں میرا ہے۔ بندہ ہوں۔“  
 ”عبدالرشاد ہوں بھگدیش سے، مسلمان ہوں۔“  
 بڑی اس نے لڑکی میں مہارت حاصل کر رہا ہوں۔“ وہ کمرے گندمی رنگ کا چھوٹے لڑکا جو ان تھا۔ جس کی آواز خاص بھاری تھی۔  
 ”میں جڑوا ہوں۔“ مالدیپ سے آئی فی انجمن ہوں۔ مسلمان ہوں۔“ سخت چہرے اور سانولے رنگ کے اس نو جوان نے انحصار سے اپنا تعارف کرایا۔ اس کے نقوش کافی حد تک مومے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ایک چٹا اور لمبے لڑکا تھا۔ اس نے اپنی تیز آنکھوں سے سب کی طرف دیکھ کر اور بولا۔  
 ”میں شیش راستے، بھارت سے، میڈیکل سائنس اینڈ ٹیکنالوجی میں کام کرتا ہوں۔ بدو ہوں۔“  
 ”میں گیت چٹا ہے ہوں۔“ فین ڈیزیز انہوں نے گرمیہ پیراکام سے، شہر انکی ڈھکی ٹھکی ہوں بھگدیش کر کے کھڑے ہوں۔ بدو گھر اس نے پیدا ہوئی ہوں مگر مذہب پر اتارنا دو زمین نہیں دیتی تھی۔“  
 ”میں ترقی ملی، پاکستان سے، مسلمان ہوں۔“ اس نے اپنا تعارف کرایا تو رام داس نے سب کی طرف دیکھا اور کہا۔  
 ”آپ سب انعام یافتہ ہیں۔ یہاں مزید لوگ لہا۔ جو انعام یافتہ نہیں لیکن تعلیم کے ساتھ ہماری طرح مشک ہیں۔ میرے پاس طرف لڑکا جان رام نام تھے۔ سو فٹ دیگر انکے بھگدیش سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے ساتھ میت کو بے تعلیم کے معاملات دیکھے۔“  
 ”میں کروڑ روپے ملے خاموش رہا۔ ہاں تھو خاصا مفید نو جوان تھا لیکن تھے کروڑ روپے چھوٹے قدرے خوب لڑکی لڑکی اور کال کی ہوشیاری۔ چہرہ میں اس خاموشی میں کافی تنگ تھا۔ پھر رام داس نے کہا کہ شام کا وقت۔  
 ”پری کی ٹوشی ہے کہ آپ سب میں شری قتل سے قتل رکھے والے ذہن ترین نو جوان ہیں۔“ پیٹری سوال ہے کہ تم سب یہاں کیوں نہیں بیٹھے؟ کیا ضرورت ہے کہ تم متاثر کروایا جائے؟ تاکہ ہماری انعام یافتہ اور بھرتی ترقی

تور کا اہتمام بھی کیا جائے؟“ یہ کہہ کر وہ کرا اور سوال چکا ہوا جس سے سب کی طرف دیکھا بھرتی کیا گیا۔“ آپ سب کو دیکھ جانتے ہوں گے کہ بھارت میں ایک ”رات“ کی زندگی تھی ہے اور وہ اس زندگی کو کیسے گھر رہا ہے۔ میرا پاس انتہائی غربت اور دولت میں گزارا ہے۔ میں اپنی رات کو اپنی رات کی ذات میں گذر گیا لیکن اس مسئلے سے ذات بھرتی میں غربت غم کی جاسکتی ہے۔ جو تمام تر مسائل کی جڑ ہے۔ جس سے جرائم چھوٹے ہیں، بچنے پلنے ہیں، میں نے اپنا آپ تک زندگی میں جو کچھ کیا، بدو سب داد پر لادیا ہے۔ آپ کو انکال کیا ہے؟ آپ کی غریب کی شکل کے لیے اور خواب ہے کہ ہم بچنے پلنے کی غریب کی شکل کے لیے۔ لیکن یہ وہ پائے گا؟ اس سوال کے جواب کے لیے میں آپ سے بحث وہاں سے کر کے آپ سب کو بھرتی کر دوں گا اور میں میں وقت ضائع کرنے سے باز رہا ہوں۔ میں نے اپنا خواب آپ سب کو بتا دیا۔ آپ سب اس پر اتفاق کرتے ہیں تو ایک سے دوسرے آپ تفریق کریں اور میرا اپنے اپنے مسائل کو حل کر لیں زندگی نہیں۔ میں نے اپنی کوشش کر لی، مجھے آپ سے بات کرنے کا حوصلہ ملے ہوا کہ آپ اس مسئلے کے ذہن ترین لوگ ہیں۔ فوری فیصلہ کرنے کی آپ میں صلاحیت ہے۔ آپ اگر اس بات پر تامل نہیں کریں تو یہاں آج ہی آپ سب میں کام کیا جاسکتا ہے۔“ وہ یہ کہہ کر خاموش ہوا اور اس کا لہجہ تھا۔  
 ”پر دیش آپ نے اپنا خواب ان کی بنا دیا اور دیکھا، وہ تو تھیں، دانی باقی بھرتی ہیں۔ ہم سب کے حوالہ میں یہ مسئلہ ہے۔ اسے بڑے فیصلے میں غربت ختم کرنے کے لیے بڑے بڑے خزانے ہی تھیں، وقت کے ساتھ ساتھ تعلیم بھی جائیں۔“  
 ”تم کچھ کہتے ہو اور اس کا آپ سب لوگ بھی امیر بننے سے قائل نہیں رہتے۔ اگر ابتداء میں آپ لوگ خود کو اس مسئلے کے امیر ترین لوگوں میں شامل کریں تو کیا غربت ختم ہونے کی ابتداء میں ہو جائے گی۔“ اگر آپ سب سے ہر نام ایک سو سے زیادہ لوگوں کو نوکری دینے کے قائل ہو جائے تو ذرا سوچیں ان کے ساتھ کتنے لوگ خشک ہیں۔ اعداد و اہمی کی بنیاد پر سرحدوں اور مذہب کے بغیر ایک جگہ بڑا بڑا آپ سب کا آواز بن سکتا ہے۔ کیونکہ آپ کی سب سے بڑی بات، آپ کی سوچ ہے۔“  
 ”پر دیش! آپ کے ذہن میں مصو یہ کیا ہے؟“  
 ”تاکہ ہم اپنی جگہ پر بحث ہو سکیں۔“ شیش نے اپنی نرم آواز میں کہا۔

”میں نے ایک چھوٹی سی تنظیم بنائی ہے جس کا مقصد غربت ختم کرنا ہے۔ وہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ جیسے کہ اس کا کیا ہے، میں نے بڑے بڑے خزانے جائیں۔ ظاہر ہے دولت کے بغیر تو ایک چھوٹا سا کاروبار بھی شروع نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن میں کچھ لوگ کی دولت میں اصل مدد ہے۔ حاصل کی جاسکتی ہے۔ بہترین منصوبہ بہترین کاروبار کی بنیاد میں سکتا ہے۔ ہمارے ہم بڑا کر کے گی۔ جس میں آپ سب لوگ اپنے اپنے شعبے کی مہارت اور اپنی مہارت کے ساتھ ساتھ اپنی بیزنس صلاحیتیں استعمال کریں گے۔ اعداد و اہمی کی بنیاد پر سرحدوں اور مذہب سے، مادہ ہو، سیاست ہو، مذہب ہو، اعداد و اہمی کے نقطہ انسانیت کے لیے، انسانی احترام کے لیے اسی مسئلے سے دولت کے مسائل پیدا کریں، خود مضبوط ہوں، بڑی مضبوط ہو اور اپنا مقصد حاصل کر سکیں۔ سب سے پہلے آپ خود مضبوط ہوں، ہر مردوں کو کر کے سب سے پہلے۔“  
 ”یہ خواب کھٹے کی ہر باغ میں لکھو۔“ اس خواب کی حقیقت میں ان کا مشکل ضرور ہے لیکن یہ ممکن نہیں تاہم اگر اس میں سب کی جانگم شامل ہوں اور اس میں شریک ہوں تو یہ ممکن ہوگا کہ حاصل ہونے والی دولت کی حجم سادہ ہو گی۔“  
 ”کیونکہ سب سے پہلے اس میں اپنی ہی سوچوں میں کچھ نیا ہے۔ پتہ چلتے ہوئے کہنا ہے تو پر دیش نے اپنی جیت کی درست کرتے ہوئے کہا۔  
 ”میں نے دعا ہے۔ اب یہ کیسے ہوگا؟ تو اپنی وقت سے کیا جاسکتا ہے؟ سب سے معلوم ہو کر آیا ہے منصوبہ اپنی جیت میں وقت رکنا ہے اس میں کون کون کتنے لوگ سب کی اپنی اپنی، انکی اپنی اس پر سوچیں، سب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اس پر بحث وہاں کریں۔ اپنا ذہن چاہیں۔ اس تفریق کو دور کے تیرے اور اپنی دن نام نہ کریں گے۔ جان کا قائل میں ہوں میں کوئی چھوڑ دوں گے۔ روتے کر لیں۔“  
 ”جو انعام یافتہ ہوں یا جو انعام یافتہ ہوں۔“  
 ”جو انعام یافتہ ہوں یا جو انعام یافتہ ہوں۔“  
 ”میں بڑے بچے کے لیے ہر طرح کی دنگ ہے، جسے بھی میں سنی جاتی ہے، وہاں کچھ ہوتا ہے۔ ہر شے میں جانتے ہیں۔ اس کے لیے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ اس کے لیے ہاں پر اپنی جگہ سے کہنا ہے۔ جیت ہے۔ ہوتی ہے۔“  
 ”میں ذہن، انکی جگہ کرتے ہو۔ پر دیش کی بات ہے؟“  
 ”میں تو سب کی بات کرنا، جب میں اس پر سوچوں گا۔ فی الحال تو میں یہ سوچ رہا ہوں کہ یہاں میرے کمانے کے لیے کچھ محال ہو گا میں کیا نہیں۔“ ذہن سے نکرتا ہے

ہوئے کہا۔  
 ”ہاں! اس چہارہ خاصا اہم مسئلہ ہے۔ دینے ہم چاہے کسی ایک فلسفے یا نظریے پر اتفاق کریں مگر مذہبی معاملات میں ہمارے مسائل رہتے ہیں جس سے بڑی بڑی باتوں میں تھیل ہو جاتی ہیں۔ انکی اپنی ہے۔“ وہ کافی حد تک بھگدیش ہوئے۔ جب وہ دروازہ کھل کر قری سے اعداد و اہمی سے ہٹ کر کچھ فاصلے پر آئے۔  
 ”تم اپنی بات کا جواب خود ہی دے سکتے ہو گیت۔“  
 مذہب، سیاست اور نظریے اب سب سے ہٹ کر کسی فلسفے پر اتفاق ہونے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے جیسے پر دیش کا دولت بنانے اور بھرتی دے دولت بنانے کا منصوبہ۔ وہاں ہے کہ ہم اپنی غراہیوں کی شکل کے لیے کسی نظریے یا فلسفے کا سہارا لیتے ہیں۔ جیسے پر دیش کا غربت ختم کرنے کا فلسفہ اگر وہ صرف یہی کہتا کہ گیت دولت بناتی ہے اور میرے ساتھ شامل ہو کر دولت بنانا زیادہ خوش ہوئے۔“  
 ”گیتا دولت بنانا ہی بات ہے۔ میرا مطلب ہے کسی مقصد کے لیے۔“ وہ کچھ جانتی تھی کہ ذہن نے بات کا کتنے ہوئے کہا۔  
 ”دولت بنانے میں شرم بھی، دولت کے حصول کے لیے ہم یہاں انکے ہیں اور میں پورے زمین سے کہتا ہوں ہم سب کا اتفاق بھی ہو جائے گا۔ ہم اصل میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سب اور اپنی بات ہو۔“  
 ”تم اسے زمین سے کیسے کر سکتے ہو؟“ وہ انھیں بچتے ہوئے بولی۔  
 ”دولت کا حصول فطری کشف رکھ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر انسان کا فطری بھی ہونا چاہتا ہے۔ دولت کا راستہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ جب دولت اور طاقت کے حصول کی راہ دکھائی دے رہی ہو تو اس طرف جاتے ہوئے قدم رک نہیں پاتے۔ وہاں سے چلتا بہت مشکل ہوتا ہے۔“ وہ کھوتے ہوئے کہیں لگا۔  
 ”جہاں بات سے ٹک چک رہا ہے۔“ گیت کی تنبیہ کی حریف ہوئی۔ جب وہ دھڑکتے ہوئے بولا۔  
 ”انکے پاس، جتنا سوچ رہی ہو۔ تصویر کے دونوں دریاں سے تھیں تو اپنی بات ہے۔“  
 ”کن کے لیے کچھ سوچا ہے ہو لیکن یہ وقت ہی بتائے گا کہ اس فیصلے کے کیا نتائج ہیں۔“  
 ”جہاں سے لیے کیا ہے اور میرے لیے کیا۔ میرا خیال ہے تم ذہن تو نہیں ہو گے۔“













نومبر 2012ء





نومبر 2012ء - جاسوسی ڈائجسٹ - 277 - نومبر 2012ء

کال دی۔ سیکرٹری مئی۔ دوسری طرف منصور مل گیا۔

"ہاں منصور، کچھ گئے؟"

"ہاں کچھ گیا۔" اس نے مختصر سے کہا۔

"اب فون اسے دہائیں دو۔" اس نے بنا وقت ضائع کیے کہا تو چند لمحوں بعد وہاں پر موجود بندے کی آواز ابھری۔ تو اس نے کہا۔ "یہ گھر ان کے حوالے کر دو اور تم سرورٹ کو وہاں میں منتقل ہو جاؤ۔ انہیں کسی بھی قسم کی تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ میں کسی وقت آؤں گا۔ وہی ان رکھتا۔ اب فون انہیں دو۔"

"مئی زین، واپس لو۔"

"گھر اب چھوڑا ہے، اس میں سکون سے رہو۔ میں کسی وقت آ کر تمہیں تفصیل سے کہا دوں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ یہ بندہ جہاں تمہاری ہر طرف سے مدد کرے گا۔ باقی باتیں پھر ہوں گی۔ خدا حافظ۔"

"خدا حافظ؟" دوسری طرف سے منصور نے کہا تو زین نے فون بند کر دیا پھر وہ سوچتے لگا کہ منصور کا اب کیا کرنا ہے۔

☆☆☆

رات کا چھپلا پھر تھا۔ آخری تاریخوں کا چاند سر پر آچکا تھا۔ پختہ شہر پر شاہدانی گل نما عمارت کی چھت پر تھا میں رہا تھا۔ ارد گرد کے برقی ٹکڑوں کی دھم دھن میں اس کے چہرے پر گہر تر دو کے آثار واضح دیکھے جاسکتے تھے۔ وہ رات بھر سو نہیں سکا تھا۔ گروہ میں بدل بدل کر جب تک گیا تو اپنے کمرے سے نکل کر باہر آگیا۔ اس کے دماغ میں وہی کی باتیں گھوم رہی تھیں۔ جس نے اپنے پیپرو پر دکھایا تھا کہ رام داس نے جو کاروباری گروپ بنایا ہے وہ اب محفوظ نہیں رہا۔ گیت چنائے، تیش اور مان گھگھ سے کسی کی وجہ سے دیر و دراز لگا تھا اور اس مطالعے میں جس جو جان گواہیوں نے عظیم کام سر بردہ بنایا تھا، اسے نکل کر دیا گیا تھا۔ پختہ کو جہاں کاروباری گروپ کے غیر محفوظ ہونے کا دکھ ہوا، وہاں اپنے ہی خلاف جانے پر پریشانی بھی ہوئی تھی۔ اس کیل کے دوسرے مرحلے میں اس کے تخی "غدار" سامنے آچکے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ان تینوں کو کیکر شکم کر دے یا پھر رام داس سے بات کر کے کوئی ایسا کرے مگر پھر ان کی جگہ کوں لے گا؟ یہ فکر اپنی جگہ تھی۔ عظیم میں سینہ دگ جانا بھی کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اگرچہ وہ نے کہا تھا کہ دیر و دراز کو سنبھال لے گا مگر وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ اگرچہ تاکہ وہ جوتے جوتے پھوٹ جاتی تھی۔ اگر رام داس کے

انے لگا تو آدھوں کی ساری بات اس کے سامنے ٹھکانا پڑے گی، اس کی کچھ گھمبیر نہیں آ رہا تھا۔ یہاں تک کہ گج کے آثار واضح ہونے لگے اور وہ تھک کر بے حال ہو گیا۔ وہ چھت سے نیچے اترا آگھر اس کے پاس کوئی مل نہیں تھا۔ وہ اپنی معمول کی پوجا کے بعد سلیڈ چھترے پر آگھیں بند کیے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دافی ٹھکانا رام داس کے قریب آگھری ہوئی۔ وہ اس کے وجود کا احساس کر کے پختہ نے آگھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا تو وہ منسوب کچے میں ہوئی۔

"نیر، فیصلہ رام داس کی بدھارے ہیں۔"

"تم جانا اور اس کی سزا کرو۔" پختہ نے عام سے لہجے میں کہا اور اپنے دھیان میں بیٹھ گیا لیکن اس کے ذہن نے یہ فوراً سوچنا شروع کر دیا کہ یہ اس وقت یہاں کیسے آیا ہے۔ مگر یہ بعد وہ اٹھا اور دروازے سے ہوتا ہوا اس کمرے تک جا پہنچا جہاں پرو فیصلہ رام داس ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ پختہ کو دیکھتے ہی ہاتھ ہڑک کر کھڑا ہو گیا۔

"ہاں رام داس انکیا بات ہے کہ تمہیں کچ مج یہاں آنا پڑا۔"

"سہارا ج آدوں سے مختلف فون کاگز معمولی دوسری ہیں۔ وہ مجھے جان سے مارنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ کوئی دیر و دراز نام کا خطا ہے۔ میں نے پوچھا اس سے کہ وہ کیوں ایسا کر رہا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں نے جو جھوٹی عظیم بنائی ہے۔ اس کی وجہ سے میں اسے راستے کی رکاوٹ سمجھ کر راستے سے ہٹا دیا جاتا ہوں اور اس کے لیے حملہ بھی کر دیا ہے۔" تو ایک ہی سانس میں کہا پختہ گیا۔

"اس نے مجھ کو دھمکی دی ہے یا کوئی..." پختہ نے سوچتے ہوئے کچے میں بات اور دوسری کچھڑی۔

"فی الحال وہ دھمکی ہی دے رہا ہے۔ صرف مجھے ہی نہیں۔ تیش رائے، اور گیت چنائے کو بھی۔ مکمل بات تو یہ ہے کہ ہم نے ایسا بالکل نہیں کیا اور نہ ہی کوئی ارادہ تھا۔ یہ سب کیسے ہوا؟ اس سے تو بڑی مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں؟" رام داس کے کچے میں تشویش تھی۔

"ابھیہ" پختہ نے ہنگامہ بھرتے ہوئے کہا۔ دراصل اس وقت اس کے ذہن میں مان گھگھ کا نام گھوم رہا تھا مگر وہ فوراً ہی رام داس کے سامنے اظہار نہیں کر سکتا۔ اس لیے بات کو کئی لمحوں پر لٹا لٹے ہوئے بولا۔

"دیکھو رام داس، کوئی تیسرا بھی دھیان میں ہو سکتا ہے جو تم سب لوگوں کی اس قدر تیز رفتاری سے مدد کر رہا

”مہاراج! وہ وقت آگیا ہے کہ جب رام داس کو  
احقاد میں لے لیا جائے، ورنہ آگے جا کر بہت مشکل ہو جائے  
گی، چھپا رہے تھکے سے ٹھکن ہے رام داس کچھ لڈر کھینچے۔“  
وہ نے آنکھیں سے کہا تو پھڈتے سا دھڑکی کی طرف

راستے ہیں۔ ایک راستہ یہ ہے کہ ہم نے جو علاقائی تنظیم بنائی ہے اس کو اتنا مضبوط کر دیں کہ وہ انکسٹیشن میں حصہ لے اور حکومت بنانے کے قابل ہو جائے لیکن اس کے لیے بہت طویل چلنا ہوگا۔ بہت وقت درکار ہوگا۔ دوسرا راستہ یہ ہے کہ

”نہیں کیا آج سوئنگ کا بار وہ نہیں ہے؟“  
 ”دل نہیں چاہ رہا۔“  
 اس کے یوں کہنے پر رخسار چھ لمبے حیرت سے اسے  
 دیکھتی رہی بھریوں لگا کر جسے چاند پول سے باہر آ گیا ہو۔ وہ

اب ہم جو بھی کام کریں گے، جو فیصلہ بھی ہوگا۔ اسے قبولے وقت میں چورہ کرنے کی کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ

"وہ بے اور ساتویں اب رام داس کے افس میں بیٹھنے لگے تھے۔ یہ جو دیر وارا پر حملہ ہوا، یا اس سے پہلے جو بندے مرے تھے، یہ ساری اس وجہ کی کارستانی ہے۔ آج میرا خزانہ کمال ہے۔ میری سبکدوشی کا نتیجہ ہے۔"

[illegible][illegible][illegible]





ایک بھول اور بھولائی میں دیکھ بیوی کے ساتھ  
 "دور کے چلوں میں گھر"  
 اس آدمی نے لڑکے کو پکڑا اور اس کی پٹائی  
 شروع کر دی۔ چند دھیرے بعد لڑکے نے تپا۔  
 بھگتے کی وجہ سے بھی تو اس نے تپا۔  
 "پڑا کھیری بیوی کا گھر کھیرا تھا۔"

## معاہدہ

سوتیلو لڑکے کے ایک رشتہ داران میں بڑا دلچسپ  
 لڑکی کا ہے۔  
 "تارے اور چمک کے درمیان انتہائی شرطانہ  
 معاہدہ ہوا ہے۔ چمک والوں نے وعدہ کر لیا ہے کہ گھر  
 دیکھ لیگا۔ بچے کی اضافی قیمت نہیں کریں گے اور ہم  
 نے وعدہ کیا ہے کہ گھر دیکھی گا چمک نہیں کریں  
 گے۔" مہمانی فرما کر ان دونوں کو وعدے تو لے کر بیٹھ  
 کر گیا۔

## (مٹری بہا الدین سے طیب شاہین کا قصہ)

بھیا بہت بڑا دلچسپ آدمی تھا۔ آخری رسومات میں شامل  
 ہونے کے لیے اس نے ایک دوک لائی۔  
 "اگرے کباب پر کل کر کسی میں ڈھولوا دیکھ کر کہو۔"  
 یہ کہتے ہوئے اس نے فون بند کر دیا۔ سامنے ایک لڑکا  
 کاٹھے پر بیٹھا تھا۔ لڑکے پر بڑی ادھی کے درگدھار  
 رہا تھا۔ جس وقت اس نے چاکر کا گدھا لایا اسے بہت کد  
 کاٹھا تھا۔  
 "میں وہاں سے نکلے میں کامیاب ہوئی ہوں۔ میں  
 نے مان گھر کو فون کر دیا ہے۔ اب بتاؤ۔"  
 "تم دونوں بھی جلدی ہو گئے یہاں بھی سے نکل چلو۔"  
 "فیک ہے، مان ایک کد میرا بکھرے۔ میں اس  
 سے مل کر آئی ہوں۔" اس نے فون بند کر دیا۔  
 چپا میں آگ بھڑک اٹھی تھی۔ وہ وہاں کچھ دیر تک  
 ٹھہرے۔ پھر ساتری لڑکے نے اسے دیکھ کر کاشا کاشا  
 میں آگ بھڑک اٹھی تھی۔  
 "آپ سب لوگ بھولے ہیں۔ ابھی کچھ دیر بعد

اجتال ... چاہے جہاں جیت کر مڑ کر بھڑکا جی سب سے  
 آخر میں زمین اس کے پاس گیا۔ میت کا دنگ زرد تھا اور  
 آج بھی سوئی ہوئی تھی۔ سامنے اس کی ساتری لڑکی تھی۔  
 "میں تمہارے بارے میں نہیں پوچھوں گا کی تمہارے  
 پاس بیل فون ہے؟ اس نے عام سے کلمے میں پوچھا۔  
 "ہاں ہے کون کون؟" دوسرے نے بولی۔  
 "میں مان گھر کا نمبر ہے، اس پر بات کرنا، اور اپنا نمبر  
 دے دو، پھر میں جو کہوں وہی کرنا، تم اپنے آپ کو فون پر بتاؤ  
 رکھو اگر آج وہی سے پہلے اس کی مدت میرا سے لگنا ہے۔"  
 زمین نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔  
 "زمین... تم...؟" وہ ششدر ہوتے ہوئے بولی۔  
 "وقت بہت کم ہے۔ زرا دھواں مت کرو، میں تمہیں  
 کال کر لوں گا۔" اس نے اسے کہا ہے ہونے کا اور کافی  
 سارے مقامی کرکس کے کٹ اسے حماد ہے۔  
 "میں کچھ پرستواری بہت ہے۔ تمہیں میں یہاں  
 سے نکل بھی سکتی ہوں کرکس، پھر میں پوری خوش کر دوں گی۔"  
 جیت کر لڑکے نے چٹ بٹھ کر کہا۔ اور ایک کد پر اپنا نمبر  
 کھینچ دیا۔ زمین نے حیرت سے کہا کہ اس کی اور بڑا بڑا گیا۔  
 دابھی پر ان سب کا خیال تھا کہ جیت کر کچھ بھی نہیں جانی۔  
 انہیں اپنی ہی بولی تھی۔ اس سب کا خیال بھی تھا کہ ساتری لڑکی  
 ملاقات کے بعد ہی کرکس کے آگے کھڑا کرے گا۔ ان کا  
 رخ آگے ہی بول کر طرف تھا۔  
 جتنا کہ کنارے سے اسے مشٹان گھاٹ پر انسانی محبت  
 کے پیلے کی سڑکوں کی بولی تھی۔ پھر پہلے پاؤں بولی گئی۔ وہ  
 لوگ آگے ہی وہاں پہنچے۔ جس میں ساتری لڑکی ان کے  
 استقبال کے لیے بیٹھ ہوئی تھی۔ اس نے سفید رنگ کی ساڑی پہنی  
 ہوئی تھی۔ کپے لایا میں دکھائی۔ اس نے جیسے کہتے  
 ہوئے ہوں۔ ایک اس سے بے نیاز چہرہ اور انتہائی مختصر  
 بازوؤں کا سالو بان داغ ہو رہا تھا۔ وہ اوپر مڑی میں تھی  
 جو وہاں کرکس کے میدان تھی تھی۔ وہ انہیں بھی بولی اس کی  
 چٹ بٹھ گئی جہاں بھگتے پر رام داس کی ادھی لائی تھی۔  
 "میں اس سب سے پیچھے تھا۔ اس نے اسپتال سے آنے کے  
 بعد سب سے پہلا کھانسی لایا تھا کہ ایک ویزک بھاری دھڑکے  
 کر رہی تھی۔ وہ ایک ایک کھانسی فون گھولائی تھا۔ اس نے  
 دیکھا کہ رام داس کی ادھی پر ایک پٹہ آ گیا تھا۔ رسومات  
 شروع ہو چکی تھیں۔ ادھی فون میں اس نے جیت کر کو کالی  
 دی۔ اس نے فون اٹھا کر کہتے ہوئے کہا۔  
 "میں اسپتال سے نکل رہی ہوں۔ اگر پڑی بھی تھی تو

کل کچھ رام داس کی آخری رسومات تھیں۔ باقی تو خود بخود  
 ہو۔" اس نے گھر سے لے کر زمین سے چھالو دی جنوں کے بعد  
 فون بند کر دیا۔ وہاں کی آنکھیں بند تھیں۔ بھی زمین نے  
 اسے کہا۔  
 "اسے دیکھیں کچھ؟" آنکھیں کھلوں۔  
 "مگر اسے کچھ ہوائے اگر کوئی سانس باقی ہوئی تو  
 ملاقات ہو جائے گی، دور دورہ پیش کے لیے انور... اب تم  
 جانو... یہ کہہ کر وہاں نے آنکھیں بند کر لیں۔ زمین کوئی  
 فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ کچھ دیر پہلے کرے سے کیا جائے  
 دلی لڑکی ان کے آگے آئیں۔ ان کے پیچھے ہی تھیں تھیں۔ انہوں  
 نے اسے سامنے سے چڑھ کر پوچھا اور گواہ دیا۔  
 زمین نے لگاتار کد کو دھرا اور اسپتال سے لگا چکا گیا۔ اسے  
 نہیں پہچانتا تھا۔  
 مٹری کے مشٹان گھاٹ میں پھر رام داس کی  
 آخری رسومات اڑا دیں۔ زمین رات کے دوسرے پہر  
 اس علاقے کے ایک شاعر بھولیں آ گیا تھا۔ جیسے تھیں  
 راتے اور گیت چانے سمیت کبھی ایک ہال کا ٹکڑا روم  
 میں سوچو تھے۔ سب کے ذہنوں میں یہی سوال تھا کہ جیت  
 کر تو دھنی ملک میں اسپتال میں پڑی ہے۔ لیکن ان گھر  
 کہاں ہے؟ ایک ساتری لڑکی بند ہوئی کہ رام داس کا کل  
 کس نے کیا؟ اور اب کس کا؟ کس کا؟ ساتری لڑکی کو  
 ہے؟ کیا اس پر اصرار کیا جا سکتا ہے؟ وہ سب انہی مولوں پر  
 بحث کرتے پہلے جا رہے تھے۔ لیکن ان کے بعد اور ہی سوچ  
 رہا تھا۔ اس نے وہاں کے دیے کو دیکھے تھے۔ اسے خود  
 ایک خبر پر دھماکا ہوا تھا۔ پانچ پانچ چلا تھا رام داس نے کسی  
 شاعر پر شاد کے ساتھ بنایا تھا۔ بہت گھر کا وہ شاعر شاد ہی  
 رام داس کی آخری رسومات میں شامل ہو۔ اس کی سب سے  
 مکی گواہی بھی کچھ کد جیت کر ہے۔ نے گریہ سے لوگ  
 کچھ اور ہی باتوں میں اٹھے ہوئے تھے۔  
 "میرے سے کون سی آخری رسومات میں شامل  
 ہونے سے پہلے کد میں تھیں تو کبھی کام کی بات  
 معلوم ہو جائے۔ کیونکہ رام داس کے بہت خراب وہی  
 ہے۔ کیونکہ رسومات کے بعد ساتری لڑکی خوں  
 میں دھنی گئی ہے۔ جس میں آنکھ کے لیے ایک ہوگی۔  
 جہاں ہم بھی کد کی بات کریں گے، اس کا کوئی نتیجہ نہیں  
 گا۔" زمین نے انہیں رات دی تو کچھ دیر بعد بھی ان سے  
 سے اتفاق کر لیا۔ اور کچھ دیر بعد وہ اس اسپتال کی جانب  
 ایک قاف کی صورت میں دے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد وہ

میں نے تمہارے انتظار میں اتنا وقت لیا ہے؟ واٹر ز۔  
 اب مٹری میں سے نہیں کیا گیا؟  
 "ابھی کیا بات ہے؟ وہاں؟" زمین نے اس کے ہاتھ  
 اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے چھا کر دھوا رہے تھے۔  
 "میری رام داس سے بہت باتیں وہاں سے۔ جب  
 ہم دونوں تو جہان سے تھے۔ وہ بہت بڑی ہے۔ آخرت تھا۔  
 اسے نہیں ہو رہا تھا کہ اسے کد کر دیا جائے گا۔ ایک پہلے پہلے  
 وہ یہاں آ گیا تھا اور اس نے مجھے اس سارے صلی کا اصل  
 مقصد بتا دیا تھا۔"  
 "کی مقصد ہے؟" زمین نے تیزی سے پوچھا۔  
 "وہ بھی بتا دیتی ہوں، مگر ایک وعدہ کر دو میرے  
 ساتھ۔"  
 "یوں، وعدہ کرنا ہوں۔"  
 "ابھی تمہارے میں پچھ کر گیا ہے۔ رام داس کے  
 قافلے اسے کد کر کے تم سے اسے کی طرح چلاؤ۔"  
 "ابھی... تم...؟" زمین نے اسے دیکھا۔  
 "ہاں ہے۔ میں شاید نہ ہوں لیکن اگر تم جان گھر کو  
 چلو تو وہ دم جہاں وہاں ہے کچھ دن پہلے ملائی تھی  
 کے اسی کد ہے۔ وہ وہیں لے سکتی ہے۔ چاہو تو کچھ مان گھر کو  
 بھی دے دو۔ لیکن رام داس کی پڑی ہی گئی۔"  
 "ابھی اس اس لڑکی کے بھری بھی اسے چھالو گا۔  
 اس کا رابطہ..."  
 "میرے سر ہائے ایک قافہ پڑا ہے۔ اس میں بہت  
 سارے خواب ہیں۔ اب گھر کا رابطہ میرے اور وہ سارے کو  
 جس سے تم وہ اپنے کاؤڈن میں لڑا کر کر سکتے ہو۔"  
 "وہاں نے بتایا تو زمین نے وہ سفید رنگ کا قافہ لکھا، وہ کھلا  
 ہوا تھا، اس نے جلدی سے مان گھر کا نمبر دیکھا اور پھر وہاں  
 کے فون کی سے رابطہ کیا۔  
 "وہاں ان کی باتیں بھی کیا؟"  
 "میں زمین کی بات کر رہا ہوں۔ تم کہاں ہو۔  
 تمہارے نکلے کا..."  
 "میں بھی نہیں ہوں۔ میں یہاں سے نکل بھی سکتا ہوں  
 لیکن بہت کم اسپتال میں ہے۔ میں اس کے بھری نہیں جا  
 سکتا۔ پھر آج اور کد کی طرح میت کو کدے ساتھ لے  
 میں سے نکل جائوں گا۔ ساتری لڑکی کے بعد وہاں سے تو اس کی  
 طرح بھی جان کر رہے ہیں۔"  
 "لیکن رام داس کا کل بھی ہے؟"  
 "میں تو معلوم کر رہا ہے۔ میں انہیں چھوڑ دوں گا،



# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیش کش

(WWW.PAKSOCIETY.COM)

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے آپ کیلئے پیش کیا

بہم خاص کیوں ہیں؟؟؟؟

وہ جو دوسرا دہائی کا ہے، وہاں سے تھکا ہوا، خزانہ خالی، شہر غریبی کا شکار، بچوں کی کھانسی اور سانس کی تھکن،

fb.com/paksociety  
twitter.com/paksociety1

اگر آپ کو ویب سائٹ پسند آئی ہے تو پوسٹ کے آخر میں اپنا تبصرہ ضرور دیں۔

اپنا تبصرہ صرف یہ سمت تک محدود رکھیں۔ درخواست کے لئے رابطہ کا صحیح استعمال کریں۔  
اپنے دوست احباب کو بھی پاک سوسائٹی کے بارے میں بتائیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی انتظامیہ سے مالی تعاون کیجئے۔ تاکہ یہ منفرد ویب سائٹ آپ کیلئے جاری رکھی جا سکے۔

پاکستان کی ویب سائٹ

WWW.Paksociety.Com

Library For Pakistan



WWW.PAKSOCIETY.COM

”ہو کیسے؟“ اس نے پوچھا۔  
”میرا ارادہ تھا کہ میں اپنی چال چال کا۔ اس لیے  
سارا سامان ہی وہاں کو لے گیا۔ ٹیکسٹ رام اس نے بھی اپنا سامان  
میں گھونٹ کر لیا تھا۔ ہم دونوں میں یہ تھا کہ وہاں جا کر  
میں رہوں گا اور پھر رام وہاں آجائے گا۔ لیکن مجھے  
بچانے کی خاطر وہاں نے سب کچھ ہٹا دیا۔ وہ تو نہیں  
سہی لیکن سب کچھ ہٹانے کے ساتھ میں چلا گیا۔ اب مجھے اس  
کے پاس جانا ہے۔“ اس نے گھبراہٹ سے کہا۔  
”ٹھیک ہے، میں یہاں ان لوگوں سے رابطہ کرتا ہوں  
جو کہ وہاں پہنچے ہیں۔ اور یہ بھی ضرور ہوتا ہے کہ سب  
بچھا جاسکے۔“  
”تم کی پروا مت کرنا، چاہے جس طرح بھی ہو، کسی  
دوسرے نام سے پوچھیں گی، یہاں سے نکالو،“ اس نے گھبراہٹ  
تھا کہ اسے والے اعزاز میں لیا تو پھر تم کچھ مہربان ہوئے  
تھا کہ چلا گیا۔

☆ ☆ ☆  
اس وقت صبح دواؤں ہو چکی تھی جب وہ اڑھارے سے  
جنگے بچھا۔ اس نے نیند میں سوئے ہوئے پر پڑنے سے سامنے  
کھڑے ملازم سے کہا۔  
”تم ایسے کرو، فوراً نفاذ کرو، اور دیکھو رخصت کیا  
ہے۔ اسے نکالو۔“  
”جی، وہ تو کل ہی یہاں نہیں تھے۔“  
”کلی کی، مطلب...“ اس نے کہا پھر اٹھ گیا اس لیے  
کہا۔ ”تم جانتے ہو میں وہاں نہیں ہوں۔“  
ملازم پلٹ گیا تو اس نے اپنا ٹیکسٹ فون نکالا اور رخصت  
کے نمبر پر کال کر دی۔ کافی دیر ٹیکسٹ فون رہی۔ تب وہ رخصت  
کے میں ہوئی۔  
”وہاں تم آگئے۔“  
”مگر تم کہاں ہو۔ اپنے والدین کے پاس...؟“  
”میں یہاں ہی ہوں زمین، وہاں خوش ہوں۔ اب  
شاہد بھٹو کی اور میری ملاقات نہ ہو جائے، سمجھو، میں نے وہ  
دن کا رخصت ہارے ہارے اکاؤنٹ خالی کر دیے ہیں۔ میری  
باقی زندگی کے لیے اپنی بڑی رقم کافی ہے۔“  
”یہ کیا اس کی مرضی ہو۔“ خاتون نے رگڑا اور آواز، بہت  
سارے کام تھے۔  
”تمہیں زمین، میں اب بہت دور جا رہی ہوں۔ آتی دور  
کرتے تھے کچھ نہیں تھا۔ میں جانتی ہوں کہ رخصت ہارے  
سارا مال ختم ہو گیا ہے۔ اب تم یہ دولت نہیں کھا سکتے۔“